

قال رسول الله: المهدى حق و هو من ولد فاطمة (ص)

القائمه

بقيه الله

الانتظار

المربي

المهدي



مقام امام زمان (مسجد سبه)

ام زمان کی راہی اور جید خطاب





www.ziaraat.com

SABEEL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.co.cc
sabeelesakina@gmail.com



۷۸۶
۹۲۰۰

پا صاحب الزہاب اور کتب

DVD
Version

لپیک یا خسین

نذر عباس
خصوصی تعاون: رضوان رضوی

اسلامی کتب (اردو)

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری -

NOT FOR COMMERCIAL USE

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

انتساب

پیش نظر کتاب ”امام زمانہ عج کی واپسی اور جدید خطاب“ ۷ اربيع الاول ۱۴۲۵ھ ق کی مبارک اور پُر برکت ساعتوں میں حضرت صاحب العصر والزمان ع
کے اجداد کرام جناب ختمی مرتبت اور آسمان امامت کے چھٹے تابندہ و درخشنده خورشید حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام سے منسوب کرنے کی سعادت حاصل کی جاتی ہے اور آپ کے ولیے سے خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں حضرت قائم آل محمدؐ کے ظہور میں تعجیل کیلئے دعا گو ہیں۔

جملہ حقوق بحق مؤلف حفظ ہیں۔

کتاب کا نام
..... امام زمانہ (ع) کی واپسی اور جدید خطاب
..... سید کفایت حسین پیر اہل شہری
..... ایک ہزار

..... ہے یہ
..... کمپوزنگ
..... ناشر
..... تاریخ اشاعت
..... ملنوں کا پتہ
..... ۷ اربيع الاول ۱۴۲۵ھ ق
..... مکتبۃ الرضا ۸- محمد علی مارکیٹ غزنی
..... شریٹ اردو بازار لاہور

ہماری دیگر مطبوعات

پربرین آف اسلام	قیمت- 200 روپے
سورجوں کے چودہ سورج اور بنی ہاشم کا چاند	قیمت- 220 روپے
شمس ولادت	قیمت- 200 روپے

ہبہ الدین شہرتانی نے تحریر کیا اور صحیح و تایف الحاج میرزا عباس قلی واعظہ چاندابی کے ذریعے پایہ مکمل کو پختہ اور پھر یہ کتاب تحریر سے چھوائی گئی) میں واپسی کے باب میں امام جعفر صادقؑ سے ایک حدیث نقل کی ہے اور اسی طرح شیخ حرم عاملی نے کتاب الایقاظ من الہجۃ فی البرهان علی الرجوعۃ میں واپسی کو شیعہ نقطہ نظر سے قلمی اور مسلم امر کے طور پر رقم کیا ہے۔ ان کے بقول اکثر علماء نے اس امر کے اٹل ہونے کو تسلیم کیا ہے۔ وہ رقطراز ہیں کہ ان مصنفوں کی تعداد کافی زیادہ ہے جنہوں نے مختلف کتب میں واپسی کا تذکرہ کیا ہے۔ ان کتب کی تعداد 70 کے لگ بھگ ہے۔ یہ ساری کتب شیعہ نقطہ نظر سے آئندہ کی واپسی کا تذکرہ کرتی ہیں۔ یہاں طوالت سے پچھے کیلئے ان کتب اور ان کے مؤلفین کے تذکرے سے گزین کیا جاتا ہے۔ اگرچہ پیش نظر کتاب جم کے ماحظ سے نسبتاً چھوٹی ہے لیکن انشاء اللہ متعلقہ ہوف تک پہنچانے میں کافی مددگار ثابت ہو گی۔ خداوند تبارک و تعالیٰ سے دست بدعا ہوں کہ مومنین و مومنات کو حضرت صاحب الزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی ذات والی صفات کی صحیح معنوں میں معرفت عطا فرمائے اور حضرت کے ظہور میں قبیل فرماء کر ہم پر عظیم احسان فرمائے تاکہ اس امت کی مشکلات و مصائب کا خاتمه ہو سکے۔

آمین

سید کفایت حسین پیراں شہری
تاریخ ۷ اریق الاول ۱۳۲۵ھ قمری

مقدمہ

تمام آئندہ مخصوصین اور خصوصاً حضرت صاحب الزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی واپسی ایسا موضوع ہے جس پر اب تک بہت سچھ لکھا اور کہا جا چکا ہے لیکن پھر بھی یہ موضوع تشدیز ہے۔ اکثر شیعہ علماء کا اس پر ایمان ہے۔ البتہ بعض علماء نے اپنی کتب میں امام زمانؑ کے علاوہ دوسرے آئندہ اطباء کی واپسی کے بارے میں شک و شبہ کا انہصار کیا ہے۔ لیکن یہ بات مسلمہ ہے کہ نہ صرف امامیہ بلکہ تمام اہل اسلام حضرت صاحب الزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی واپسی کے معتقد ہیں۔

پیش نظر کتاب "امام زمانؑ کی واپسی اور جدید خطاب" کا زیادہ تر مسودہ علامہ محمد باقر مجاسیؑ کی کتاب بحار الانوار سے لیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس میں امام کا جدید خطاب اور شیخ مفید کے نام ایک خط شامل ہے۔ علامہ مجاسی نے بحار الانوار میں 50 سے زیادہ شیعہ علماء کا نام لیا ہے جن کا آئندہ کی واپسی پر ایمان ہے اور ان علماء نے اپنی کتب میں اس بارے روایات بھی ذکر کی ہیں جن میں سے معروف علماء کے نام گرامی درج ذیل ہیں:

شیخ الاسلام کلینی رازی (متوفی ۳۲۸ھجری)	شیخ صدقہ (متوفی ۳۸۱ھجری)
شیخ رضی علم الحدی (متوفی ۳۲۶ھجری)	شیخ مفید (متوفی ۳۱۳ھجری)
شیخ الطائفی طوی (متوفی ۳۶۰ھجری)	سید ابن طاؤس (متوفی ۳۶۸ھجری)

شیخ مفیدؑ نے کتاب شرح عقائد السروق یا صحیح الاعتقاد (جس کا مقدمہ مر جوں سید

حاصل ہوا ہے۔ حال یہی میں جب ایک پاکستانی زائر نے مشہد مقدس میں حضرت صاحب الزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے سوال کیا کہ ہم تو آپ کو یاد کرتے ہیں تو کیا آپ بھی ہمیں یاد فرماتے ہیں؟ آپ نے جواب میں جو عبارت ارشاد فرمائی وہ یہ تھی۔

”اوْصِنِي بَعْدًا“

آپکا یہ فرمان ہمارے لئے جدت کا حامل ہے لیکن غور فرمائیں تو محمد وآل محمد کے تمام ارشادات کی تازگی اور چاشنی ازل سے باقی ہے اور ابد الہاد تک باقی رہے گی۔ ہمارا یہ ہم دلخیل عربی زبان سے نا بلد ہونے کی بناء پر مجبور تھا کہ کسی عربی وان یا عالم دین سے رجوع کرتا، اسی بناء پر وہ ایک ایسے عالم دین کے پاس آیا ہے موصوف ذاتی طور پر جانتا ہے۔ موصوف نے اس عالم دین سے عربی کے اس مختصر لیکن جامع جواب کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے اس عبارت کا یوں ترجمہ کیا۔

مجھے ایک ایک (پیر و کار اور ماننے والے) کے بارے وصیت کی گئی ہے۔

کیا یہ جلد ہم سب کو بیدار کرنے کے لئے کافی نہیں؟ اگرچہ امام نے یہ جواب کسی ایک شخص کو دیا لیکن در حقیقت آپ کی مخاطب ساری انسانیت ہے جسکے لئے آپ کو امام و رہنمایا کر بھیجا گیا ہے لیکن یہاں سوال یہ بیدار ہوتا ہے کہ ہم ان کی آمد کے لئے کس قدر آمادہ ہیں؟ کیا امام ہماری موجودہ کیفیت کو دیکھ کر خوش ہوتے ہوں گے؟ کیا انہیں رنج نہیں ہوتا؟ روایات شاہد ہیں کہ امام دنیا میں پا ہونے والے موجودہ فتنہ و فساد سے نالاں ہیں اور بار بار خدا سے اپنے ظہور کی تمنا کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں ہم میں سے ایک ایک کو حضرت کی آواز پر لبیک کہنے اور آپ پر اپنی جانیں پچاہو کرنے کے لئے ہر لمحہ تیار رہنا چاہئے۔ جب آپ کے ظہور کا آوازہ بلند ہوگا تو جو لوگ اس وقت گھر سے باہر نکل پڑیں گے۔ انکا دوسرا قدم منی میں ہو گا لیکن جس نے اس وقت تیاری شروع کی اور اس دوران سارا دون گزر گیا تو وہ آپ کی اصرت کی سعادت سے محروم رہ جائے گا۔ اسلئے ہمیں ہر لمحہ بیدار رہنے کی ضرورت ہے۔

کتاب کی وجہ تسمیہ / امام زمانہ کا جدید خطاب

قارئین کرام! جیسا کہ آپ ملاحظہ فرمارے ہیں، کتاب کا عنوان نہایت دلکش اور جاذب نظر ہے۔ آپ اس کتاب کے عنوان کو پڑھ کر شاید سوچیں کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ امام علیہ السلام کسی عام انسان سے مخاطب ہوں؟ لیکن یہ بھی تو سوچیں کہ امام رہنمای، نور ہے، روشنی ہے۔ تمام انبیاء و اوصیاء کا وارث ہے۔ کیا بھولا بھکارا اور تھکا ماندہ مسافر جب اس دنیا کے مختلف ادیان و مذاہب کی بھول بھیلوں میں بھکر رہا ہو۔ اسے ہر سو اندھیرا ہی اندھیرا دھکائی دے۔ ہر طرف لباس خضر میں راہبر گھوم رہے ہوں اور پھر یہ بھولا بھکارا ہوار اسی اپنے خالق و مالک سے ہدایت کا طالب ہو تو کیا اسے ہدایت نہیں ملے گی؟ جیسا کہ سورۃ طا کی آیات ۳۹ و ۵۰ میں ارشاد ہوا

”قَالَ فَمَنْ رَبَّكُمْ يَا مُوسَىٰ ۝ قَالَ رَبُّنَا الَّذِي أَغْطَى كُلُّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَى ۝“ فرعون نے پوچھا: اے موسی! آخر تم دونوں کا رب کون ہے؟ موسی نے کہا: ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو غلط کیا اور پھر ہدایت کی۔ خداوند تعالیٰ اپنی جنت کے ذریعے ہدایت فرماتا ہے اور اسوقت جنت خدا حضرت صاحب الزمان امام مهدی علیہ السلام ہیں لہذا آپ ہی کے ذریعے ہدایت ملے گی۔ مولف اسلامی جمہور یہ ایمان میں بعض ایسے افراد کی زیارت کا شرف حاصل کر پکا ہے۔ جنہیں کسی نہ کسی حوالے سے امام کی قربت کا شرف

ہے۔ لیکن یہاں غور طلب مسئلہ یہ ہے کہ آیا امام کی غیبت کے اس پر آشوب دور میں ہم پر بھی کوئی ذمہ داری عائد ہوتی ہے یا ہم تمام ذمہ داریوں سے مستثنی ہیں۔ جبکہ یہ ارشاد واضح طور پر موجود ہے کہ

”تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور اس سے سوال کیا جائیگا، تم میں سے ہر ایک مکلف ہے اور اس سے اس کی شرعی، مذہبی اور اخلاقی ذمہ داریوں کے بارے پوچھا جائیگا۔“

قارئین کرام! الحمد للہ۔ ہم اسلامی جمہوریہ پاکستان کے پرچم نئے سانس لے رہے ہیں۔ آیا ہماری شرعی ذمہ داری نہیں بنتی کہ ہم اپنے اور اپنے اردوگد کے ماحول پر نظر رکھیں اور اسکی اصلاح کی کوشش کریں۔ جب امام تشریف لاکیں گے تو اگر انہوں نے سوال کیا کہ اپنی اصلاح کیوں نہیں کی اور امر بالمعروف اور نبی عن المکر کا فریضہ کیوں اعام نہیں دیا تو ہم کیا جواب دیں گے؟ کیا ہمیں معلوم ہے کہ امام قطعاً ہمارے درست ہو جائے کا انتظار نہیں فرمائیں گے۔ جس معاشرے نے ان کے ظہور تک اپنی اصلاح کر لی وہ فتح جاییگا ورنہ روایات ثابت ہیں کہ امام ایسے شرعی احکامات رائج فرمائیں گے جو آپ سے پہلے کبھی راجح نہیں ہوئے ہوں گے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ امام اس بیس سالہ لڑکے کو قتل کر دالیں گے جس نے شرعی احکامات نہیں پیکھے ہوں گے۔

قارئین کرام! یہ بات ہم سب کے لئے لمحہ فکر ہے کہ آج ہمارے اسلامی ملک میں شفاقتی سرگرمیوں کے نام اور امریکہ کے ایماء پر جو کھیل کھیلا جا رہا ہے اور ہمارے ارباب اقتدار امریکہ کی شہ پر خواتین کو جو مادر پدر آزادی دینے پر تلمیز ہوئے ہیں کیا اسی کا نام اسلامی جمہوریہ ہے؟، کیا اسلامی جمہوریہ ایسی ہوتی ہے اور مسلمان اسی کو کہتے ہیں کہ جب وہ گھر میں ہو یا گھر سے باہر نکل تو ہر وقت اس کے سامنے بے پرده خواتین کے ہیوں نے اپنے پھر میں اور وہ بے بُس نظر آئے۔ اگر بے حیاتی اور عیانی کا نام تہذیب و تمدن ہے تو حیوانات

مومنین کو خود سازی کے ساتھ ساتھ معاشرہ سازی کی طرف بھی توجہ دینا ہوگی تاکہ جو نبی امام تشریف لاکیں ہم کسی میل و جلت اور یہت وعل کے بغیر حضرت کی قیادت میں حقیقی محمدی اسلام کے دنیا پر غلبے کے لئے اپنے آپ کو پیش کر کے سرخزو ہو سکیں۔ حضرت قائم آل محمد کے حقیقی شیدائی ہی کے لئے تو اقبال یہ پیغام چھوڑ گئے ہیں۔

سبق پڑھ پھر عدالت کا، شجاعت کا، دیانت کا لیا جائے گا کام تجوہ سے دنیا کی امامت کا قارئین کرام! ہمارا ایمان و یقین ہے کہ خداوند تبارک و تعالیٰ نے حضرت امام صاحب الزمان کو دنیا سے جہالت و تاریکی، قتنہ و فساد اور کفر و نفاق غرض یہ کہ ہر برائی کے خاتمہ کیلئے باقی رکھا ہوا ہے۔ جب تک آپ تشریف نہیں لاتے اس دنیا میں عدل و انصاف کا بول بالا نہیں ہو سکتا قرآن میں ارشاد ہوا۔

بِقَيْدِ اللَّهِ حَبْرِ الرَّكْعَمِ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنُينَ ۝

یاد رہے کہ قرآن مجید میں آپ کی شان میں ۹۳ آیات موجود ہیں اور مخصوصین سے لاتعداد احادیث روایت ہوئی ہیں جن میں سے اس کتاب میں صرف ۱۲ کا ذکر آئے گا۔ انشاء اللہ۔

قارئین کرام! یہ تو امام کی کرم فوازی، رہنمائی اور ان کا فیضان ہے جسکی وجہ سے ہم یعنی ان کے مانے والے سکون سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ جبکہ خداوند تبارک و تعالیٰ شیعیان حیدر کراز اور الہدیت کے دشمنوں کو مختلف علاقوں میں نابودی کے لحاظ اتار رہا ہے۔ جسکی حالیہ مثال صدام کی نابودی، طالبان کی نابودی اور اس کے بعد امریکہ کی تباہی ہے۔ جسکا آغاز عراقی مجاہدین کے ہاتھوں ہو چکا ہے۔ تمام دشمنان الہدیت کو اس سے دریں عبرت حاصل کرنا چاہیے۔ حضرت امام محمد باقر ارشاد فرماتے ہیں: جو کوئی ہمارے دیے کے بغیر خداوند تبارک و تعالیٰ تک رسائی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ خداوند تبارک و تعالیٰ اسے تباہ و بر باد کر دیتا

اسلامی ملک میں عربی و فارسی کا سیال کیوں اٹھ آیا ہے؟ آخر کیوں اردو کے ان پنج پروگرام سے حضرت محمد پر صلوٰۃ سے لفظ ”والله“ کو حذف کر دیا گیا ہے۔ جبکہ شاہکار میں یہ موجود تھا، کیا جناب رسول خدا کا یہ واضح ارشاد موجود نہیں کہ مجھ پر ”دم کتنا درود“ نہ بھیجو۔ کیا ہم نے اس پر کوئی احتجاج کیا ہے۔

آخر کیوں ہم یہود و نصاریٰ سے دوستی کی پیشگیں بڑھار ہے رہیں؟ کیا قرآن کریم میں ارشاد نہیں ہوا کہ: ”یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ“؟

دنیا از ل سے آل محمد کی دشمن رہی ہے، اس دشمنی میں کیا کچھ روانہ نہیں رکھا گیا۔ جناب سیدہ کو نین (س) اور ان کی آل پر کیسے کیسے مظلوم ڈھانے گئے اور آخر کار خداوند تبارک و تعالیٰ نے ان میں سے آخری کو اپنے لطف و کرم سے غائب کر کے اس کی جان بچائی۔ مونین اب خدا را خوب غفلت سے بیدار ہو جائیں۔ اپنے اجتماعی فرائض کا احساس کرتے ہوئے معاشرے سے برائیوں، خصوصاً بے حیاتی و عربیٰ کی موجودہ لہر کا خاتمه کریں، خواتین کو اسلامی پردے سے روشناس کرائیں، انہیں جناب زہراء (س) اور عقیلہ بنی ہاشم کے نقش قدم پر چلنے کی تلقین کریں۔ چہاروہ معصومین اور قرآن کریم کی نورانی تعلیمات کے ذریعے شیطانی طاقتوں کو شکست فاش دیں اور انہیں گھٹنے میکنے پر مجبور کریں۔ خصوصاً جہاں بھی ملکن ہو اغیار کی شفافیٰ یلغار کا مقابلہ کریں۔ تب یہ ہم ان کے مانے والے کہلاتے ہیں۔ امام کے ظہور میں تعجب کی دعا کی درخواست کے ساتھ۔

ادارہ

ہم سے زیادہ مہذب اور متبدن ہیں۔

قارئین کرام! آئندہ اطہار کی احادیث، قرآن و شوابہ اور مختلف دلائل یہ بتا رہے ہیں کہ اب انشاء اللہ کفر و نفاق زوال پذیر ہے اور انشاء اللہ امام کا ظہور قریب ہے۔ ہماری دنیا تیزی سے تغیر و تبدل کی طرف گامزراں اور مختلف اتفاقات کی لپیٹ کا شکار ہے۔ شکست و ریخت کا سلسلہ جاری ہے، محیر العقول و افعالات رونما ہو رہے ہیں۔ ایسی صورت میں ہماری ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی ہیں ہم تو ان کے مانے والے ہیں جنہوں نے احکامات، خداوندی کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دیا تھا تو کیا آج ہمارا فرض نہیں جاتا کہ ہم امر بالمعروف و نبی عن المکر کا فریضہ انجام دیں اور معاشرے سے برائیوں کے خاتمے کی کوشش کر کے امام زمانہ کے ظہور کے لئے راہ ہموار کریں اور اس طرح ان کے قلب ناز نہیں کو راضی و خوشنود کریں۔ آج ہمارے اسلامی ملک میں اغیار کی ثافت کو روانج دے کر انہیں خوش کیا جا رہا ہے اور ہم آہست آہست اپنی اسلامی روایات و ثقافت کو پس پشت ڈال رہے ہیں۔ اس سلسلے میں ہمارے ملیں دیڑن جو نظر پیش ہیں۔ ایسی صورت میں ہم خداوند تبارک و تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دے رہے ہیں۔ ہر قسم کی برائی سے چشم پوشی کی جا رہی ہے جنہوں نے اپنے ذمہ دینی فرائض لئے تھے۔ دنیاوی مال و اسباب کے پیچھے بھاگ رہے ہیں انہیں اسکی پرواہ نہیں کر حقیقی محمدی اسلام کی نابودی اور انسانوں کو اہل بیت کی برکات سے محروم رکھنے کے لئے کیا کیا سازشیں ہو رہی ہیں؟

آئیے سب ملک اس صورتحال کو قابو کریں تاکہ خداوند تبارک و تعالیٰ اور امام کے غنیض و غضب کا نشانہ بننے سے نجسیں۔ قرآن و آئندہ کی تعلیمات کو مشعل راہ قرار دیں۔ اغیار کی چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی سازش کو نہ صرف بے ناقب کریں بلکہ سب مل کر اسے قش برا آب کر دیں۔

یہ اپنے آپ اور اپنے ہر مخاطب سے اکا جواب چاہتا ہوں کہ ہمارے اس

سلام بہادلادیشیر پر

- ۱۰۔ آپ کو رسول اکرم کا اسم گرامی اور کنیت دونوں کا شرف حاصل ہوا ہے۔ یعنی ”ابوالقاسم محمد“
- ۱۱۔ دور غیبت میں آپ کو نام محمد سے یاد کرنا منوع قرار دیا گیا۔
- ۱۲۔ آپ خاتم الاصیاء ہیں۔
- ۱۳۔ آپ کو روز اول ہی سے غیبت کا شرف حاصل ہوا ہے۔ اور آپ ملائکہ مقرین کی تحویل میں رہے ہیں۔
- ۱۴۔ آپ کو کفار و مشرکین و منافقین کے ساتھ معاشرت نہیں اختیار کرنا پڑی۔
- ۱۵۔ آپ کسی بھی ظالم حاکم کی رعایا میں نہیں رہے۔
- ۱۶۔ آپ کی پشت پر جناب رسول خدا کی مہربوت کی مانند مہر امامت ثبت ہے۔
- ۱۷۔ آپ کا ذکر کتب سماویہ میں القاب و خطابات کے ذریعے ہوا ہے اور نام نہیں لیا گیا
- ۱۸۔ آپ کے ظہور سے قبل امامت کے کئی جھوٹے معنی خودار ہوں گے۔
- ۱۹۔ آپ کے ظہور کے لئے بے شمار علامات بیان کی گئی ہیں۔
- ۲۰۔ آپ کے ظہور کا اعلان نہائے آسمانی کے ذریعے ہوگا۔
- ۲۱۔ آپ کے دور حکومت میں سن و سال کا اندازہ عام حالات سے مختلف ہو گا اور گویا فلک کی حرکت سے پڑ جائے گی۔
- ۲۲۔ آپ صحف امیر المؤمنین کو لے کر ظہور فرمائیں گے۔
- ۲۳۔ آپ کے سر پر ابر سفید سایہ گلن رہے گا۔
- ۲۴۔ آپ کے لشکر میں ملائکہ اور جنات بھی شامل ہوں گے۔
- ۲۵۔ آپ کی صحت پر طول زمانہ اثر انداز نہیں ہو گا۔
- ۲۶۔ آپ کے دور میں حیوانوں اور انسانوں کے درمیان وحشت و نفرت کا دور ختم ہو جائے گا۔

حضرت صاحب الامر کی خصوصیات

- ۱۔ آپ کی ولادت ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ صحیح جمعہ کی سعد ترین ساعت میں ہوئی۔
- ۲۔ آپ کی والدہ ماجدہ نرجس خاتون قیصر روم کی پوتی ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب عیسیٰ کے وصی جناب شمعون سے جاتا ہے۔ اس اعتبار سے حضرت کی والدہ کا خاندان بھی بلند ترین عظمت کا مالک ہے۔
- ۳۔ آپ کی تربیت عالم قدس میں (آسمان پر) ہوئی۔
- ۴۔ آپ کی ولادت کو خداوند تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی ولادت کی مانند مخفی رکھا۔
- ۵۔ آپ ہی بقیۃ اللہ، خلف صالح، شریید، غریم، قائم، محمدی، منتظر، ماء معین (چشم جاری) اور غائب کہلاتے ہیں۔
- ۶۔ آپ ہی کے ذریعے خداوند تعالیٰ نے تمام دنیا میں حقیقی محمدی اسلام کو راجح کر کے کفر و نفاق کا خاتمه کرنا ہے۔ یہ شرف کائنات میں صرف آپ کو حاصل ہو گا۔
- ۷۔ آپ ہی کی سلامتی کے لئے دعا کرنے اور صدقہ دینے کی تاکید ہے۔
- ۸۔ آپ ہی کے ظہور کے لئے آئندہ نے دعا فرمائی اور امام ”عفتر صادق“ نے آپ کی یاد میں گریہ کیا اور آپ کو سردار کہہ کر مخاطب فرمایا۔ اسی طرح امام علی بن موسیٰ رضا کے سامنے جب عبدالعزیز نے اہلیتؑ کی شان میں قصیدہ کہا اور جب آپ کے نام پر پہنچا تو امام رضا سر پر ہاتھ کر انھیں کٹرے ہوئے اور خداوند تعالیٰ سے آپ کے ظہور میں تعمیل کے لئے دعا فرمائی۔ اسی طرح دوسرے آئندہ نے آپ کے ظہور کے ذکر پر خوشی اور سرست کاظہار فرمایا اور تعمیل کی دعا کی۔
- ۹۔ آپ کے لئے ایک مخصوص مقام بیت الحمد نام کا ہے، جہاں کا چراغ رویہ ولادت سے روشن ہے اور روز ظہور تک روشن رہے گا۔

۲۱۔ آپ کی حکومت کا سلسلہ قیامت سے متصل ہو جائے گا۔ آپ ۷، ۱۹، ۳۹ سال حکومت کریں گے۔ اس کے بعد آپ کی شہادت واقع ہوگی اور آپ کی نماز جنازہ حضرت امام صین پڑھائیں گے۔ اس کے بعد دوسرے آئندہ کی حکومت کا دور آئے گا اور اس طرح یہ سلسلہ قیامت سے متصل ہو جائے گا۔ آپ کے عصر میں ہر ایک کی زبان پر جاری ہوگا۔ ”الحمد لله رب العالمين“

عصر غیبت کے بہترین اعمال

- ۱۔ جہاں تک ہو سکے دین اسلام کی خدمت کریں اور کوئی ایسا کام سرانجام نہ دیں جس سے امام زمانؑ کے قلب ناز میں پر چوت لگے۔ موجودہ دور کے فتنے اور فساد، گانے بجائے، غلط بیانی، افشاء پروازی، بے عملی، اسلامی احکامات کی توہین، بے دینی، تفرقة بازی، ضمیر فروشی، محسن کشی اور غیبت وغیرہ سے احتساب کرے۔
- ۲۔ الہی احکامات کی ابتعاد کرے اور صبح و شام تلاوت قرآن کے ذریعے شیطانی وسوسوں اور جیلوں کو دور بھکائیں۔ جہاں تک ہو سکے تلاوت قرآن کو معاشرے میں رانجی کریں۔
- ۳۔ خصوصاً موجودہ دور میں کیبل نیٹ ورک، ٹی وی، وی سی آر اور انٹرنیٹ کے غیر شرعی استعمال سے بچیں اور اس حوالے سے اپنے زیر کفالت افراد کی بھی نگرانی کریں۔
- ۴۔ دعائے ندب اور دعائے فرج امام زمانؑ کو زیادہ سے زیادہ تلاوت کریں کیونکہ خود امامؑ نے اس کی تائید فرمائی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ میرے فرج کے لئے دعا کرو کیونکہ یہ تمہارا اپنا فرج ہے۔

- ۲۷۔ آپ کے دور میں زمین سارے خزانے اگل دے گی۔
- ۲۸۔ آپ کی رکاب میں بہت سے فوت شدہ افراد زندہ ہو کر شامل ہوں گے۔
- ۲۹۔ آپ کے دور میں زمینی پیداوار میں بے حد اضافہ ہوگا۔
- ۳۰۔ آپ کے انصار و اعوان کے اجسام مرض و بیماری سے مبراء ہوں گے۔
- ۳۱۔ آپ کے انصار میں سے ہر شخص کو چالیس افراد کے برابر قوت حاصل ہوگی اور ائمہ لئے آمان سے تکواریں نازل ہوں گی۔
- ۳۲۔ آپ کے نور اقدس کے ظفیل لوگ شمس و قمر سے بے نیاز ہو جائیں گے۔
- ۳۳۔ آپ کے لئے ایک خاص بادل ہو گا جو آپ کو مختلف مقامات پر لے جایا کرے گا۔
- ۳۴۔ آپ ان مخصوص احکامات کو جاری فرمائیں گے جو اب تک رانج نہیں ہوئے ہوں گے مثلاً اگر کوئی سال نوجوان احکام دین سے بے خبر ہو گا تو اسے تفعیل کر دیں گے۔
- ۳۵۔ آپ کے انصار و اصحاب کی جانور بھی اطاعت کریں گے۔
- ۳۶۔ آپ کوفہ میں حضرت موسیٰ کے پتھر سے پانی اور دودھ کی دونہریں جاری فرمائیں گے۔
- ۳۷۔ آپ کی مدد کے لئے آمان سے حضرت عیسیٰ نازل ہوں گے اور آپ کے پیچے نماز ادا کریں گے۔
- ۳۸۔ آپ اس دجال ملعون کو قتل کریں گے جس سے ہر بی نے اپنی امت کو ہوشیار رہنے کی تلقین کی ہے۔
- ۳۹۔ آپ کے علاوہ امیری المؤمنین کے بعد کسی کے جنازے پر سات (۷) بھکریوں کا جواز نہ ہوگا۔
- ۴۰۔ آپ کی تسبیح ۱۸ تاریخ سے آخر ماہ تک ہے۔ یعنی تقریباً ۱۲ دن۔ جبکہ باقی مخصوصین کی تسبیح بس ایک روز ہے یاد روز۔

حضرت صاحب الامر کا خط شیخ مفید کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحيم

برادر سعید اور محبت رشید! شیخ مفید ابی عبد اللہ محمد بن محمد بن نعیان (خدا ان کے اعزاز کو باقی رکھے) کے لئے مرکز عہدِ الہی امام کی جانب سے اے میرے مختلف دوست اور یقین کی بناء پر مجھ سے خصوصیت رکھنے والے محبت! تم پر میرا سلام۔ ہم خدائے وحدہ لا شریک کی حمد کرتے ہیں اور رسول اکرم اور ان کی آل طاہرین پر صلوٰات و سلام کی التہاس کرتے ہیں۔ خدا نصرت حق کے لئے آپ کی توفیقات کو برقرار رکھے اور ہماری طرف سے صداقت بیانی کے لئے آپ کو بہترین اجر عطا فرمائے۔ یاد رکھیے کہ ہمیں قدرت کی طرف سے اجازت ملی ہے کہ ہم آپ کو مراست کا شرف عطا فرمائیں اور اپنے دوستوں کے نام آپ کے ذریعے پیغام پہنچائیں۔ خدا ان سب کو اپنی اطاعت کی عزت عطا فرمائے اور اپنی حفاظت و حراست میں رکھے۔ خدا بے دینوں کے مقابلہ میں آپ کی تائید کرے۔ آپ میرے بیان پر قائم رہیں اور جس جس پر آپ کو اعتبار و اعتماد ہو، اس تک یہ پیغام پہنچا دیں کہ ہم اس وقت خالیں کے علاقے سے دور ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مصلحت ہمارے اور ہمارے شیعوں کے حق میں بھی ہے کہ ایسے ہی دور دراز علاقہ میں رہیں، جب تک دنیا کی حکومت فاسقوں کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہمیں تمہاری مکمل اطلاع رہتی ہے اور کوئی خبر پوشیدہ نہیں رہتی۔ ہم اس ذلت سے بھی باخبر ہیں جس میں تم لوگ اس لئے بنا ہو گئے ہو کہ تم میں سے بہت سے لوگوں نے صالح بزرگوں کا طریقہ ترک کر دیا اور

امام زمانہ کی غیبت

اس میں کوئی شک نہیں کہ امام عصر کی غیبت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک غیبت صغری جس کا سلسلہ ۲۶۰ھ سے شروع ہو کر ۳۲۹ھ پر ختم ہو گیا ہے جس کے دوران مختلف نواب امام کی طرف سے قوم کی رہنمائی کے لئے رابطہ کا کام کرتے رہے۔ انہی کے ذریعے سوالات و جوابات کا سلسلہ قائم تھا، جن کے نام یہ ہیں:

۱۔ جناب عثمان بن سعید ۲۔ جناب محمد بن عثمان

۳۔ جناب حسین بن روح ۴۔ جناب علی بن محمد سمری

اس کے بعد غیبت کبری کا دور شروع ہوا اور یہاں تک خاص کا سلسلہ اختتام پذیر ہوا تو یہاں عام کا سلسلہ شروع ہوا اور اعلان ہو گیا کہ اس دور غیبت کبری میں خصوصی صفات کے افراد مرجع مسلمین ہوں گے اور انہیں کے ذریعے ہدایت امت کا کام انجام پائے گا۔ امت اور اسلام کی حفاظت ان کے ذمہ ہو گی اور ان کی ہدایت و حفاظت ہماری ذمہ داری ہو گی۔

امام کی حیات و حفاظت کے شاہد میں وہ خطوط بھی شامل ہیں جو دور غیبت کبری میں امام کی وارد ہوتے رہے ہیں جن میں آپ نے قوم کی حفاظت اور ذمہ داران قوم کی ہدایت کا تذکرہ فرمایا کہ اسلامیہ کو مطمئن کر دیا ہے کہ ہم پر وہ غیبت میں ہیں، دنیا سے رخصت نہیں ہوئے۔ ہماری غیبت کا مفہوم تمہاری طرف سے ہے، ہماری طرف سے نہیں۔ ہم تمہاری نگاہوں سے غائب ہیں اور تم ہماری زیارت نہیں کر سکتے ہو لیکن تم ہماری نگاہ سے غائب نہیں ہو۔ ہم تمہیں برادر دیکھ رہے ہیں اور تمہارے حالات و کیفیات کی نگرانی کر رہے ہیں۔ ہم تمہارے حالات سے غافل ہو جائیں تو تمہارا وجود ہی خطرے میں پڑ جائے اور اسی طرح ہم امام روز قیامت بھی تمہارے اعمال کے شاہد ہوں گے۔

معصومین کی احادیث کی روشنی میں

حضرت صاحب الزمان (ع) کے ظہور کی روشن علامات

پہلی حدیث

شیخ محمد بن ابراہیم نعمانی جن کا شمار بلند پایہ محدثین میں ہوتا ہے ابو خالد کابلی¹ سے معتبر سند کے ساتھ کتاب غیبت میں امام محمد باقرؑ سے روایت کرتے ہوئے یوں رقطراز ہیں:

كَائِنَىٰ بِقَوْمٍ قَدْ خَرَجُوا بِالْمَشْرِقِ يَطْلُبُونَ الْحَقَّ فَلَا يَنْفَعُونَهُ ثُمَّ
يَطْلُبُونَهُ فَإِذَا رَأَوْ ذَالِكَ وَضَعُوا سُوفَهُمْ عَلَىٰ عَوَاقِبِهِمْ
فَيَنْفَعُونَ مَا سَنَلُوا فَلَا يَقْبِلُونَهُ حَتَّىٰ يَقُولُوا وَلَا يَدْفَعُونَهَا إِلَّا
إِلَىٰ صَاحِبِكُمْ فَلَمَّا هُمْ شُهَدُوا

عظت الہی کو یکسر نظر انداز کر دیا جیسے وہ اس عہد سے باخبر ہی نہ ہوں۔ ہم تمہاری گفرانی کے ترک کر دینے والے اور تمہاری یاد کو بخلانے والے نہیں۔ ہم تمہیں یاد نہ رکھتے تو تم پر بلا نہیں نازل ہو جاتیں اور دشمن تمہیں جلا کر خاکستر کر دیتے۔ خدا سے ڈر اور فتنوں سے بچانے میں ہماری مدد کرو۔ فتنے قریب آگے ہیں اور ہلاکتوں کو شدید اندریشہ ہے۔ یہ فتنے ہماری قربت کی علامت ہیں۔ خدا اپنے تور کو ہبھر حال مکمل کرنے والا ہے۔ چاہے مشرکین کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ گزرے۔ تکمیل کو حفاظت کا ذریعہ قرار دو اور اموی گروہ کی جہالت کی آگ سے دور رہو۔ جو اس جہالت سے دور رہے گا، ہم اس کی نجات کے ضامن ہیں۔ اس سال جمادی الاول کا مہینہ آجائے تو حادث سے عبرت حاصل کرو اور خواب سے بیدار ہو جاؤ اور بعد میں آنے والے واقعات کے لئے ہوشیار ہو جاؤ۔ عنقریب آسمان میں نمایاں نشانیاں ظاہر ہوں گی۔ سر زمین شرق پر قلق و اضطراب ظاہر ہوگا۔ عراق پر اپیسے گرد ہوں کا قبضہ ہوگا جو دین سے خارج ہوں گے اور ان کی بدمغاییوں سے روزی کم ہو جائے گی۔ اس کے بعد طاغوت کی ہلاکت سے مصیبت دفع ہوگی اور صاحبان تقویٰ و نیک افراد خوش ہوں گے۔ حج کا ارادہ کرنے والوں کی مرادیں پوری ہوگی اور ہم ایک مرتب و منتظم طریقہ سے ان کی آسانی کا سامان فراہم کریں گے۔ اب ہر شخص کا فرض ہے کہ ایسے اعمال انجام دے جو اسے ہماری محبت سے قریب تر کر دے اور ایسے امور سے اجتناب کرے جو ہمیں ناپسند اور ہماری ناراضگی کا باعث بننے ہیں۔ ہمارا ظہور اچاکنگ ہوگا۔ اس وقت تو بے کوئی امکان نہیں رہے گا اور نہادت سے کوئی فائدہ ہوگا۔ خدا تمہیں ہدایت کا الہام کرے اور اپنی توفیق خاص عنایت فرمائے۔

اگرچہ یہ خط شیخ مفیدؑ کی وفات سے تین سال قبل صفر ۱۳۲۰ھ کا ہے۔ لیکن اس کی تازگی اور چاشنی ہمیشہ سے برقرار ہے اور اس کا ایک ایک جملہ ابدی حیثیت رکھتا ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

الاقْطَارُ وَ الْحُرْمَاتُ، وَ كَانُوا بَيْنَ هَنَاءٍ وَ هَنَاءً إِذَا خُرِبَتِ
الْبَصَرَةُ وَ قَامَ أَمِيرُ الْأُمَّةِ فَحَكَى عَلَيْهِ السَّلَامُ حِكَايَةً طَوِيلَةً،
ثُمَّ قَالَ: إِذَا جَهَزْتَ الْأَلْوَافَ، وَ صَفَّتَ الصُّفُوفَ، وَ قَلَّ
الْكَبْشُ الْخُرُوفَ، هَنَاكَ يَقُومُ الْأَخْرُ، وَ يَنْفُرُ الشَّائِرُ،
وَ يَهْلُكُ الْكَافِرُ، ثُمَّ يَقُومُ الْقَائِمُ الْمَأْمُولُ، وَ الْإِمَامُ الْمَجْهُولُ
لَهُ الْشُّرُفُ وَ الْفَضْلُ، وَ هُوَ مِنْ وَلَدِكَ يَا حَسْنِي! لَا أَيْنَ مُثْلُهُ
يَظْهَرُ بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ فِي ذِرَّ يَسِيرٍ يَظْهُرُ عَلَى الْفَلَقَيْنِ، وَ لَا
يَنْزَكُ فِي الْأَرْضِ الْأَدْنَى، طُوبِي لِمَنْ أَذْرَكَ زَمَانَهُ وَ لِحَقِّ
أَوَّلَهُ وَ شَهَدَ أَيَّامَهُ.

یعنی جب خراسان سے ایک بادشاہ خروج کریگا اور کوفہ و ملتان پر تسلط جائے گا۔
وہ بنی کاؤان کے جزیرے سے ہوتا ہوا بصرہ تک جا پہنچ گا اور اسی طرح ہمارے مانے والے
بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ گیلان سے خروج کریگا۔ لوگ اسکی حکومت کو تسلیم کریں گے اور
اسڑا آپا دے۔ وہیم جو قزوین اور اس کے ارد گرد کے علاقے کو کہا جاتا ہے، کے لوگ اس کی مدد
کریں گے اور میرے بیٹے کی مدد کیلئے تکون کے علم نمودار ہوں گے اور اطراف و اکناف
عالم میں پھیل جائیں گے۔ یہ لوگ عظیم جنگوں اور فتوں کا سامنا کریں گے یہاں تک کہ بصرہ
میں ائمیٰ لڑائی ہوگی اس وقت ایک زبردست بادشاہ کی حکومت قائم ہوگی۔

اس طرح آپ نے ایک طویل گفتگو فرمائی ہے راوی نے حذف کر دیا اس کے
بعد فرمایا کہ اس زمانے میں کئی ہزاروں پر مشتمل ایک شکر تیار ہو گا اور یہ شکر اپنی صافیں درست
کریگا اور موقع نامی شخص اپنے بیٹے کو قتل کریگا۔ اسی دوران ایک اور بادشاہ نمودار ہو گا۔ جو اس
قتل کا بدلے لے گا اور کفار کو ہلاک کریگا اور اسکے بعد ایک زمانہ گذرنے کے بعد قائم آل محمد

یعنی گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک گروہ مشرق سے ظاہر ہو گا۔ وہ لوگوں سے دین
حق کا مطالبہ کریگا اور لوگوں کو اس کی طرف دعوت دیگا۔ پس اس گروہ سے وہ قبول نہیں کیا
جائیگا پھر دوبارہ مطالبہ کریگا پھر بھی ان کی بات تسلیم نہیں کی جائیگی۔ جب وہ یہ منظر دیکھیں
گے تو تلواریں اپنے موٹھے پر رکھ کر جہاد شروع کر دیں گے۔ اس طرح لوگ دین حق کو
قبول کر لیں گے وہ اسی پر اتفاق نہیں کریں گے بلکہ ان میں سے ایک شخص بادشاہ بن جائیگا اور
ایک طویل عرصہ تک حکومت کریگا یہاں تک کہ اسکی حکومت حضرت صاحب الزمانؑ کی حکومت
سے متصل ہو جائیگی۔ جو کوئی ان کی ہمراہی میں جنگ کرتا ہوا مارا جائے، اسے شہداء کا درجہ
ملے گا۔

دوسری حدیث

پھر شیخ نعمانیؒ ہی کی ایک اور روایت کو امام جعفر صادقؑ سے نقل کرتے ہوئے
یہاں درج کرتے ہیں آپؑ نے ارشاد فرمایا: ایک دفعہ کا ذکر ہے، امير المؤمنین علی بن ابی
طالب آپؑ کے بعد قائم آل محمدؐ کے ظہور تک وقوع پذیر ہونے والے واقعات کا تذکرہ فرمایا
رہے تھے تو امام حسینؑ نے سوال کیا: یا امير المؤمنینؑ! خداوند متعال کب اس زمین کو ظالمون
سے پاک کریگا؟ حضرت امير المؤمنینؑ نے فرمایا! خداوند متعال اس وقت تک اس زمین کو
پاک نہیں کریگا جب تک اس میں بہت زیادہ خون نہ بہہ جائے۔ اس کے بعد آپؑ نے
ایک طویل گفتگو فرمائی۔ یہ مختصر طور پر یہاں رقم کیا جاتا ہے:-

إِذَا قَامَ الْقَائِمُ بِحُرَاسَانٍ وَ غَلَبَ عَلَى أَرْضِ كُوفَانَ وَ الْمُنْتَانِ
وَ جَازَ جَزِيرَةَ بَيْسِيَ كَاؤَانَ وَ قَامَ مِنْ قَائِمَ بِجِيلَانَ وَ أَجَابَتِهِ
الْأَبْرَالِيَّلِمُ وَ طَهَارَثُ بَوْلِيدِيَ رَأَيَاثُ الْفُرْكَ مُتَفَرِّقَاتٍ فِي

عَذْهُهَا مِنْ غَيْرِ تَكْرَارٍ . وَلَيْسَ مِنْ حَرُوفٍ مُّقْطَعَةٍ حَرْفٌ
يَنْقُضُ ، إِلَّا وَقِيمَ قَائِمٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ عِنْدَ الْفَصَالِهِ ، ثُمَّ قَالَ : أَ
لَأَلْفُ وَاللَّامُ ثَلَثُونَ ، وَالْجِمِيعُ ارْبَعُونَ ، وَالصَّادُ تِسْعُونَ ، فَذَلِكَ
مِنْهُ وَاحِدَى وَتِسْعُونَ ، ثُمَّ كَانَ بَدْؤُ حَرُوفِ الْحُسْنِ بْنِ عَلَیٰ
عَلَيْهِمَا السَّلَامُ اللَّمَّا تَلَقَّعَ مُدْتَهُ ، قَامَ قَائِمًا وَلَدَعْتَهُ
عِنْدَ الْمَصْ ، وَيَقُولُمْ قَائِمًا عِنْدَ اِنْقِضاَبِهَا بِالرِّلْ ، فَأَفْهَمُ ذَلِكَ ، وَعِهْ
وَأَكْفَهْ .

یعنی تحقیق حروف مقطوعات میں جو قرآنی سورتوں کے شروع میں آئے ہیں بہت
بڑا علم پوشیدہ ہے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے المذکور کتاب کو نازل کیا تو رسول نے اس کے بعد
دعویٰ پیغمبری کیا۔ اس وقت آپؐ کا حقیقی نور ظاہر ہوا اور اسلام کا حقیقی کلمہ محکم و استوار ہوا
جب آپؐ کی ولادت ہوئی تو آدمؐ کی خلقت کو ایک ہزار سات سو تین سال کا عرصہ گذر چکا
تھا پس فرمایا اس کا بیان خدا کی کتاب میں سورتوں کے شروع میں جو مقطوعات ہیں ان میں
موجود ہے جو کا علم ان کے بغیر تکرار کے اعداد کے شمار سے حاصل ہوتا ہے۔ کوئی حرف مقطوع
نہیں جسکے خاتمے پر کسی ایک بنی ہاشم کا خروج نہ ہو۔ اسی طرح فرمایا: الف کا ایک، ل کے تیس،
م کے چالیس اور ح کے سانحہ عدد ہیں۔ اس طرح یہ عدد ایک سو کیسی بنی ہیں جو امام حسین
کے خروج کیطرف اشارہ ہے یعنی آلم اللہ میں، پس جب اس کی حدت خاتمے کو آتی تو بنی
عباس کا ایک بادشاہ خروج کریگا جس کا اشارہ الْمَصْ میں موجود ہے۔ اسکے بعد قائم آل محمدؐ
کا ظہور ہے اور اس ظہور کا اشارہ الْمَرْ میں موجود ہے۔ پس اس کو صحبو اور پوشیدہ رکھو یعنی
حروف مقطوعات کے خاتمے پر کسی نہ کسی بنی ہاشم کا خروج ہے۔ اس حدیث کو آپؐ کی مشکل ترین
احادیث میں شمار کیا گیا ہے بن کا عقدہ حل کرنا کافی مشکل ہے۔

کہ دنیا جن کے انتظار میں ہو گی ظہور فرمائیں گے اور اے حسین! یہ تیری نسل سے ہو گا جسکی
لوگ قادر نہ کریں گے اور اس کی فضیلت اور شرافت کا اندازہ نہ کر سکیں گے۔ یہ اسی شان و
شوکت کا مالک ہو گا جو اپنی مثال آپ ہو گی۔ یہ امام خانہ کعبہ کے مقام و رکن کے درمیان
ایک مختصر گروہ کے ساتھ ظہور کریگا اور جن و انس پر غالب آیگا۔ یہ کافروں اور ظالموں کو زمین
سے منادیگا وہ شخص خوش قسمت ہو گا جو اس کے زمانے کو پالے اور اس کی خدمت میں شرفا باب
ہو۔ یہاں آپؐ نے خراسان سے خروج کرنے والے یعنی چلکیز خان و ہلاکو خان کی طرف
اشارہ کیا ہے۔ اور گیلان سے خروج کرنے والے شاہ امیل کی طرف اشارہ کیا اور انہیں
اپنے بیٹے کے طور پر یاد کیا آپؐ کا قوق کے قتل کی طرف اشارہ میرزا نور اللہ صفیؐ کے قتل
کی طرف ہے اور دوسرا بادشاہ جس نے ان کا بدله لیا۔ وہ شاہ صفی الاذل ہے۔ اگرچہ آپؐ کی
اس حدیث کو نہایت مختصر کیا گیا ہے لیکن بہر حال اس میں حضرت صاحب الزمانؐ کے ظہور
کی طرف اشارہ موجود ہے۔

تیسرا حدیث

شیخ محمد بن مسعود عیاشیؓ کے جو مشہور و معروف محدث ہیں۔ اپنی تفسیر میں روایت کی
ہے کہ ابی لمید مخزویؓ نے ان سے بیان کیا کہ حضرت امام باقرؑ نے بنی عباس کے مظالم کو
بیان کرنے کے بعد فرمایا:

يَا أَبَا أَبِيَّدَا إِنَّ فِي حَرُوفِ الْقُرْآنِ الْمُقْطَعَةِ نَعْلَمُ جَمِّاً ، إِنَّ اللَّهَ
تَعَالَى أَنْزَلَ الْمَذْكُورَ الْكِتَابَ فَقَامَ مُحَمَّدٌ حَتَّى ظَهَرَ نُورُهُ
وَبَثَثَ كَلِمَتَهُ ، وَوَلَدَ وَقَدْ مَضَى مِنَ الْأَلْفِ السَّابِعِ مِنْهُ سَبْعَةُ وَتِلْكُ
سَبْعَنِينَ ، ثُمَّ قَالَ : وَبِيَانَهُ فِي كِتَابِ اللَّهِ فِي الْحَرُوفِ الْمُقْطَعَةِ إِذَا

صلوات اللہ علیہم کے خاص شیعوں اور ہمسایوں سے تھے۔ کے بقول ایک دن امام علی نقی کا خادم کافور میرے پاس آیا اور کہنے لگا تھے امام نے یاد فرمایا ہے۔ میں آپ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے ارشاد فرمایا ”اے بشر بن سلیمان! تو انصاری کی اولاد سے اور ہماری ولایت کا دم بھرنے والوں سے ہے۔ تم لوگ زمانہ رسولؐ سے آج تک ہمارے وفادار رہے ہو آج میں تمہیں ایک ایسا کام سونپتا ہوں جسکی وجہ سے تم ہماری ولایت میں دوسرے تمام شیعوں پر فضیلت کے حامل ہو جاؤ گے۔ میں تمہیں اپنا راز وال بناتے ہوئے ایک کنیز کی خریداری پر مأمور کر کے بغداد روانہ کر رہا ہوں۔ اسکے بعد امام نے رومی زبان میں ایک خوبصورت خط تحریر فرمایا اور اپر مہر شریف ثبت فرمائی۔ اسکے علاوہ ۱۲۰۰ اشرفیوں پر مشتمل تحلیل میرے ہاتھ میں تھا کہ فرمایا: دیکھو! یہ خط اور اشرفیوں کی تھی لیکر بغداد کے لئے روانہ ہو جاؤ تمہیں فلاں دن صحڑا کے بغداد کے پل پر کھڑا ہونا چاہیے۔ جو نبی وہاں پہنچو گے تو کچھ کشیاں ساحل پر آ کر لنگر انداز ہو گی جن میں کنیزیں سوار ہوں گی۔ اس دوران تھی عباس کے امراء کے دلال اور قلیل تعداد میں عرب نوجوان نظر پڑیں گے جو ان قیدیوں کو دیکھنے کیلئے وہاں جمع ہوں گے۔ تم دور سے دیکھنا تو تمہیں ان میں ایک عمر و بین بیزید نامی برده فروش دکھائی دیا جسکے پاس ایسی ایسی صفات کی حامل ایک کنیز ہو گی۔ آپ نے اس کنیز کے تمام اوصاف بیان فرمائے اور یہ بھی فرمایا کہ وہ رشمی لباس زیب تن کے ہو گی۔ یہ کنیز خریداروں سے گریز اس ہو گی اور انہیں اپنی خریداری سے منع کر رہی ہو گی۔ وہ خیمد کے اندر سے رومی زبان میں باقیں کر رہی ہو گی جس پر تم اسے پہچان لو گے۔ وہ رومی زبان میں کہہ رہی ہو گی کہ افسوس! میں یا کہہ نہیں رہی۔ خریداروں میں سے ایک اس کے نیمے کے پاس جا کر کہے گا کہ میں اس کنیز کی پاکداہی کی بناء پر اسے تین سو اشرفی کے عوض خریدنا چاہتا ہوں۔ یہ کنیز عربی زبان میں اس شخص سے خطاب ہو کر کہے گی کہ اگر تم سلیمان بن داؤد کی شان و شوکت کے ساتھ بھی آؤ تو پھر بھی میں تمہارے ساتھ جانے کو تیار نہیں۔ لہذا اپنا مال بر باد نہ کرو اور میری قیمت ادا نہ کرو۔ اس کے

مختصر ایک عرض خدمت ہے کہ الٰم جو سورہ بقرہ کے شروع میں آئی ہے اس میں نبی اکرمؐ کی بخشش کی طرف اشارہ ہے۔ الٰم جو آل عمران کے شروع میں آئی ہے جس میں امام حسینؑ کے خروج کی طرف اشارہ ہے اور آپؐ کے اور سالمہؑ کی بخشش کے درمیان فاصلہ اکابر سال کا ہے۔ دوسراترتیب کے لحاظ سے قرآنی سورت المص ہے اور وہ اشارہ ہے بنی عباس کے خروج کی طرف۔ اگرچہ انکا خروج حق پر نہیں تھا لیکن بہرحال یہ بھی تھی باشم ہیں اور بخشش سے ان کے دور کے آغاز تک کا فاصلہ ایک سو تیس سال ہے۔ یہاں اس بات کا اختلال ہے کہ ان کی تاریخ کی ابتداء سورہ اعراف کے نزول سے ہوتی ہو جوان کی بیعت سے مطابقت پاتی ہے۔ یہاں وضاحت ضروری ہے کہ المص کے حساب کی بناء ابجد مغارب پر ہے جسکے ابجد ہیں ص غ ف ض، ق ف ر ش، ق خ د، ظ غ ش یعنی صاد کے ساتھ، ضاد کے نوے، سین کے تین سو نٹا کے آٹھ سو، نین کے نو سوا اور شین کے ایک ہزار۔ باقی حروف کے تہجید اعداد مشہور ہیں۔ حضرت قائم آل محمدؐ کے ظہور کی طرف السر میں جو اشارہ ہے وہ اس طرح ہے کہ قرآن مجید میں پانچ السر ہیں۔ لہذا ان سب کے اعداد کو شمار کریں تو ان کا مجموعہ ایک ہزار ایک سو پہنچین بنتا ہے اور اب سن ہجری ۱۳۴۵ ہے جسے پہلے سے منقی کیا جائے تو ۲۷ باقی پچھا ہے۔ اس حساب سے قائم آل محمدؐ کے ظہور میں ستائیں سال کا عرصہ باقی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

چوہنگی حدیث

شیخ محمد بن باہو یہ تھی ۵ اور شیخ طویلؓ نے اپنی کتب غیبیت میں معجزہ سند کے ساتھ یہ روایت رقم کی ہے۔ بشر بن سلیمان جو برده فروشی کا کام کرتے تھے اور حضرت ابو ایوب انصاریؓ کی اولاد سے تھے اور نیز سرمن رائے یا سامری میں امام علی نقی و امام حسن عسکری

روم کا بیٹا ہے اور میری ماں حضرت عیسیٰ کے وصی شمعون بن حمران الصفا کی اولاد سے ہیں۔ تجھے ایک عجیب و غریب داستان سناتی ہوں۔ واقعہ یوں ہے کہ میرے دادا قیصر روم نے مجھے راضی ہی نہیں۔ دیکھو! آخر کار تمہیں کسی کے ہاتھ فروخت کرتا ہے۔ اس پر وہ کنیر کہے گی کہ تم جلد بازی کیوں کرتے ہو۔ دیکھو! ایسا گاہک آنے دو جسکی وفا اور دیانت پر مجھے اعتقاد ہو۔ پس اس وقت تم اس کنیر کے ماں کے پاس جا کر کہنا کہ مجھے ایک اعلیٰ خاندان کے فرد نے رویِ رسم الخط و زبان میں ایک خط دیا ہے۔ جس میں اس نے اپنی خاندانی شرافت، کرم، سخاوت و وفاداری کا ذکر کیا ہے۔ تم اس خط کو اس کنیر کو دکھاؤ۔ اگر وہ اس خط کو بھیجنے والے کو قبول کرنے کیلئے تیار ہے تو میں اس کا وکیل ہوں۔ لہذا اس صورت میں میں اسے خرید لوں گا۔

ابھی پادریوں نے انجلی مقدس پڑھنا شروع ہی کی تھی کہ بت اور صلیبیں گر کر نیچے آپڑیں، تخت کے پائے نوٹ گئے اور تخت بھی نیچے آ رہا۔ اسکے ساتھ ہی جس کے ساتھ پیرا نکاح طے پانا تھا وہ بھی نیچے گر کر بے ہوش ہو گیا۔ یہ دیکھ کر پادریوں کا رنگِ فتن ہو گیا اور وہ کامپنے لگے ان میں سب سے بڑے پادری نے میرے دادا سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے پادشاہ! مجھے معاف کر دے جو کچھ واقعہ ہوا ہے یہ نحوست کی علامت ہے۔ لگتا ہے بہت جلد ہمارا نہ ہب زوال پذیر ہونے والا ہے۔ میرے دادا نے اسے محض بدشکونی قرار دیتے ہوئے عیسائی علماء سے کہا کہ اس تخت کو دوبارہ نصب کیا جائیگا اور آپ صلیبیوں کو اسی طرح دوبارہ اپنی جگہوں پر رکھیں اور اس لڑکے کے دوسرے بھائی کے ساتھ اس لڑکی کا نکاح پڑھیں تاکہ اس لڑکے کی سعادت سے پہلے والے کی نحوست کا خاتمہ ہو سکے۔ لیکن جو نبی دوبارہ تقریب منعقد کی جانے لگی تو بعینہ پہلے کی طرح زوال نے تقریب کو درہم برہم کر دیا۔ اس طرح اس بھائی کی نحوست بھی پہلے بھائی کی نحوست جیسی ثابت ہوئی۔ حالانکہ یہ نحوست نہیں تھی لیکن اس کے اسرا رہار موز کا انہیں علم نہ تھا۔

وہ اس بات سے نا بلد تھے کہ یہ کوئی اور ہی سعادت ہے نہ کہ دو بھائیوں کی

بعد بردہ فروش کہے گا کہ میں تمہارا کیا علاج کروں کہ تم تو کسی گاہک کے ساتھ جانے کیلئے راضی ہی نہیں۔ دیکھو! آخر کار تمہیں کسی کے ہاتھ فروخت کرتا ہے۔ اس پر وہ کنیر کہے گی کہ پس اس وقت تم اس کنیر کے ماں کے پاس جا کر کہنا کہ مجھے ایک اعلیٰ خاندان کے فرد نے رویِ رسم الخط و زبان میں ایک خط دیا ہے۔ جس میں اس نے اپنی خاندانی شرافت، کرم، سخاوت و وفاداری کا ذکر کیا ہے۔ تم اس خط کو اس کنیر کو دکھاؤ۔ اگر وہ اس خط کو بھیجنے والے کو قبول کرنے کیلئے تیار ہے تو میں اس کا وکیل ہوں۔ لہذا اس صورت میں میں اسے خرید لوں گا۔

بشر بن سلیمانؑ کہتا ہے: جس طرح حضرت نے فرمایا تھا ویسے ہی ہوا اور جس طرح آپ نے مجھے حکم دیا تھا میں نے ویسا ہی کیا۔ جو نبی کنیر کی نظر خط پر پڑی بہت روئی اور عمر و بن زینیڈ سے کہنے لگی کہ مجھے اس خط کے لانے والے کے ہاتھ فروخت کر دو اور بڑی بڑی فتمیں کھانے لگی کہ اگر تم مجھے اس کے ہاتھ فروخت نہیں کرو گے تو میں اپنی تیسیں ہلاک کر دوں گی۔ اس کے بعد میں نے آپکی قیمت طے کرنے کے بارے میں گفتگو کی۔ آخر کار وہ تاجر اسی قیمت پر متفق ہوا جو مامن نے بتا لی تھی۔ میں نے قیمت ادا کر کے کنیر کو اس سے اپنی تحویل میں لے لیا۔ کنیر بہت خوش و خرم نظر آنے لگی اور میرے ساتھ چل کر بغداد میں اس کر کرے میں آگئی جو میں نے اس کے مخبرنے کے لئے کرایہ پر لیا تھا۔ جو نبی کرے میں پہنچیں امام کے خط کو بوسا دیا اور آنکھوں سے لگا کر اپنے چہرے پر ملنے لگی اور جسم سے چنان لیا۔ میں نے تعجب سے پوچھا کہ آپ ایک ایسے شخص کے خط کو بوس دے رہی ہیں جسے پہچانتی تھی نہیں۔ کہنے لگیں کہ اے بے معرفت انسان! تجھے پہنچبروں اور اوصیاء کی اولاد کی معرفت نہیں۔ میرا احوال ہوش کے کان کھول کر سن لو! میں ملیکہ، یشواع کی بیٹی ہوں جو قیصر

سلام ہو آپ پر اے قاریٰ و مفسر قرآن

میرے اندر ونی عشق کے آثار میرے بدن پر ظاہر ہونے لگے۔ روم کے شہروں میں کوئی ایسا طبیب نہ رہا جسے میرے دادا نے میرے علاج پر مامور نہ کیا ہو۔ لیکن سب بے سود! جب وہ میرے علاج سے مایوس ہو گئے تو ایک دن فرمانے لگے۔ اے میری نورِ چشم! مجھے اپنی کوئی خواہش بتاؤ جسے میں پورا کروں۔ میں نے کہا: دادا جان! میں اپنے آپ پر تمام دروازے بند پاتی ہوں۔ اگر آپ مسلمان قیدیوں پر کچھ حرم کھائیں، ان کو مجھے سے رہائی دیں اور آزاد کریں تو مجھے امید ہے کہ حضرت عیسیٰ اور انکی والدہ مجھے عافیت بخشیں گے۔ جو نبی میرے دادا جان نے ایسا کیا میں نے کچھ کھانا تناول کیا جس پر میرا سارا خاندان خوش ہوا۔

اس کے بعد وہ ہمیشہ مسلمان قیدیوں سے اچھا برداشت کرنے لگے۔ وقت دھیرے دھیرے گزرتا رہا۔ یہاں تک کہ چودہ راتیں گزر گئیں۔ اسکے بعد ایک رات خواب میں جناب سیدہ فاطمہ الزہرا (س) کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ کے ساتھ جناب مریمؑ بھی تشریف لا گئی تھیں۔ اسکے ساتھ جنت کی ہزار حوریں بھی تھیں۔ حضرت مریمؑ نے جناب سیدہ (س) کا تعارف کرواتے ہوئے مجھے مخاطب کر کے کہا: یہ سیدۃ النساء العالمین (س) اور آپکے شوہر کی والدہ ماجدہ ہیں۔ میں فوراً آپکے دامن سے لپٹ گئی اور گریہ کرنے لگی۔ میں نے ان سے حضرت امام حسن عسکری کی شکایت کرتے ہوئے کہا کہ وہ مجھے سے جفا کر رہے ہیں اور مجھے ملنہ نہیں آتے۔ بی بی (س) نے فرمایا: میرا بیٹا کیسے تھے دیکھنے آئے جب کہ تو ابھی تک شرک اور بہت پرست ہے؟ اور یہ میری بیٹن مریمؑ بنت عمران بھی تھے سے ہزاری کا اظہار کرتی ہے۔ اگر تو یہ چاہتی ہے کہ حق تعالیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت مریمؑ تھے سے خوش ہو جائیں اور حضرت امام حسن عسکری تھے دیکھنے کیلئے تشریف لا گئیں تو کہو: افہد ان لا إلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَنَّ أَبِي مُحَمَّدَ الرَّسُولُ اللَّهُ۔ جو نبی میں نے کلمہ طبیب کی تلاوت کی حضرت فاطمہ الزہرا (س) نے مجھے سینے سے چمنا لیا اور دلسا دیتے ہوئے فرمایا: اب تم میرے بیٹے کے آنے کا انتظار کرو۔ میں اسے تیرے پاس بھیجوں گی۔ اس کے بعد میں جاگ آئی۔ میں

نحوست۔ اسکے بعد لوگ تتر پر ہو چلے۔ میرے دادا جان غم سے ٹھال گھر واپس لوٹ آئے۔ وہ مارے شرم کے پانی پانی ہو رہے تھے۔ میں خود بھی بہت پریشان تھی۔ جو نبی رات ہوئی میری آنکھ لگی۔ میں عالم خواب میں کیا دیکھتی ہوں کہ حضرت عیسیٰ، شمعون اور پچھے حواری میرے دادا کے محل میں اکھنے ہوئے ہیں۔ اتنے میں کیا دیکھتی ہوں کہ ایک نورانی منبر تابہ فلک نصب ہے۔ یہ منبر عین اسی مقام پر نصب کیا گیا تھا جہاں میرے دادا نے تخت لگایا تھا۔ اسکے بعد میں نے دیکھا کہ جناب رسالتاًبؓ، اسکے وصی حضرت علیؓ اہن ایطالب اور انکی اولاد سے سارے آئندہ اسی محل میں تشریف فرمایا ہوئے ہیں انہوں نے اپنے قدوم مبارک سے اس محل کو روشن بخشی ہے۔ اتنے میں حضرت عیسیٰؓ آگے بڑھ کر جناب رسالتاًبؓ کا استقبال کرتے ہیں اور اپنی بانیں آنحضرتؓ کے گلے میں ڈال دیتے ہیں۔ حضرت رسالتاًبؓ فرماتے ہیں کہ اے روح اللہ! میں آپکے وصی شمعون کی بیٹی کا رشتہ اپنے بیٹے کیلئے مانگنے آیا ہوں۔ آپؓ نے حضرت امام حسن عسکری کی جانب اشارہ فرمایا۔ اس پر حضرت عیسیٰؓ نے شمعون کی طرف نگاہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ لو! شمعون، دو جہاں کی سعادت تمہارے دروازے پر دستک دے رہی ہے۔ تمہارے لئے موقع ہے کہ اپنی نسل کو آل محمدؓ کی نسل سے جوڑ دو۔ شمعون نے فرمایا: جناب! آپؓ کا حکم سر آنکھوں پر۔ اس کے بعد یہ سارے حضرات منبر پر تشریف لے گئے اور جناب رسول خداؓ نے میرے عقد کا خطبہ پڑھا اور اس طرح میرا عقد امام حسن عسکری سے طے پا گیا۔ اس موقع پر آپؓ کے بیٹے گواہ بنے۔

جو نبی میں خواب سے بیدار ہوئی قتل کے خوف سے میں نے اس خواب کا ذکر نہ بھائی جان سے کیا اور نہ دادا جان ہے۔ ایک عرصہ تک اس انمول خزانے کو سینے میں چھپائے رہی۔ دن بدن میرے سینے میں آہماں امامت کے خورشید کی محبت کی آگ شعلہ جوال بکر مجھے ترپاٹی رہی۔ میں امامت کی یاد میں اندر رہی اندر گھلتی رہی۔ آخر کار میرے صبر و فرار کا بیان لبریز ہو گیا، یہاں تک کہ میں نے کھانا پینا چھوڑ دیا۔ آہستہ آہستہ میں سوکھ کر کاغذ بین گئی۔

پیش کیا تو حضرت نے کہیز سے ارشاد فرمایا! آپ کو دین اسلام کی عزت و شرف کیا لگا اور دین نصاریٰ کی ذلت و خواری کو کیا پایا؟ اور محمدؐؑ اآل ولیت محدث کے ذریعے جو شرف آپ کو حاصل ہوا ہے اسے آپ نے کیا محسوس کیا؟ کہنے لگیں! اے فرزند رسول خدا! میں حقیر اس چیز کی تعریف کیسے بیان کروں نے آپ مجھ سے بہتر طور پر جانتے ہیں۔ پس آپ نے فرمایا! میں آپ کی عزت کرتا ہوں اور اس لئے آپ کے سامنے دو تجاویز رکھتا ہوں۔ ایک یہ کہ آپ چاہیں تو دس ہزار اسرائیلیں یا پھر مجھ سے ابدی شرف کی بشارت سن لیں۔ کہنے لگیں میں مال و دولت لے کر کیا کروں گی۔ مجھے ابدی شرف کی بشارت سن دیجئے۔ آپ نے فرمایا: آپ کو ایک ایسے فرزند کی بشارت ہو جکی حکومت عالم میں مشرق و مغرب پر ہو گی اور جب زمین ظلم و جور سے پر ہو گی تو وہ اسے عدل و انصاف سے پر کر دیگا۔ پوچھا کہ یہ فرزند کس کی نسل سے ہو گا؟ فرمایا اس سے جسکے ساتھ حضرت رسالتاً نے آپ کے نکاح کا خطبہ ارشاد فرمایا ہے۔ پھر پوچھا کہ حضرت عیسیٰؑ اور انکے وصی نے آپ کا نکاح کس کے ساتھ پڑھا تھا؟ کہا آپ کے بیٹے حضرت امام حسن عسکری کے ساتھ۔ حضرت نے فرمایا! کیا آپ اسے پہچانتی ہیں؟ کہنے لگیں کہ میں جس رات سیدہ کونین (س) کے ہاتھوں مسلمان ہوئی اس سے آج تک ایسی کوئی رات نہیں گذری کہ جس میں وہ مجھے دیکھنے تشریف نہ لائے ہوں۔ حضرت نے اپنے خادم کافور کو بلایا اور اسے اپنی بہن حکیمہ خاتون کو بلانے کیلئے بھیج دیا۔ جو نبی حکیمہ خاتون داخل ہوئیں۔ حضرت نے فرمایا: یہ وہ کہیز ہے جس کے بارے میں میں آپ کو پہلے ہی بتا چکا ہوں۔ حکیمہ خاتون نے انہیں گلے سے لگایا، بہت مہربانی سے پیش آئیں اور انکی تشریف آوری پر بے حد سرست کا اظہار فرمایا۔ اسکے بعد حضرت نے فرمایا! اے رسول خدا! کی بیٹی آپ انہیں اپنے گھر لے جا کر واجبات و سنن سے آگاہ کریں۔ کیونکہ یہ خاتون حضرت امام حسن عسکری کی زوجہ اور حضرت امام صاحب الزمان عجل اللہ فرج الشریف کی والدہ مکرمہ ہوں گی۔

نے وہ دوکمہ طیبہ زبان پر جاری کئے اور امام کی ملاقات کا انتظار کرنے لگی۔

جب دوسری رات آئی اور میں سو گئی تو خواب میں آنحضرت کی زیارت سے مشرف ہوئی جب آپ کا نور مقدس طلوع ہوا تو میں نے کہا: اے میرے دوست! میرے دل کو اپنا اسیر محبت کر کے کیوں مجھے جلانے پر تھے ہوئے ہو؟ فرمایا! جو نکتہ تم مشرک تھی لہذا میں نے تمہارے پاس آنے میں دیر لگائی۔ اب جبکہ آپ مسلمان ہو گئی ہیں تو میں ہر رات آپ کے پاس آؤں گا۔ یہاں تک کہ خداوند جبار ک و تعالیٰ ہم دونوں کو ظاہر میں بھی ایک دوسرے سے ملا دے اور اس فراق کو وصال میں بدل دے اسکے بعد اب تک ایسی کوئی رات نہیں گذری کہ حضرت نے میرے درد فراق کی دو اثریت وصال سے نہ فرمائی ہو۔

بشر بن سلیمان نے سوال کیا! آپ قیدیوں کے درمیان کیسے آگئیں؟ کہا مجھے امام حسن عسکری نے ایک رات خواب میں بتایا کہ فلاں دن آپ کا دادا مسلمانوں سے لڑائی کے لئے ایک لشکر روانہ کریگا اور ان کے پیچھے پیچھے خود بھی آیا۔ تم کہیزوں اور خادماویں کے اس گروہ میں شامل ہو جانا جو تمہیں نہ پہچانتا ہو اور اپنے دادا کے پیچھے پیچھے آتے رہنا اور فلاں فلاں راستے پر چلنا۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ مسلمانوں کے ایک لشکر نے ہم پر حملہ کر کے ہمیں قیدی بتایا اور میرا جو حال ہے وہ تمہارے سامنے ہے۔ ابھی تک تمہارے علاوہ کسی کو معلوم نہیں کہ میں قیصر روم کی پوتی ہوں۔ میں جس بوڑھے شخص کے حصے میں مال غنیمت کے طور پر آئی اس نے مجھ سے میرا نام پوچھا تو میں نے زبس بتایا تو وہ کہنے لگا کہ یہ کہیزوں کا نام ہے۔ بشر نے کہا بڑی عجیب بات ہے کہ آپ تو فرنگی ہیں لیکن عربی اچھی طرح جانتی ہیں۔ کہا ہاں! میرے دادا جان نے مجھے اخلاق حسن کی تعلیم دیئے کیلئے ایک خاتون کو میری اتنا لیق مقرر کیا ہوا تھا۔ جس کو عربی اور فرنگی دونوں زبانوں پر عبور تھا۔ وہ ہر صبح و شام مجھے آکر پڑھاتی تھی۔ اس طرح میں نے عربی ان سے سیکھی۔

بشر نے کہا! جب میں انہیں سرمن رائے لے گیا اور امام علی نقیٰ کی خدمت میں

کیونکہ جو شرف کائنات میں آپ کو ملا ہے وہ کسی کو نہیں ملائیجھے آپ کی خدمت کرتا چاہیے۔ میں چاہتی ہوں کہ آپ کے پاؤں کی خاک اخخار کا پی آنکھوں سے لگاؤں۔ جب امام نے میری یہ گفتگو سنی تو فرمایا: اے پھوپھی جان! خدا آپ کو اس کا اجر دے۔ میں اس دن آفتاب کے غروب ہونے تک اپنے بھائی کے گھر نہیں رہی۔ اسکے بعد میں نے زبس خاتون کو آواز دی۔ لائیے میرا بر قعہ مجھے دیں تاکہ گھر واپس چلوں۔ جو نبی امام علیہ السلام نے میری یہ آواز سنی تو فرمایا: اے پھوپھی جان! آج ہمارے گھر نہیں جائیں، آج وہ رات ہے جس رات میں ہمارے گھر اس عظیم فرزند کی ولادت ہوگی جس نے دنیا سے ظلم و جور کا خاتمہ کر کے عدل و انصاف کا بول بالا کرنا ہے۔ اس نے تمام دنیا سے کفر و گمراہی منا کر عالم، ایمان اور ہدایت کی روشنی پھیلانا ہے۔ میں نے سوال کیا: یہ فرزند کہاں سے آئے گا؟ جب کہ میں تو زبس خاتون میں حمل کے کوئی آثار نہیں پاتی۔ فرمایا: یہ فرزند زبس خاتون سے ہی متولد ہو گا نہ کسی اور سے۔ میں نے بتیری جسجو کی لیکن مجھے زبس خاتون میں کسی طرح بھی حمل کے آثار و دھمکی نہ دیئے۔ پلٹ کر امام کے پاس آئی اور ان سے بھی یہ بات کی۔ امام نے مسکرا کر فرمایا: اے پھوپھی جان! ہمارے آثار وقت سے پہلے ظاہر نہیں ہوتے بلکہ یہ آثار صحیح ہوتے ہی ظاہر ہو جائیں گے۔ اس خاتون کی مثال مادر موسیٰ کی ہے کہ ولادت تک ان میں کوئی آثار نہ تھے تا کہ اس طرح موسیٰ کی جان بچائی جائے کیونکہ اس زمانے میں فرعون بنی اسرائیل کی عزوتوں کے پیٹ پھاڑ دیتا تھا اس طرح میرے اس بیٹے کا حال موسیٰ جیسا ہے۔

ایک دوسری روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہم اوصیا و انبیاء کا حمل علم میں نہیں ہوتا بلکہ پہلو میں ہوتا ہے اور ہم عام پیدائش کی طرح رحم سے باہر نہیں آتے بلکہ ماڈل کی رانوں سے طلوع کرتے ہیں کیوں کہ ہم حق تعالیٰ کا نور ہیں اور ہم سے کثافت ونجاست کو دور رکھا گیا ہے۔

حکیم خاتون نے کہا: میں زبس خاتون کے پاس گئی اور یہ صورت حال ان سے

پانچویں حدیث

مشہور و معروف محدثین میں میں محمد بن یعقوب کلینیؓ کے، محمد بن بابویہؓ کی، شیخ ابو حضر طوی اور سید مرتضیؓؑ جیسے عظیم الشان محدثین شامل ہیں، معتبر سند کے ساتھ حکیمہ خاتونؓ سے روایت کرتے ہیں کہ: ایک دن حضرت امام حسن عسکریؓ میرے گھر تشریف لائے انہوں نے زبس خاتون کو ایک خاص نگاہ سے دیکھا۔ میں نے عرض کیا اگر آپ کو ان کی خواہش ہے تو میں آپ کی خدمت میں بھیج دیتی ہوں۔ فرمایا: اے پھوپھی جان! میری یہ نگاہ تعجب کی رو سے تھی کیونکہ بہت جلد ہی حق سجائہ و تعالیٰ ان سے ایک ایسے فرزند کو دنیا میں لا بینکا جو ظلم و جور سے پڑے دنیا کو عدل و انصاف سے پڑ کر دیگا۔ میں نے پوچھا تو کیا میں انہیں آپ کے پاس بھیج دوں۔ فرمایا: اس سلسلے میں میرے والد محترم سے سوال کریں۔ حکیمہ فرماتی ہیں میں نے بر قعہ اوڑھا اور اپنے بھائی امام علی نقیؓ کے گھر کی طرف پال پڑی وہاں بھیج کر میں نے سلام کیا اور بیٹھ گئی۔ اس سے پہلے کہ میں کوئی بات کروں حضرت نے مجرمانہ طور پر خود ہی ارشاد فرمایا: اے حکیمہ! زبس خاتون کو میرے بیٹے کے پاس بھیج دو میں نے کہا میں میرے سردار! میں تو بھی بات آپ سے پوچھنے آئی تھی۔ فرمایا: خداوند تبارک و تعالیٰ نے آپ کو اس عظیم سعادت میں شریک قرار دیا ہے۔ حکیمہ کہتی ہیں: میں فوراً اپنے گھر واپس پڑی اور امام کے حکم کے مطابق عمل کیا اور چند دن کے بعد اس خاتون کو لے کر اپنے والد کے گھر آئی۔ میں وہ تہبا عورت ہوں جس نے آسمان امامت کے آخری سورج کے طلوع ہونے کا اپنی آنکھوں سے نظارہ کیا۔

ایک دن زبس خاتون آئیں اور کہا: اے میری خاتون! اپنے پاؤں دراز بھیج تاکہ میں آپ کے جو تے اتاروں۔ تو میں نے جواب دیا میں آپ کو ہرگز ایسا نہ کرنے دوں گی

أَشْهُدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهُدُ أَنَّ جَنَّتِي رَسُولُ اللَّهِ
وَأَنَّ أَبِي أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ وَلِيُّ اللَّهِ وَوَصِيُّ رَسُولِهِ
بَهْرَآپ نے ایک امام کا نام لیا اور یہاں تک کہ اپنے اسم گرامی تک پہنچے تو فرمایا:
**اللَّهُمَّ أَنْجِلِنِي وَغَدِئِنِي، وَاتِّقِمْ لِي أَمْرِي وَ
بِئْتُ وَطَانِي وَأَمْلَأُ الْأَرْضَ بِي عَدْلًا وَقِسْطًا**

یعنی اے میرے اللہ! مجھ سے کئے گئے وعدہ نفرت کو وفا فرما، میرے امیر خلافت و امامت کو سمجھل کر فرماء، دشمنوں سے میرے انتقام کو ثابت فرمادو میرے سبب سے زمین کو عدل و انصاف سے بُر فرماء۔ ایک دوسری روایت اس طرح ہے کہ جب حضرت صاحب العصر والزمان کی ولادت ہوئی تو ایک تو رخودار ہوا جو آسمان کے آفاق پر چھا گیا اور میں نے سفید رنگ پر ندے دیکھے جو آسمان سے زمین کی طرف آرہے تھے جو اپنے پروں کو حضرت کے سر، پھرے اور بدن پر ملتے جاتے اور پرواز کرتے جاتے تھے۔ اسکے بعد امام حسن نے مجھے آواز دی: اے پھوپھی جان! میرے بیٹے کو آغوش میں لے کر میری طرف آئیں۔ جو نبی میں نے اس پچے کو آغوش میں لیا تو اسے خند شدہ، ناف کی ہوئی اور پاک و پاک نیزہ پایا۔ اس کے دائیں بازو پر نقش تھا:

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوفًا

یعنی حق آیا اور باطل مٹ گیا باطل تحقیق ملنے ہی کیلئے تھا۔ حکیم خاتون نے فرمایا جو نبی پچے کی نظر بآپ پر پڑی تو سلام کیا۔ حضرت نے پچے کو آغوش میں لیا اور اپنی زبان مبارک کو اسکی آنکھوں پر ملا۔ اپنی زبان اسکے منہ میں دی اور اسکے کانوں پر بھی زبان پھری اسکے باسیں ہاتھ کی ہتھیلی پر نشان لگایا اور اپنا مبارک ہاتھ اسکے سر پر ملا اور فرمایا: اے فرزند! خدا کی قدرت سے موحّنگلو: وجاؤ۔ اس پر حضرت صاحب الزمان نے یوں آغاز فرمایا:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، وَنُرِيدُ أَنْ نَعْمَلَ عَلَى الْأَدْبَرِ

بیان کی انہوں نے فرمایا: اے خاتون مجھ میں تو کوئی آثار نہیں پائے جاتے۔ بہر حال میں رات کو وہیں بھر گئی اور اسی کمرے میں سوئی جس میں نر جس خاتون سوئی ہوئی تھیں اور راجہ بالحہ ان کی خبر گیری کرتی رہی۔ اس دوران جبکہ نر جس خاتون گہری نیز سورہ ہی تھیں اور رات گزرتی جا رہی تھی۔ میری حیرت میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا میں نے اس رات بار بار نماز تجدید ادا کی۔ جب ححری کا وقت قریب آیا تو نر جس خاتون نیز سے بیدار ہوئیں، وضو کیا اور آپ نے نماز تجدید ادا کی۔ اس وقت میرے دل میں شک پیدا ہوا تو امام نے اچانک اپنے مجرے سے آواز دی، پھوپھی جان! شک مت کریں، بخت خدا کے ظہور کا وقت قریب ہے۔ اسی دوران میں نے نر جس خاتون میں اضطراب کی کیفیت مشاہدہ کی۔ میں نے انہیں سہارا دیا اور اسماں الہی کی تلاوت شروع کر دی۔ حضرت نے آواز دی سورہ انا از لانا کی تلاوت کریں اسکے بعد میں نے خاتون سے پوچھا: آپکا کیا حال ہے؟ کہنے لگیں: وہی ہوا جکہ امام نے فرمایا تھا اور مجھ پر اثر ظاہر ہو گیا۔ میں جوں قرآنی آیات کی تلاوت کرتی جاتی تھی نر جس خاتون کے شکم سے بھی مجھے تلاوت کی آواز آتی جاتی تھی۔ اسکے بعد کسی نے مجھے سلام کیا۔ میں ڈر گئی حضرت نے آواز دی۔ اے پھوپھی جان! خداوند مبارک و تعالیٰ کی قدرت و شان سے حیران نہ ہوں۔ ہمارے پچے خداوند تعالیٰ کی قدرت سے کلام کرتے ہیں۔ امام نے اپنے بات ختم کی ہی تھی کہ ناگہاں نر جس خاتون میری آنکھوں کے سامنے سے غائب ہو گئیں، گویا ان کے اور میرے درمیان ایک پردہ حائل ہو گیا۔ میں یہ منظر دیکھ کر پریشان ہوئی اور امام کی طرف دوڑنے لگی۔ امام نے آواز دی: پھوپھی جان! وہیں پھریئے، آپ نر جس خاتون کو اپنی جگہ پر پائیں گی۔ میں واپس پلٹ آئی، پردہ غائب ہو گیا۔ اس دوران میں نے نر جس خاتون میں ایک ایسے نور کا مشاہدہ کیا جس سے میری آنکھیں چندھیا گئیں۔ میں نے حضرت صاحب العصر گود بیکھا جو جدے میں پڑنے ہوئے تھے۔ انہوں نے شہادت کی انگلی آسمان کی طرف کی ہوئی تھی اور پڑھ رہے تھے۔

سلام ہو آپ پر اے عہد خدا جو اس نے باندھا اور پکار کیا

موکل ہے۔ یہ فرشتہ آئندگی حضرت کرتا ہے، انہیں خطاؤں سے بچاتا اور انہیں علم و ادب سمجھاتا ہے۔ حکیمہ فرمائے لگیں۔ میں چالیس دن کے بعد جب حضرت کی خدمت میں شرفیاب ہوئی تو دیکھا کہ ان کے گھر کے چھوٹے میں ایک بچہ گھوم رہا ہے۔ میں نے سوال کیا: اے میرے سردار! کیا یہ بچہ دوسال کا ہے؟ تو امام نے مسکرا کر جواب دیا: ہم جو پیغمبروں اور اوصیاء کی اولاد ہوتے ہیں۔ نشوونما کے لحاظ سے دوسرے بچوں کی نسبت اس قدر تیزی سے بڑھتے ہیں کہ ہمارا ایک ماہ کا بچہ دوسروں کے ایک سال کے بچے کے برابر ہوتا ہے۔ اور ہم آئندہ ماں کے رحم میں گفتگو کرتے، قرآن پاک کی تلاوت کرتے اور پروردگار کی عبادات کرتے ہیں۔ ہم وہ ہیں جن پر صحیح و شام ملائکہ نازل ہوتے اور انکے احکامات کی اجاتی کرتے ہیں۔

پس حکیمہ نے فرمایا: میں ہر چالیس دن میں ایک مرتبہ جب حضرت کی خدمت میں شرفیاب ہوتی تھی تو اس بچے کی زیارت سے بھی مشرف ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ آپ کی وفات کا دن آگیا۔ اس وقت میں نے حضرت صاحب الزمانؑ کو ایک مکمل مرد کی صورت میں مشاہدہ کیا اور انہیں نہ پہچان سکی۔ اپنے بھائی کے بیٹے سے کہا: یہ شخص کون ہے جسکے پاس آپ مجھے بھارے ہے؟ فرمایا: یہ زجس کا فرزند اور میرا خلیفہ ہے۔ عنقریب میں تم سے جدا ہو جاؤں گا۔ آپ لوگوں کیلئے لازم ہے کہ اس کی بات مانو اور اسکے امر کی اطاعت کرو۔ چند روز کے بعد حضرت امام حسن عسکری عالم قدس کی طرف رحلت فرمائے۔ میں ہر صحیح و شام حضرت صاحب الامرؑ کی خدمت میں حاضر ہوتی اور جو کچھ سوال کرتی اسکا جواب اکثر میرے سوال سے پہلے مجھ مل جاتا۔ ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ حکیمہ خاتون نے فرمایا: حضرت صاحب الامرؑ کی ولادت کے تین دن کے بعد میں امام حسنؑ کے پاس گئی اور پوچھا: میرا آقا کہاں ہے؟ تو آپ نے فرمایا: میں نے اس کے حوالے کیا جو ہم سب کا والی و مولا ہے اور جب سات دن پورے ہو جائیں تو آپ میرے پاس تشریف لاں میں میں

اسْتَضْعَفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجَعَلُهُمْ أَنْعَمَةً وَنَجْعَلُهُمُ الْوَارِثِينَ، وَ
نُمَكِّنُ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ عِنْدَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجَنُودَهُمَا
مِنْهُمْ مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ

یہ آئیہ کریمہ حضرت اور آپ کے آباؤ اجداد کی شان میں نازل ہوئی اس کے معنی یہ ہے:

”ہم نے ارادہ کر لیا ہے کہ جن لوگوں کو زمین میں کمزور کیا گیا ہے انہیں امام ہنا کیں اور وارث قرار دیں اور انہیں زمین میں مکمل احکام بخشیں اور فرعون و هامان کے دونوں شکروں کو انہی کمزوروں کے ہاتھ سے وہ چیزیں دکھائیں جس سے یہ لوگ ڈرتے تھے۔“

حضرت صاحب الامرؑ نے رسول اکرمؐ، امیر المؤمنینؑ اور تمام آئندہ پر صلاۃ بسیجی۔

اسکے بعد بہت سے پرندے آپ کے سر مبارک کے نزدیک دیکھے گئے۔ امام حسن عسکری نے ان میں سے ایک پرندے کو آواز دی: ”اس بچے کو اخفا لوا اور اسکی بہترین حفاظت کرو اور چالیس دن میں ایک مرتبہ اسے ہمارے پاس لے کر آؤ۔ یہ پرندہ حضرتؑ کو لے کر آسان کی بلندیوں میں کھو گیا اسکے پیچھے دوسرے بھی پرواز کرتے ہوئے واپس آسان کی طرف چلے گئے۔“ اسکے بعد امام حسنؑ نے فرمایا: میں نے تجھے اس کے حوالے کیا جسکے حوالے مادر موسیؑ نے موسیؑ کو کیا تھا۔ اسکے بعد زجس خاتونؓ گریہ کرنے لگیں۔ حضرتؑ نے فرمایا: خاموش ہو جائیے۔ آپ کا بیٹا آپ کے پستانوں سے دودھ پیے گا اور اسے اس طرح دودھ پلانے کیلئے آپ کے پاس واپس لے کر آکیں گے جس طرح موسیؑ کو اسکی ماں کے پاس لے کر آئے تھے۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا: ہم نے موسیؑ کو اسکی ماں کے پاس لوٹا کہ اس کی ماں کی آنکھیں سختنی ہوں۔

پھر حکیمہ خاتونؓ نے پوچھا کہ اے امامؑ! آپؑ نے صاحب الامرؑ کو جس پرندے کے حوالے کیا، وہ کون تھا؟ تو حضرتؑ نے فرمایا: وہ روح القدس تھا، جو آئندہؑ کا

کی ولادت ہوئی تو آپ نے چھینک ماری اور فرمایا: **الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الْأَجْمَعِينَ.**

پھر فرمایا! ظالمون کا خیال ہے کہ وہ جنت خدا کو ختم اور ضائع کر سکتے ہیں۔ جب بھی حق تعالیٰ نے ہمیں بات کرنے کا موقع دیا تو تمام شکوک و شبہات رفع ہو جائیں گے۔ جب آپ کی ولادت کو ایک رات گزر گئی تو میں نے حضرت کی خدمت کی خدمت میں چھینک ماری۔ فرمایا: یہ حکم اللہ۔ میں خوش ہوا۔ پھر فرمایا: کیا تو یہ جانتا چاہتا ہے کہ اس چھینک میں کیا بشارت ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: چھینک مارنے والے کوئی نہ کوتیں تک موت سے امان مل جاتی ہے۔

چھٹی حدیث

شیخ صدق "، محمد بن یابو یہ اور کنی دوسراے اکابر محدثین" نے معترض سند کے ساتھ سعد بن عبد اللہ قتیعی⁹ سے روایت کی ہے: ایک دن میراثاصیوں کے گروہ سے بڑا ختمنا ظرہ ہو گیا۔ انہوں نے مناظرے کے بعد مجھے اور ہمارے مذہب کو راجھا کہا اور کہا کہ تم راضی بہت برے لوگ ہو کیونکہ مہاجرین و انصار کو راجھا کہتے ہو اور نیز یہ خیال کرتے ہو کہ انہیں پیغمبر اسلام سے کوئی محبت نہیں تھی۔ دیکھو! حضرت ابو بکر چونکہ سب سے پہلے اسلام لائے اور پیغمبر اسلام کے یار غاربی تھے لہذا ان کا رتبہ سب اصحاب سے بلند ہے اور رسول خدا جانتے تھے کہ وہ میرے بعد خلیفہ ہو گا لہذا ان کو پوچھانے کی خاطر انہیں اپنے ساتھ لے گئے اور حضرت علیؓ ابن ابی طالبؓ کو اپنی جگہ پر سلا دیا۔ چونکہ انہیں علم تھا کہ اگر یہ مارے بھی جائیں تو مسلمانوں کو اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا پھر انہوں نے کہا کہ اے روضا! تم کہتے ہو کہ ابو بکر و عمر مخالف تھے یہ بتاؤ کہ اتنا اسلام لانا تاجری تھا یا برضا و رغبت؟ میں نے سوچا کہ اگر کہوں کہ رضا و رغبت سے نہ تھا تو یہ کہیں گے کہ اس زمانے میں مکہ میں اسلام اتنا

آپکو اسکی زیارت کراؤں گا۔

جب سات دن پورے ہوئے تو میں نے ایک گھوارہ دیکھا۔ اس گھوارے میں اپنے مولا کا دیدار کیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک بچہ ہے۔ چودھویں رات کے چاند کی مانند اور مجھے دیکھ کر مسکرا رہا ہے۔ امامت نے آواز دی۔ میرے بیٹے کو میرے پاس لے آؤ۔ تو میں ابا کران کے پاس لے گئی۔ حضرت نے اپنی زبان اکٹے منہ میں ڈالی اور فرمایا: اے بیٹے! کھنکو کرو۔ حضرت صاحب الامر¹⁰ نے اپنی زبان پر کلمہ شہادت جاری فرمایا اور حضرت رسالتتآب اور دوسرے تمام آئینہ پر صلوٰۃ بھیجی اور بسم اللہ کہنے کے بعد گذشتہ آیت کی تلاوت کی۔ پھر امام حسن نے فرمایا: اے فرزند! حق سبحانہ و تعالیٰ نے جو کچھ اپنے پیغمبروں پر نازل کیا ہے اسکی تلاوت کرو۔ تو حضرت نے آدم پر اتارے گئے صحیفے کی سریانی زبان میں تلاوت شروع کی۔ اسی طرح اور لیں، توخ، ہوڈ، صالح، ابراہیم، موی، داؤد، عیسیٰ پر اتاری گئی تمام کتابوں اور صحیفوں کی تلاوت کرنے کے بعد میرے جد محمد مصطفیٰ پر اتنے والے قرآن کی تلاوت فرمائی۔ پھر پیغمبروں کی داستانیں سنائیں۔ پھر امام حسن عسکری نے فرمایا: مہدیؑ کو خداوند تعالیٰ نے دو فرشتوں کے ذریعے اپنے عرش پر بلا لیا اور ان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اے میرے بندے! مر جا میں اپنی ذات اقدس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو کوئی تیری اطاعت کریگا اسکو ثواب عطا کروں گا اور جو کوئی تیری نافرمانی کریگا اسے عذاب دوں گا اور تیری شفاعت کے سبب اپنے بندوں کی بخشش کروزگا اور ان میں سے جو کوئی تیری خالفت کریگا اسے شدید عذاب سے دوچار کروزگا۔ پھر فرشتوں سے فرمایا کہ اس کو اس کے باپ کے پاس واپس لے چلو اور کہو کہ وہ میری پناہ، حفاظت اور حمایت میں ہے میں اسے دشمنوں کے شر سے بچاؤں گا اور اسکی حفاظت کروزگا۔ میں حق کو اسکے ساتھ کروزگا اور باطل کو اسکے سامنے سرگوٹوں کروزگا۔ تا آنکہ دین حق میرے لئے خالص ہو جائے۔

امام حسن عسکریؑ کے خادم نیم سے منقول ہے کہ جس وقت حضرت صاحب الامر¹⁰

فرزندِ الحق! جو کچھ اس تھی میں ہے سارا بابر لاؤتا کہ ہم حلال کو حرام سے جدا کریں۔ فرزندِ الحق نے ایک تھیلی کھولی تو حضرت صاحب الامر نے فرمایا: یہ قم کے فلاں محلے سے فلاں شخص نے بھیجی ہے اس تھیلی میں باشہ اشرفیاں ہیں اس میں سے پینتالیس دینار وہ ہیں جو اس نے باپ سے میراث میں حاصل کی گئی جائیداد کو فروخت کر کے ارسال کئے اور تین دینار دوکان کے کرائے سے حاصل کی گئی رقم سے ارسال کئے گئے ہیں۔ امام حسن نے فرمایا: اے فرزند آپ نے صحیح فرمایا۔ یہ بتائیں ان میں کون کون سی چیز حرام ہے؟ تاکہ اے الگ کیا جائے۔ فرمایا: اس میں ایک اشرفتی ایسی ہے جس پر فلاں تاریخِ کنده ہے اسکا آدھا قشح جو ہو چکا ہے۔ اسکے علاوہ ایک اور دینار بھی ماقص ہے اور اس تھیلی میں بھی دو دینار حرام ہیں اور ان کے حرام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس تھیلی کے مالک نے فلاں مہینے اور فلاں سال میں کچھ دھاگہ اپنے ہمسائے کے پاس چھوڑا تھا جو پیشے کے لحاظ سے جو لا تھا۔ ایک عرصہ گذرنے کے بعد یہ دھاگہ کہ چوری ہو گیا اس شخص نے بتیرا کہا کہ دھاگہ کہ چوری ہو گیا تھا لیکن مالک نہ مانا اور اس سے تاوان لے لیا جو دھاگے کی صورت میں تھا اس شخص نے اس دھاگے کو فروخت کر کے یہ رقم حاصل کی اور یہ دو دینار وہی ہیں جو کہ حرام ہیں۔ جب احمد نے تھیلی کھولی تو دیکھا کہ وہ دینار اسی علامت کیسا تھا جیسا کہ حضرت صاحب الامر نے فرمایا تھا موجود تھے وہ اس نے نکال لیے اور باقی آنحضرت کی خدمت میں پیش کر دیے۔ اسکے بعد دوسرا تھیلی نکالی گئی۔ حضرت صاحب الامر نے فرمایا: یہ مال فلاں شخص کا ہے، جو قم کے فلاں محلے میں ساکن ہے اور اس میں اس کی بھیجی ہوئی بچیاں اشرفیاں ہیں لیکن میں اپنا ہاتھ ان میں نہیں ڈالوں گا۔ پوچھا گیا کہ کیوں؟ فرمایا: یہ اشرفیاں اس گندم کو فروخت کر کے حاصل کی گئی ہیں جو اس شخص اور اس کے بڑوں کے درمیان مشترک تھی۔ اس نے اپنا حصہ زیادہ رکھ لیا اور اس طرح دوسرا لئے لوگوں کا مال اس میں موجود ہے۔ امام حسن نے فرمایا: اے فرزند! آپ نے تمہیک کہا۔ پھر آپ نے احمد سے کہا کہ ان تھیلیوں کو لے جاؤ اور اسکے مالکان کو واپس کر

طاقوتِ رحمتی نہیں کہ لوگوں کو اسلام لانے پر مجبور کیا جاتا۔ میں جواب سے عاجز ہو کر خاموش ہو گیا اور ادای کی حالت میں پلٹ کر گھر آ گیا۔

میں نے چالیس مشکل سوالات پر مبنی ایک خطِ حضرت امام حسن عسکری کی خدمت میں ارسال کیا۔ جس میں یہ دو مسئلے بھی درج کئے۔ میں یہ خط آپ کے ولیل احمد بن الحنف کے پرد کرتا چاہتا تھا لیکن وہ سرمن رائے کی طرف رو ان ہو گئے۔ میں اسکے پیچے رو ان ہوا جب ان تک پہنچا اور انہیں حقیقتِ حال سے آگاہ کیا تو انہوں نے کہا کہ تم خود میرے ساتھ آؤ اور خود آنحضرت سے پوچھو، جب حضرت کے دولتِ سر اسکے پہنچا اور حضرت نے اجازت مرمت فرمائی تو ہم داخل ہوئے۔ احمد بن الحنف کے پاس ایک تھیلی تھی جسکو انہوں نے اپنی عباء کے نیچے چھپایا ہوا تھا۔ اسکے اندر ایک سو سانچہ سونے اور چاندی کی حامل چھوٹی چھوٹی تھیلیاں تھیں جن پر بھیجنے والے شیعیان نے اپنی اپنی مہریں لگا کر حضرت کی خدمت میں ارسال کی تھیں۔ جب حضرت کے چہرے کی طرف نگاہ کی تو حضرت کا چہرہ چودھویں کے چاندی کی مانند نور کی تھیلیاں بکھیر رہا تھا اور آپ کے دامن میں ایک بچہ تشریف فرماتھا۔ جو اپنے حسن و جمال میں مشتری کی مانند تھا۔ اسکے سر کے بالوں کے درمیان سے مانگ نکلی ہوئی تھی اور اسکے پاس سونے کا انار تھا جو قیمتی جواہرات سے مزین تھا۔ جسے بصرہ کے عقیدت مندوں نے آنحضرت کے لئے ارسال فرمایا تھا۔ آنحضرت کے ہاتھ میں ایک خط تھا جسے تحریر فرمائے تھے اور یہ بچہ آپ کی کتابت میں مغل ہو رہا تھا۔ آنحضرت نے انار کو بچے کی طرف پھینکا تاکہ وہ بچہ اس سے کھینلنے میں مشغول ہو جائے اور آپ یکسوئی سے خط لکھ لیں۔ اسکے بعد احمد نے اپنی تھیلی کو کھولا اور حضرت کے نزدیک چھوڑ دی۔ حضرت نے بچے سے فرمایا: یہ تمہارے شیعوں کی طرف سے تھائف ہیں۔ انہیں کھولو اور تصرف کرو۔ حضرت صاحب الامر نے فرمایا: اے میرے مولा! کیا میرے لئے جائز ہے کہ میں اپنا پاک ہاتھ جو تمام گناہوں سے مبراء ہے حرام مال میں ڈالوں؟ یہ تھائف تو کثیف ہیں۔ پس حضرت صاحب الامر نے فرمایا: اے

حضرت نے فرمایا: جو کوئی یہ بات کہتا ہے اس نے موی۔ پربہتان باندھا ہے اور اسے نبوت کے ربجے کا علم نہیں۔ پھر میں نے پوچھا: آپکے ززویک اسکا کیا مطلب ہے تو آپ نے فرمایا: جب موی خداوند تعالیٰ کی قربت کی وادی میں پہنچ گئے اور فرمایا اے خدا! میں نے محبت کو تیرے لئے خالص کر لیا اور اپنے دل کو غیر کی یاد سے ہٹا کر تیری یاد سے وابستہ کر لیا لیکن ابھی موی کے دل میں اپنی بیوی اور اپنے کی محبت موجود تھی اور انہی کیلئے تو وہ آگ لینے آئے تھے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا: اے موی! اپنے نعلین اتار دو۔ یہاں اشارہ تھا کہ اگر تیری محبت میرے لیے خالص ہے تو اپنے دل سے دوسروں کی محبت نکال دو اور مجھ سے عشق کی وادی میں ثابت قدی چاہتے ہو تو دل کو دوسروں کی محبت سے خالی کر دو پس نعلین اسی قسم کی محبت کا کتنا یہیں۔ چنانچہ اگر عالم خواب میں کوئی نعلین دیکھے تو اس سے مراد بیوی لی جاتی ہے اور خواب میں اگر کوئی دیکھے کہ اس کے جوتے چوری ہو گئے تو گویا اسکی بیوی وفات پا جائیگی یا اس سے دور ہو جائیگی۔

پھر سعد نے کہا: میں نے پوچھا۔ کہیں عص کی تفسیر کیا ہے؟ فرمایا: ان حروف میں غیب کی خبریں ہیں جن کے بارے میں خدا نے حضرت زکریا سے ذکر کیا تھا اور اسکے بعد یہ خبر رسول پاک کو دی تھی اسکا سبب یہ تھا کہ حضرت زکریا نے خدا سے دعا کی کہ اسے آل عبا کے مقدس نام تعلیم دیے جائیں تا کہ وہ مشکلات میں ان مقدس ناموں کا ورد کرے۔ جبراہیل آئے اور اس نے حضرت کو یہ اسماء سکھائے۔ جب حضرت زکریا کو محمد، علی، قاطرہ، حسن کے نام سکھائے گئے تو ان کا غم زائل ہو گیا۔ لیکن جب حضرت امام حسین کا نام تعلیم دیا تو وہ رونے لگ گئے۔ ان سے صبر نہ ہو سکا۔ ایک دن دعا کی۔ خداوند! یہ کیا ماجرا ہے کہ میں چار نام لیتا ہوں تو میرا غم دور ہو جاتا ہے اور میں خوش ہو جاتا ہوں۔ لیکن جب پانچوں نام لیتا ہوں تو مجھ پر غم کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ خداوند تعالیٰ نے آپ کی شہادت اور مظلومیت کا قصہ زکریا پر وحی کیا اور فرمایا: کہیں عص پس "کاف" اشارہ ہے۔ کربلا کی

دو۔ یہ مال حرام ہیں اور ہمیں انکی کوئی ضرورت نہیں۔ اسکے بعد فرمایا: ذرا وہ لباس تو لے آؤ جو اس بوہمی عورت نے ہمارے لئے بھیجا ہے۔ احمد کہنے لگا: میں اس لباس کو بھول پکا ہوں وہ ایک دوسرے سامان میں تھا۔ جب احمد اسے لانے کے لئے گیا تو حضرت نے میری طرف رخ کر کے فرمایا: سعد بتاؤ تم کس لئے آئے ہو؟ میں نے کہا کہ آپ کی خدمت میں حاضری کے شرف نے مجھے آنے پر مجبور کیا۔ فرمایا وہ جو مسائل تھے انکا کیا بنا؟ میں نے کہا کہ میں پیش کرنے کے لئے حاضر ہوں۔ اس پر آپ نے حضرت صاحب الامر کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے کہا: میرے نور چشم سے پوچھو۔ میں نے کہا: اے میرے مولا! اور فرزند مولا! ہم نے یہ روایت سنی ہے کہ حضرت پیغمبر نے اپنی بیویوں کی طلاق کا اختیار امیر المؤمنین کو دے دیا تھا حتیٰ کہ جب جمل کے دن امیر المؤمنین نے اپنا قاصد بھیج کر عائش سے فرمایا: تو نے اسلام میں قنش پا کیا اور مسلمانوں کو ہلاکت میں ڈالا۔ تو نے اپنے بیٹوں کو جہالت و مگرائی کے گزھے میں ڈالا اور انہیں ہلاکت کے پروردی کیا۔ اگر تو اپنی اس حرکت سے باز نہ آئی تو میں تجھے طلاق دے دوں گا۔ ذرا یہ بتائیے: نبی کریمؐ کی وفات کے بعد یہ کس قسم کی طلاق تھی جو امیر المؤمنین کو تنویض کی گئی تھی؟

حضرت صاحب الامر نے فرمایا: حق تعالیٰ نے پیغمبروں کی بیویوں کو عظیم شان عطا فرمائی اور انہیں مومنین کی ماں میں ہونے کا شرف بخشنا تھا۔ حضرت رسول خدا نے حضرت امیر المؤمنین سے فرمایا: وہ اس شرف کی اس وقت تک حامل ہیں جب تک وہ خدا کی اطاعت کرتی ہیں لیکن جو نبی اس سے خدا کی نافرمانی سرزد ہو اور تیرے خلاف خروج کریں تو تم انہیں طلاق دے سکتے ہو اور انہیں اس شرف سے محروم کر سکتے ہو۔ اسکے بعد میں نے پوچھا یا بن رسول اللہ! مجھے اس آیت کی تفسیر بتائیں کہ پروردگار عالم نے حضرت مویؐ کو حکم دیا: فَاحْلِمْ نَعْلَيْكَ إِنْكَ بِالْوَادِ الْمُقْدِسِ طَوْيَ اسکا ظاہری مطلب یہی ہے کہ اپنے نعلین اتار دو کیونکہ تم مقدس وادی طوی میں داخل ہو چکے ہو۔ لہذا خدا نے حکم دیا کہ نعلین اتار دو۔

اور ان جیسے حضرات کو اپنے لئے راہنماء کے طور پر اختیار کرے۔ ہو سکتا ہے وہ کسی شخص کا اعتبار کر کے اپنا رہبر بنائیں لیکن درحقیقت وہ مومن نہ ہو۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ "کلیم اللہ نے اپنی عقل، علم اور دانش کی بناء پر ستر افراد منتخب کئے اور مومن سمجھا اور لیکر طور پر پہنچ گئے لیکن آخر کار پڑے چلا کہ یہ لوگ منافق تھے۔ چنانچہ خداوند متعال نے انکا حال بیان فرمایا ہے۔ لہذا کوئی بھی امت کسی کو اپنے رہبر کے طور پر اختیار نہیں کر سکتی کیونکہ یہ شخص لوگوں کے اسرار کی خبر نہیں رکھتا۔ لہذا امام وہ ہوتا ہے جسے خدا منتخب کرے اور وہ لوگوں کے خفیہ امور سے آگاہ ہو۔

اسکے بعد آپ نے مجید ان طور پر ارشاد فرمایا: اے سعد! تمہارا دشمن کہہ رہا تھا کہ رسول اکرمؐ نے ابو بکر کے ساتھ شفقت فرمائی اور انہیں ساتھ لے کر غار میں چلے گئے اور انہیں علم تھا کہ یہ میرے بعد خلیفہ ہو گا لہذا اسے بچانا چاہیے۔ تم نے اس کے جواب میں کیوں نہیں کہا کہ تمہاری اپنی روایت ہے کہ رسول پاکؐ نے فرمایا میرے بعد خلافت میں سال پر مشتعل ہو گی اور یہ تین سال چار خلفاء کی عمر پر تقسیم کئے۔ پس تمہارے فاسد خیال کے مطابق یہ چاروں خلیفہ بحق ہیں۔ پھر آپ صرف کیوں ایک کو لے کر غار میں چلے گئے اور باقیوں کو چھوڑ دیا۔ حالانکہ چاہیے تو یہ تھا کہ سب کو ہمراہ لے کر جاتے دوسرے تین خلفاء نے کیا گناہ کیا تھا کہ حضرت ان پر ہمراہ نہ ہوئے اور ان کے حق کو کم سمجھا۔

پھر تیرے دشمن نے پوچھا تھا کہ آیا ابو بکر و عمر کا اسلام برضا و رغبت تھا یا جبری؟ تو کیوں تم نے نہیں کہا کہ برضا و رغبت تھا لیکن دنیا کی لائچ کیلئے۔ کیونکہ یہ لوگ یہود کے کفر سے مخلوط تھے انہوں نے قورات اور دوسری کتابوں سے معلوم کر لیا تھا کہ حضرت رسول اکرمؐ کا ظہور ہو گا اور آپؐ کی بادشاہی بخت نظر کی مانند ہو گی۔ آپؐ سُنگیری کا دعویٰ کریں گے۔ لہذا یہ لوگ اسی لائچ میں کہ آپؐ کی حکومت کے حصہ دار نہیں گے۔ بظاہر اسلام لے آئے تھے۔ لیکن درحقیقت باطنی طور پر کافر تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ جناب رسول خدا نے

طرف، "حا" سید الانبیاء کی عترت کی ہلاکت، "یا" یزید ہے جس نے قتل کیا اور ان کے زمانے کا خالق تھا، "میں" سے مراد ان کی اس صحراء میں پیاس کا عالم اور "صاذ" سے صبر مراد ہے۔

جب ذکریا نے یہ دردناک واقعہ سنات تو تمدن دن مسجد میں بیٹھے رہے۔ کسی کو قریب نہ آنے دیا اور بے تھاشہ گریہ و زاری کرتے اور روتے رہے۔ آپؐ مریشہ پڑھتے اور فرماتے تھے۔ اے میرے اللہ! کیا تو اپنی بہترین مخلوق کا دل ان کے بیٹے کی مصیبت میں رنجیدہ کریگا؟ اور علی و فاطمہؓ کو اس مصیبت کا لباس پہنانے گا؟ کیا تو ان عظیم هستیوں کو اس بیٹے کے غم میں رلایا گا؟ اسکے بعد کہتے تھے۔ اے میرے اللہ! مجھے بھی ایک بیٹا عطا فرمائا کہ بڑھاپے میں مجھے اسے دیکھ کر چین و قرار آئے۔ جب ایسا بیٹا عطا فرمائے تو مجھے اس پر فریفت کرنا اور پھر اس طرح کرنا کہ میرا دل اس بیٹے کی مصیبت میں اس طرح غناک ہو جس طرح تیرے حبیب محمدؐ کا دل اسکے بیٹے کے غم میں غمکن ہو گا۔ پس خداوند تعالیٰ نے ان کو بھیجی۔ عطا فرمائے۔ جو امام حسینؑ کی طرح شہادت پر فائز ہوئے۔ حضرت میحیؑ اور حضرت امام حسینؑ میں ایک یہ ممتازت تھی کہ یہ دونوں پئے چھ ماہ مال کے پیش میں رہے۔

پھر میں نے عرض کیا: اس کی کیا دلیل ہے کہ امت اپنا امام بنانے کا اختیار نہیں رکھتی؟ فرمایا: لوگوں کو ایسا امام اختیار کرنا چاہیے جو اسکے احوال کی اصلاح کر سکے نہ کہ ایسا امام جو اسکے احوال کے فساد کا باعث ہو۔ لہذا لوگ کسی کے بارے میں نہیں جانتے کہ وہ مقدمہ ہے یا مصلح؟ کیونکہ اسکا علم صرف خدا کو ہوتا ہے۔ لہذا لوگ اپنا امام تعین کرنے کے مجاز نہیں ہیں۔ پھر فرمایا: میں اس بات کی تائید میں ایک دلیل بیان کرتا ہوں تاکہ آپؐ کی عقل اسے قبول کرے۔ مجھے یہ بتائیں کہ کیا خدا نے جن پیغمبروں کو بھیجا انہیں خلق سے انتخاب کیا اور ان پر کتابیں نازل کیں اُنہیں حق و عصمت کا حال بیانیا اور وہ امتوں کو بدایت دینے والے ہیں۔ آیا لوگوں کی عقل، مکمال اور علم اس مقام تک رسائی حاصل کر سکتا ہے کہ وہ میسیٰ، موسیٰ!

حضرت نے گریہ کرنا شروع کیا۔ آپ کے چہرہ مبارک سے آنسو منکنے لگے اور فرمایا: اے فرزندِ اخْلَقُ! ایسی دعا زیادہ نہ مانگو کیونکہ اب کی بار جب تم واپس لوٹو گے تو رحمت خداوندی سے پیوست ہو جاؤ گے۔ احمد نے جب یہ سنا تو بے ہوشی ہو گیا۔ جب اسے ہوش آیا تو کہا: آپ کو خدا اور آپ کے اجداد کی حرمت کا واسطہ! مجھے اپنے لباس میں سے کچھ عنایت کریں جسے کفن کے طور پر استعمال کروں۔ حضرت نے اپنی چٹائی کے نیچے ہاتھ دلا اور تیرہ درہم نکال کر اسے دیے اور فرمایا: یہ لے لو اور اتنے علاوہ دوسرے پیسے خرچ نہ کرو اور جو کفن تو نے مانگا ہے وہ تمہیں پہنچ جائیگا۔ خداوند تعالیٰ نیکو کاروں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ سعد نے کہا! جب ہم واپس ہوئے تو منزلِ حلوان سے تین فرخ کا فاصلہ تھا کہ احمد بخار میں بڑلا ہو گیا۔ بخار اتنی شدت کا تھا کہ وہ اپنے آپ سے مایوس ہو گیا۔ ہمِ حلوان کے مقام پر ایک سڑائی میں پھر گئے۔ احمد نے اہل قم سے ایک شخص کو بلا یا اور کچھ دیر کے بعد کہا سب چلے جائیں اور مجھے اکیا پچھوڑ دیں۔ ہم سب اپنی جگہوں پر واپس چلے گئے۔ جب صبح ہوئی تو امام کے خادم کافور کو دیکھا جو کہہ رہا ہے: خدا تم لوگوں کو احمد بن سعد کی مصیبت پر صبر دے اور اجر عطا فرمائے۔ ہم احمد کے غسل و کفن سے فارغ ہو گئے ہیں اور اسے آپ دفن کر دیں۔ امام آپ سب میں سے زیادہ اسے چاہتے تھے۔ اور میں امام کا پیغام لے کر آیا تھا۔ یہ کہہ کر وہ ہماری نظروں سے اوچھل ہو گیا ہم اٹھے اور رو تے دھوتے ہوئے اسے دفن کرنے میں لگ گئے خداوند تبارک و تعالیٰ اس پر اپنی رحمت فرمائے۔

حضرت امیر المؤمنینؑ کو اپنی جگہ خلیفہ منصوب کر دیا ہے تو انہوں نے ناقاب اور ہر کرمانا فتوں کے ساتھ ملکر عقبہ کے مقام پر حضرتؐ کے اوٹ کو بدھ کانے کی سعی کی تاکہ وہ اوٹ بدھ کر حضرتؐ کو گرا دے لیکن خداوند تعالیٰ نے جبراٹیل کو بھیجا اور اپنے تخبرؐ کو ان کے شر سے بچا لیا۔ ان لوگوں کا حال طلدوزی بر کی طرح تھا جنہوں نے لاجئ کی بناء پر حضرت امیرؐ کی بیعت کر لی لیکن جب حکومت کے حصول سے مایوس ہو گئے تو بیعت توڑ ڈالی اور حضرتؐ کے خلاف خروج کیا اور دنیا و آخرت میں اپنے انعام کو پہنچے۔

سعد نے کہا: جب یہ بات اپنے اختتام کو پہنچی تو امام حسن نماز کیلئے اٹھے اور میں واپس ہو گیا۔ احمد بن اخْلَقُ کو رستے میں دیکھا کہ رو رہا ہے۔ میں نے پوچھا: دیر سے کیوں آئے ہو اور رونے کا سب کیا ہے؟ جس لباس کے بارے میں حضرتؐ نے فرمایا تھا وہ نہیں ملا۔ میں نے کہا کوئی حرج نہیں جاؤ اور حضرتؐ کو بتا دو۔ اس پر وہ گیا اور ہفتا ہوا واپس آیا اور محمدؐ اور آل محمدؐ پر صلوٰۃ بھیج رہا تھا اور کہا کہ وہی لباس حضرتؐ کے پاؤں کے نیچے پڑا ہوا تھا اور حضرتؐ اس پر نماز ادا کر رہے تھے۔ سعد نے کہا: ہم خدا کی حمد بجالائے۔ ہم جتنے دن دہاں رہے، حضرتؐ کی خدمت میں حاضری دیتے رہے۔ ہم نے دیکھا کہ حضرت صاحب الامر ہمیشہ آپ کے ہمراہ تھے۔

جس دن ہم نے وداع ہونا تھا، میں اور احمد قم کے رہنے والے دو افراد کے ساتھ حضرتؐ کی خدمت میں گئے۔ احمد، حضرتؐ کے حضور میں دست بستہ کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: اے فرزند رسولؐ! ہم آپ سے جدا ہونا چاہتے ہیں، اگرچہ یہ جدائی ہم پر بہت گزارے گی۔ ہم آپ کے جد، والد بزرگوار، آپ کی جدہ سیدہ کوئین (س) اور حضرات حسینؑ پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔ اسی طرح باقی آئمہؑ پر بھی اور آپ کے فرزند پر بھی صلوٰۃ بھیجتے ہیں اور خداوند تعالیٰ سے آپکی شان اور عظمت میں بلندی کی دعا کرتے ہیں۔ آپ کے دشمنوں سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں اور تمنا ہے کہ یہ ہمارا آخری دیدار نہ ہو۔ جب اس نے یہ کہا تو

جعفر اخفا تو شیعہ بھی اسکے بھراہ چل پڑے۔

جب ہم گھر کے سجن میں پہنچ تو دیکھا کہ امام حسن عسکری کو کفن پہنا کر ستر پرچ پر ڈالا گیا۔ پھر جعفر لا آگے آیا اور جو نبی اس سے چاہا کہ اپنے بھائی کی نماز جنازہ پڑھائے۔ ابھی اس نے اللہ اکبر کہنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ ایک چاند سے کھڑے جیسا گھنگریا لے بالوں، چوڑے دانتوں والا پچ فوراً جعفر کے قریب ظاہر ہوا اس نے جعفر کی چادر کھینچی اور کہا: پچا جان! خبر یہ میں آپ سے زیادہ اپنے باپ کی نماز جنازہ پڑھانے کا حق دار ہوں۔ اچا کم یہ منظردیکھ کر جعفر فوراً پچھے ہٹ گیا۔ اس کا رنگ تبدیل ہو گیا ان یہ پچھے اسکی جگہ اپنے والدگرامی کی نماز پڑھانے میں لگ گیا۔ آپ کو امام علی نقی کے جوار میں دفن کیا گیا۔ اسکے بعد حضرت صاحب الزمان صد ہزار ہزار میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے بصری! جو خطوط تم لے گئے تھے، ان کے جوابات میرے حوالے کر دو۔ اس پر میں نے وہ جوابات آپ کی خدمت میں پیش کئے اور دل میں کہنے لگا کہ وہ نشانیاں جو امام نے بتائیں ان میں سے دو مجھ پر ظاہر ہو گئیں۔ ایک نشانی ابھی باقی ہے پس میں باہر آیا اور میں نے جعفر سے پوچھا کہ یہ پچھے کون تھا؟ جعفر نے کہا: خدا جانتا ہے مجھے اسکے بارے کچھ علم نہیں۔ نہ ہی میں نے اسے کہیں دیکھا ہے اور نہ ہی اسے پہنچا تھا ہوں۔ اتنے میں قم سے آیا ہوا ایک مجمع آگے بڑھا اور انہوں نے امام حسن عسکری کے بارے سوال کیا چونکہ انہیں علم ہو چلا تھا کہ آپ وفات پا گئے ہیں تو انہوں نے سوال کیا: اب عہدہ امامت کس کے پاس ہو گا؟ لوگوں نے جعفر کی طرف اشارہ کیا، یہ لوگ آگے بڑھے اور انہوں نے جعفر سے تعزیت کرنے کے علاوہ اسے امامت کی مبارک باد دی اور کہا ہمارے پاس کچھ خطوط اور مال و متناع ہے۔ لہذا تمہیں یہ بتایا جائے، یہ خطوط کس کی طرف سے ہیں اور مال و متناع کی مقدار کیا ہے تاکہ ان کو ہم آپ کے حوالے کریں؟ کیونکہ ہر زمانے میں یہ امام کی نشانی ہوتی ہے لیکن جعفر ان کے سوال کا جواب ہے نہیں

ساتویں حدیث

محمد بن یابویہ رض نے ابوالادیان رض سے روایت کی ہے: میں ایک دن حضرت امام حسن عسکری کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ کے حکم کے مطابق مختلف شہروں کو آپ کے خطوط لے جایا کرتا تھا۔ امام نے مائن بھینجنے کے لئے چند خطوط تحریر فرمائے اور مجھ سے ارشاد فرمایا: ۱۵ دنوں کے بعد تم جب دوبارہ سامری آؤ گے تو ہمارے گھر سے نوح اور مامن کی آواز آرہی ہو گی اور مجھے اس وقت قفل دے رہے ہوں گے۔ ابوالادیان نے کہا: اے میرے سردار! جب یہ اندھنٹاک واقعہ پیش آئے گا تو امامت پر کون فائز ہو گا؟ فرمایا: جو کوئی تجھ سے خطوط کے جواب طلب کرے وہی میرے بعد امام ہو گا۔ میں نے کہا اسکی کوئی اور نشانی بتائیں۔ فرمایا: جو کوئی اسوقت میری نماز جنازہ پڑھائے وہی میرا جانشیں ہو گا پھر میں نے سوال کیا کچھ اور بتائیے؟ فرمایا: جو کچھ تم لاؤ گے اسکے بارے جو کوئی تفصیل بتائے وہ تھا راما مام ہو گا۔ حضرت کا جلال مانع ہوا اور میں مزید کچھ نہ پوچھ سکا۔

پھر میں باہر آیا اور خطوط لے کر مائن کے لئے روانہ ہو گیا۔ جب واپس لوٹا جس طرح حضرت نے فرمایا تھا، تھیک پندرہویں دن سامری میں وارد ہوا حضرت کے گھر سے نوح و مامن کی صدا آرہی تھی۔ دیکھا کہ جعفر کذاب آپ کے آستانے پر بیٹھا ہے اور شیعہ اسکے ارد گرد بیج ہیں اور اس سے امام اور اسکے بھائی کی وفات پر تعزیت کر رہے ہیں۔ میں نے اپنے دل میں کہا: اگر یہ شخص امام بن گیا ہے تو امامت کا خدا حافظ ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ اس جیسا فاسق امام بن جائے؟ کیونکہ میں اسے پہلے سے جانتا تھا وہ شریابی اور جواری تھا۔ میں بھی اسکے قریب گیا اور اس سے تعزیت کرنے کے ساتھ ساتھ اسکو امامت کی مبارک باد پیش کی لیکن اس نے مجھ سے کوئی سوال نہیں کیا۔ اس دوران عقید جو ایک خادم تھا، باہر آیا اور جعفر سے کہنے لگا، اے سردار! آپ کے بھائی کو کفن پہنا دیا گیا ہے۔ آئیے انکی نماز جنازہ پڑھائیں،

سلام ہوا پر جب قرآن پڑھیں اور تفسیر کریں

آنے کی ذرا بھی پرواہ نہ کی۔ پھر جب ہم گھر میں داخل ہوئے تو ہم نے اس گھر کو نہایت پاک و پاکیزہ پایا اور وہاں ایک پرده لٹکا ہوا دیکھا جس سے زیادہ خوبصورت پرده ہم نے آج تک نہ دیکھا تھا۔ گویا بھی کارگیر نے بن کر تیار کیا ہو۔ اس قسم کا پرده ہم نے کسی گھر میں نہ دیکھا تھا۔ جو نبی ہم نے پرده اختیا تو ہمیں ایک بڑا حجر ادھاری دیا اور یوں لگا کہ جیسے اس حجرے میں پانی ہی پانی ہو اس حجرے کے آخری حصہ میں ہم نے ایک چنانی دیکھی جسپر ایک نہایت عظیم الشان ہستی اپنے ارد گرد کے ماحول سے بے نیاز خدائے لم بیل کی عبادت میں صرف تھی۔ ہمارے وہاں آنے کا اس پر کوئی اثر نہ پڑا۔ میرے ساتھی احمد بن عبد اللہ نے جو نبی حجرے میں پاؤں رکھا تو وہ ڈوبنے لگا۔ میں نے ہاتھ بڑھا کر اسے باہر کھینچا لیکن وہ اس دوران بے ہوش ہو چکا تھا۔ کچھ دیر بعد ہوش میں آیا پھر میرے دوسرا ساتھی نے ارادہ کیا کہ اس پانی میں داخل ہو لیکن اسکا بھی وہی حال ہوا میں حیران و پریشان گنگ زبان مذہر تھوا ہی پر اتر آیا اور دل ہی دل میں کہنے لگا۔ اے خدا یا! میں تجھ سے اور اے خدا کی بارگاہ کے مقرب انسان! تجھ سے معافی چاہتا ہوں۔ مجھے اللہ کی قسم! پڑھی نہیں تھا کہ میں کس کے پاس جا رہا ہوں اور حقیقت حال سے واقف نہ تھا اب تو بے کرتا ہوں کہ آئندہ اسی حرکت نہیں کروں گا۔ یہ نمازی اپنی نماز میں اسقدر مخوب تھا کہ اس نے ذرا بھر بھی میری طرف توجہ کی جبکہ خوف کے مارے میرے اوسان خطأ ہونے لگے۔ میں واپس پلٹ آیا اور مفتہ جو ہمارے انتظار میں تھا اور اس نے دربانوں کو حکم دیا ہوا تھا کہ جو نبی واپس پلٹیں انہیں میرے پاس لے آؤ۔ ہم آدمی رات کے وقت واپس آئے تو تمام قصے کو بیان کیا۔ ان نے پوچھا میری ملاقات سے پہلے بھی کسی سے ملے ہوا اسے یہ باتیں بتائی ہیں؟ ہم نے کہا نہیں، اسے بڑی بڑی قصیں کھا کر کہا اگر مجھے پڑھ چل گیا کہ تم لوگوں نے اس واقعے کے پارے میں ذرا بھی کسی سے ذکر کیا ہے تو میں فوراً تمہاری گردن اڑا دوں گا۔ ہم نے اسوقت تک یہ واقعہ ذکر نہیں کیا جب تک شخص زندہ رہا۔

سے مذہر رہا اور یہ کہہ کر اٹھ گیا کہ یہ لوگ مجھ سے غیب کی باتیں پوچھتے ہیں۔ عین اسی وقت گھر سے خادم برآمد ہوا جسے حضرت صاحب الزمان نے بھیجا تھا، کہنے لگا: تم لوگ فلاں، فلاں و فلاں شخص کے خطوط لے کر آئے ہو اور اسکے علاوہ تمہارے پاس ایک ہزار اشتر فی ہے، ان میں سے تو اشرفیاں وہ ہیں جن پر سونے کی پاش کی گئی ہے، ان لوگوں نے وہ خطوط اور اشرفیاں خادم کے حوالے کیں اور کہا: جس کسی نے ان خطوط اور بمال کے بارے تفصیل بتائی ہے وہی امام زمانہ ہے۔ پس مجھے اطمینان ہو گیا کہ امام حسن عسکری کی بتائی ہوئی ثنا نیاں پوری ہوئیں۔

اسکے بعد اس زمانے کے ظالم حاکم معتمد کے پاس گیا اور اسے پیش آنے والے تمام واقعات بتا دیئے۔ معتمد نے اپنے ہر کارے تجھ کرامہ کی کنیز صیقل کو گرفتار کر دیا۔ اس نے اپنی جان بچانے کی خاطر کہا: میں حضرت سے حاملہ ہوئی ہوں اس بنا پر اسے قاضی ابن الیغوارد[ؒ] کے حوالے کر دیا گیا تاکہ جو نبی پچہ پیدا ہوا سے قتل کر دیا جائے۔ اسکے بعد اچانک عبد اللہ بن تیجی صاحب الزنج[ؒ] نے بصرہ سے خود کیا اور ان لوگوں کو اپنی جان کے لालے پڑ گئے جس کے دوران کنیز قاضی کے گھر سے اپنے گھر لوٹ گئی اور شیخ طویل[ؒ] نے ایک اور روایت میں جوانہوں نے رشیق سے نقل کی، فرماتے ہیں: خلیفہ معتمد نے مجھے دو افراد کے ہمراہ سامری[ؒ] کی طرف روانہ کیا اور کہا کہ تم لوگ گھوڑوں پر سوار ہو کر اور اپنے ساتھ ایک ایک فاتو گھوڑا لے کر نہایت تیزی سے جاؤ اور امام حسن عسکری کے گھر کی تلاشی لو۔ وہاں پہنچو گے تو ان کے آستانے پر تمہیں ایک سیاہ جبشی غلام ملے گا۔ جب گھر میں داخل ہو جاؤ تو جس کسی کو پاؤ، اس کا سر کاٹ کر لے آؤ۔

پس جب ہم امام کے آستانے پر پہنچ گئے تو دیکھا ایک جبشی غلام وہاں بیٹھا ہوا زار بند ہن رہا ہے۔ ہم نے سوال کیا گھر میں کون ہے؟ کہا، گھر کا مالک! اس شخص نے ہمارے

آٹھویں حدیث

شیخ معتمد حسن بن سلیمان نے اپنی کتاب "منتخب البصائر" میں مفضل بن عمر ۱۵ سے معتبر سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا: مجھے اس امام کے ظہور کے وقت کے بارے کچھ بتائیں جس کا انتظار تمام دنیا کرے گی؟ فرمایا: خداوند بارک و تعالیٰ نے آپؑ کے ظہور کا وقت تعین کرنے کے بارے منع فرمایا ہے۔ البتہ قرآن میں آپؑ کے قیام کے بارے میں خداوند بارک و تعالیٰ نے آیات ارشاد فرمائی ہیں جو خدا کے اسرار سے ہے۔

مفضل نے کہا: اے میرے مولا! انؑ کے ظہور کی ابتداء کیسے ہوگی؟ فرمایا: گناہ ظاہر ہو گا اور اس کا نام اچانک سنائی دیگا اور اس کا امر اچانک آشکار ہو گا۔ آسمان سے منادی اسکے نام، کنیت اور نسب سمیت پکار کر منادے گا تاکہ تمام مخلوق اس کی شناخت کر لے کیونکہ اس جو جست کی معرفت تمام مخلوق کے لئے لازم ہو گی۔ اس کا نام اور کنیت اس کی جد کی مانند ہو گا اور لوگوں کو اس کی شناخت میں شک و شبہ نہیں ہونا چاہیے کہ ہم نے اس بارے تمام علامات بتا دی ہیں۔ خداوند بارک و تعالیٰ اس کے ہاتھوں دینِ محمدؐ کو تمام ادیان پر غلبہ دے گا۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے اپنے پیغمبر سے وعدہ کیا ہے۔ **لِيُظْهِرَهُ عَلَى الْدِينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ** ۵ یعنی خداوند تعالیٰ اپنے پیغمبر کے دین کو تمام ادیان پر غلبہ دے گا۔ اگرچہ مشرک بر امنا ہیں۔ دوسری آیت میں ارشاد فرمایا: **وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونُ فِتْنَةٌ وَلَا يَكُونُ الَّذِينَ كُلُّهُ لِلَّهِ** ۵ یعنی کفار کو اس وقت تک قتل کرو جب تک زمین سے فتنہ اور کفر مٹ نہ جائے اور دین تمام کا تمام خدا کے لئے ہو جائے۔ پھر امامؑ نے ارشاد فرمایا: اے مفضل! اللہ کی قسم! وہ امام ہام تمام قوموں اور ادیان کے اختلاف کو منادے گا اور سب کو ایک دین حق کی ری میں پروردے گا۔ اس طرح تمام ادیان ختم ہو جائیں گے اور صرف دین حق باقی رہے

محمد بن یعقوب کلینی نے روایت کی ہے کہ عباسی خلیفہ کے ایک سپاہی کا بیان ہے: میں خلیفہ کے غلام یسماء کے ساتھ سامنہ آیا اور اس نے امام کے گھر کے دروازے کو توڑا ہم نے دیکھا گھر سے باہر حضرت صاحب الامرؐ تشریف لائے اسکے ہاتھ میں ایک کلمہ ازی تھی۔ انہوں نے یسماء سے پوچھا میرے گھر کیا لینے آئے ہو؟ یسماء کا نپ گیا اور فوراً بولا جعفر کتاب نے تو کہا تھا کہ آپؑ کے والد نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔ اگر آپکا گھر ہے تو ہم واپس چلتے ہیں۔ اسکے بعد امام فوراً واپس پلٹ آئے۔ اس حدیث کا راوی علی بن قیس کہتا ہے حضرت کے خادموں میں سے ایک مجھے ملا تو میں نے پوچھا یہ واقعہ جو اس شخص نے بیان کیا ہے مجھ ہے؟ کہنے لگا ہاں بالکل صحیح ہے۔ تجھے کس نے بتایا؟ میں نے کہا خلیفہ کے ایک سپاہی نے۔ کہنے لگا، اس دنیا میں کوئی بات چھپ نہیں سکتی۔

حضرت ولی العصر کیلئے دعا کرنے کے فوائد

- ۱۔ عمر کے طلاقی ہونے کا سبب ہے۔ ۲۔ اس سے امام زمانہ کا ہم پر حق ادا ہوتا ہے۔
- ۳۔ رسول اکرمؐ کی شفاعة نصیب ہو گی۔ ۴۔ خدا مد فرمایا گا۔
- ۵۔ امام زمانہ خوش ہوتے ہیں۔ ۶۔ جو آپؑ کیلئے دعا مانگتا ہے تو امام اسکے لئے دعا مانگتے ہیں۔ اس دعا کا اجر و تواب تمام مومن و مومنات کیلئے مانگی گئی دعا کے برابر ہے اور خدا کے فرشتے اس شخص کیلئے دعا مانگتے ہیں۔
- ۷۔ آپؑ سے دوست اور محبت کا اکٹھا اور اجر رسالت کی ادائیگی ہے۔
- ۸۔ مظلوم کی مدد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔
- ۹۔ پیغمبر اسلام اور حضرت علیؓ کی ہماری میں جہاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔
- ۱۰۔ دعا کرنے والا امام حسین کے خون کا بدھ چکانے والے جیسا ہے۔
- ۱۱۔ آپؑ کی عالمی حکومت کے خاک اپنے کی پالیسوں، آپؑ کے انصار کی ذمہ داریوں کا بھی اور اس ہوتا ہے بہتر ہے کہ اس سلطے میں جو دعائیں آئیں سے منسوب ہیں ان سے استفادہ کیا جائے۔ (حوالہ عصر ظہور)

اے وہ عظیم لوگو اور مخصوص افراد جنہیں خداوند تبارک و تعالیٰ نے میری مدد کے لئے ذخیرہ کیا ہوا ہے، میرے ظہور سے پہلے میرے پاس آ جاؤ۔ پس خداوند تبارک و تعالیٰ اس آواز کو ان افراد تک پہنچا دے گا جو چاہے مشرق میں ہوں یا مغرب میں، جب وہ سب یہ آواز سنیں گے تو وہ حضرت کی طرف دوڑ پڑیں گے اور ایک پلک جھکنے میں حضرت کے پاس حاضر ہو جائیں گے۔ اسکے بعد نور کا ایک ستون زمین سے آسمان تک بلند ہو گا اور اس ستون کی روشنی سے تمام زمین منور ہو گی۔ یہ روشنی جب مومنین کے گھروں میں داخل ہو گی تو انہیں سکون و اطمینان حاصل ہو گا۔ لیکن انہیں یہ علم نہ ہو گا کہ قائم آل محمد کا ظہور ہوا ہے۔ اسکے بعد جب صحیح ہو گی تو اطراف و اکناف عالم سے ۳۱۳ افراد مجزانہ طور پر آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائیں گے۔ امام کعبہ سے بیک لگا کر تشریف فرماء ہوں گے اور اپنا ہاتھ کھول دیں گے۔ آپ کا ہاتھ مومنی کے ہاتھ کی مانند روش ہو گا۔ پھر فرمائیں گے۔ میرے ہاتھ پر بیعت کرو جس کسی نے میرے ہاتھ پر بیعت کی وہ ایسا ہے جیسے اس نے خدا کی بیعت کی۔ پھر وہ پہلی ہستی جو آپ کی بیعت کرے گی جبراہیل ہوں گے۔ اس کے بعد تمام ملائکہ آپ کی بیعت کریں گے۔ پھر جتوں کی باری ہو گی اور اس کے بعد ۳۱۳ نقیباء متابعت سے سرفراز ہوں گے۔ پھر مکہ کے لوگ جراغی کے عالم میں آپس میں باتیں کریں گے اور کہیں گے: خانہ کعبہ میں ظاہر ہونے والا کون ہے؟ اور اس کے ساتھی کون لوگ ہیں؟ ان میں بعض کہیں گے: یہ تو وہی شخص ہے جو کل بکریاں چاتا ہوا مکہ میں داخل ہوا تھا۔ پھر وہ لوگ مزید باتیں کریں گے اور کہیں گے: کیا تم میں سے کوئی اس کے ساتھیوں میں سے کسی کو جانتا ہے۔ تو کہا جائے گا کہ ہم میں سے کوئی نہیں جانتا۔ پورے مکہ اور مدینہ سے صرف چار چار اشخاص آپ کے ساتھیوں میں شامل ہوں گے اور بیعت کریں گے۔ جس وقت سورج نکلے گا تو آفتاب کے قریب سے ایک منادی آواز دے گا کہ اے زمین و آسمان کے باسیو! سن لو! اے جلوقات! ان لو یہ محدثی آل محمد ہیں۔ اس کے بعد آپ کا تعارف آپ کی جد کے نام اور کنیت سے

گا اور اس کے علاوہ کسی سے کوئی دوسرا دین قبول نہیں کیا جائیگا۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے اپنے کلام میں ارشاد فرمایا۔ وَمَنْ يَتَعَمَّلْ غَيْرُ الْإِسْلَامَ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْأَجْرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ۔ پس جو کوئی اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا دین لے کر آئے گا تو اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا۔

مفضل نے پوچھا: آنحضرت کی غیبت کے دنوں میں کون حضرت کا مختار ہو گا اور کس سے وہ بات کریں گے؟ فرمایا! ملائکہ اور جناتِ مومنین اور آپ کے امراء نبی آپ کے معتمد اور نائین کے ذریعے شیعوں تک پہنچیں گے۔ اے مفضل! اللہ کی قسم، میں دیکھ رہا ہوں گویا آنحضرت، رسالت پناہ کے طبقے میں سر پر زرعِ عماہہ رکھے ہوئے کہ معظمه میں داخل ہو رہے ہیں۔ آپ کے پاؤں میں جناب رسالت مآب کی نعلیں اور ہاتھ میں ان کا عصا ہے۔ آپ گذریے کی صورت میں بھیڑیں چراتے ہوئے مکہ میں وارد ہوں گے تاکہ کوئی آپ کو پہچان نہ سکے۔ آپ اسی حالت میں خانہ کعبہ کے قریب آئیں گے۔ آپ تنہا اور کسی دوست و ساتھی کے بغیر ہوں گے۔ جو نبی رات کی تاریکی چھائے گی اور دنیا خواب خرگوش کے مزے لے رہی ہو گی تو خداوند تعالیٰ اسی رات آپ کے امر کی اصلاح فرمادے گا۔ جبراہیل، میکاہیل اور دوسرے فرشتے صفا بے صفا آسمان سے اترتے جائیں گے اور آپ کی بیعت کرتے جائیں گے۔ پھر جبراہیل فرمائیں گے: اے میرے مولا! آپ کی بات قبول کر لی گئی اور آپ کا حکم جاری و ساری ہو گیا۔ اس کے بعد صاحب الامر اپنے چہرہ مبارک پر ہاتھ پھیر کر ارشاد فرمائیں گے: اس خدا کی حمد و شادی ہنگامے جس نے ہم سے کئے گئے وعدے کو پورا کر دیا اور بہشت کی زمین کو ہماری میراث فرار دیا کہ اس میں ہم جہاں چاہیں قیام کریں۔ اس پس اجر تیکوکاروں کے لئے یعنی تیکوکاروں کے لئے جسیکا وہ لوگ ہیں جو خدا کے رستے پر چلنے والے ہیں۔ اس کے بعد آپ رکن حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان کھڑے ہو کر نہایت اونچی آواز سے ندا لگائیں گے:

کتابوں میں سے زائل ہو گیا تھا اور ہم تک نہیں پہنچا تھا وہ سب آج ہمیں مل گیا۔ پھر اسکے بعد آپ قرآن کی اس طرح تلاوت فرمائیں گے جیسے یہ رسول اکرم پر نازل ہوا۔ اس کے بعد ایک ایسا شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہو گا جس کا پھر، پیشہ کی جانب ہو گا۔ وہ کہے گا: اے میرے سردار! میرا نام بیشتر ہے اور مجھے ایک فرشتے نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے تاکہ آپ کو سفیانی کے لشکر کی ہلاکت کی بشارت دوں۔ پھر حضرت فرمائیں گے: تم اپنا اور اپنے بھائی کا قصد لوگوں کے سامنے بیان کرو۔ بیشتر کہے گا۔ میں اور میرا بھائی سفیانی کے لشکر کا حصہ تھے۔ ہم نے دمشق اللہ سے بغداد اور پھر کوفہ سے مدینہ تک تمام علاقے کو تاریخ کیا۔ ہم نے مسجد نبویؐ کے منبر کی توڑ پھوڑ کی، مسجد نبویؐ کی بے حرمتی کی اور ہمارے لشکر کی کل تعداد تین لاکھ تھی۔ ابھی ہم کعبہ کو تاریخ کرنا ہی چاہتے تھے اور اس کے ساتھ ہمارا ارادہ وہاں مقیم لوگوں کا قتل عام تھا کہ جب ہم صحرائے بیداء میں پہنچ جو مدینہ کے مضافتات میں واقع ہے اور وہاں رات کو پڑا تو ڈالا تو آسمان سے ایک آواز آئی کہ اے بیداء! اس خالم گروہ کو ہلاک کر دے۔ زمین پھٹی اور تمام لشکر حیوانات اور مال و اسباب سمیت زمین میں ڈھنس گیا۔ اس لشکر کی کوئی چیز باقی نہ رکھی سوائے میرے بھائی کے۔ اچانک ایک فرشتہ ہمارے قریب آیا اور اس نے ہمارے چہروں کو ہماری پیشہ کی طرف موڑ دیا جیسا کہ آپ ملاحظہ فرمائے ہیں۔ اس کے بعد وہ اپنے بھائی سے کہے گا۔ نذر! سفیانی ملعون کے پاس دمشق جاؤ اور اسے محدث آنحضرتؐ کے ظہور سے ڈراو اور اس کو لشکر کی وادی بیداء میں ہلاکت کی اطلاع دو۔ مجھ سے کہا: اے بیشیر! نکہ جا کر محدثؐ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ اور انہیں ظالموں کی ہلاکت کی بشارت دو اور حضرتؐ کے ہاتھ پر توبہ کرو۔ وہ تمہاری توبہ قبول فرمائیں گے۔ پس حضرت اپنا دست مبارک بیشیر کے چہرے پر ملیں گے تو وہ پہلے جیسا ہو جائے گا۔ اس کے بعد وہ حضرتؐ کی بیعت کرے گا اور خوش و ختم آپ کے لشکر

کرایا جائے گا اور اس کے بعد آپ کے اجداد میں سے تمام آئندہ کے نام حسین بن علیؐ تک لئے جائیں گے۔ پھر کہا جائے گا کہ اس کی بیعت کروتاکہ ہدایت پاؤ اور اس کے امر کی مخالفت نہ کرو کہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ پس سب سے پہلے ملائکہ، پھر جن مومن اور پھر 313 نقباءؐ اس آواز پر لبیک کہیں گے۔ یہ آواز دنیا کے گوشہ و کنار میں حتیٰ کہ صحراوں، میابانوں اور مندروں میں سنی جائے گی۔

اس کے بعد جو نبی آنفہ کے غروب ہونے کا وقت ہو گا تو مغرب سے شیطان آواز دے گا کہ اے لوگو! تمہارا پروردگار وادی الیابیں میں ظاہر ہو گیا ہے۔ اس کا نام عثمان بن عینہ سفیانی ہے۔ وہ بیزید بن معاویہ علیہما اللہ عنہم اولاد سے ہے۔ اس کی بیعت کرو تاکہ ہدایت پاؤ اور خبردار مخالفت نہ کرنا کہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ پس ملائکہ، جن اور نقباء سب کے سب اس کو جھلائیں گے اور جان لیں گے کہ وہ شیطان ہے۔ وہ کہیں گے ہم نے سن لیا لیکن باور نہیں کرتے۔ اس آواز پر، شک کرنے والے، منافق اور کافر لبیک کہیں گے۔ حضرت صاحب الامر علیہ السلام اس دن کعبہ سے ملک لگائے بیٹھے ہوں گے اور فرمائیں گے: جو کوئی آدم، شیث، نوح، سام، ابراہیم، اسماعیل، موسیٰ، یوسف، عیسیٰ کی زیارت کرنا چاہے، وہ مجھے دیکھے کیونکہ ان سب کا علم و کمال میرے اندرون موجود ہے اور جو کوئی محمد، علی، حسن و حسینؐ اور ان کی اولاد سے آئے کی زیارت کرنا چاہے وہ میری طرف نظر کرے۔ جس کسی کا کوئی سوال ہو وہ مجھ سے پوچھے کیونکہ میں ہی علم لدنی کا وارث ہوں۔ میرے آباؤ اجداد نے مصلحت کی بناء پر جو باتیں نہیں تائیں وہ میں بتاؤں گا۔ جو کوئی آسمانی کتابوں اور تنبیہروں کے میحفوظوں کی تلاوت سننا چاہے میرے پاس آئے، میں ناؤں گا۔ اس کے بعد امام علیہ السلام آدم، شیث، نوح، ابراہیم پر اترنے والے میحفوظوں اور موسیٰ کی تورات، عیسیٰ کی انجلیل اور داؤد کی زبور کی تلاوت فرمائیں گے۔ یہ سن کر تمام قوموں کے علماء گواہی دیں گے کہ یہ کتابیں اسی صورت میں آسمان سے نازل ہوئی تھیں اور ان میں کوئی تبدیلی نہیں آئی اور جو کچھ ہم سے ان

دوبارہ مکہ والوں کی طرف متوجہ ہو گئے تو مکہ کے لوگ سرتیم خم کے ہوئے آہ و بکا کرتے ہوئے آپ کی طرف آئیں گے اور کہیں گے، اے محمدیٰ آل محمد! ہم تو بکرتے ہیں آپ ہماری توبہ قبول فرمائیے۔ امام انہیں نصیحت فرمائیں گے اور دنیا و آخرت کے عذاب سے ذرا نہیں گے اور ایک مرتبہ پھر اہل مکہ پر حاکم مقرر کریں گے اور وہاں سے نکل آئیں گے۔ اہل مکہ دوبارہ آپ کے حاکم کو قتل کروالیں گے۔ اس پر امام اپنے ساتھیوں کو ان کی طرف روانہ کریں گے تاکہ مکہ والوں سے کہیں کہ حق کی طرف لوٹ جائیں۔ پھر جو کوئی ایمان لائے گا، اے بخش دیا جائے گا۔ لیکن جو کوئی ایمان نہیں لائے گا اسے قتل کر دیا جائیگا۔ جب امام کا شکر کہ کارخ کریگا تو وہاں کے باسیوں میں سے بہت کم لوگ ایمان نہیں گے۔ ان کی تعداد ایک فیصد بھی نہیں ہوگی بلکہ ہزار میں سے بھی ایک شخص بھی ایمان نہیں لایگا۔

مفضل نے پوچھا: اے میرے مولا! حضرت محمدیٰ اور آپ کے ساتھیوں کے اجتماع کی جگہ کون سی ہوگی؟ فرمایا: حضرت کا پایہ تخت شہر کوفہ ہوگا۔ آپ کے احکامات کوفہ سے جاری ہوں گے اور بیت المال و مال غنیمت جمع کرنے کی جگہ مسجد سہلہ ہوگی اور آپ کی خلوت کا مقام بخف اشرف ہوگا۔ مفضل نے پوچھا: کیا تمام مومنین کوفہ میں جمع ہوں گے۔ فرمایا: ہاں! والله کوئی مومن نہیں ہوگا جو کوفہ میں یا اس کے اطراف میں نہ ہو۔ یا اس کا دل کوفہ کی طرف مائل نہ ہو۔ اس زمانے میں کوفہ میں جگہ کی قیمت آسمان سے باقی کرنے لگے گی۔ یوں سمجھ لواہ کے ایک بھیز کے بیٹھنے کی جگہ دو ہزار درہم ہوگی۔ اور اس زمانے میں شہر کوفہ چودوں میل تک توسعہ پا جائے گا۔ یعنی اخبارہ فرج اور کوفہ کے محلات کر جائے مغلی سے متصل ہو جائیں گے اور حق سچانہ و تعالیٰ کر بلا کو بلند مرتبہ عطا فرمائے گا۔ یہاں فرشتوں کی ایک فوج آجائی ہوگی۔ اسی طرح مومنین کی آمد و رفت میں بھی بے تحاشا اضافہ ہوگا۔ خدا کی رحمت و برکات کا نزول وہاں اس قدر زیادہ ہوگا کہ جو کوئی وہاں کھڑے ہو کر ایک دعا پڑھے گا تو اس کو ہزار برابر اجر ملے گا۔ پس حضرت صادقؑ نے ایک محدثی سانس مجری اور فرمایا:

میں شامل ہو جائے گا۔

مفضل نے پوچھا: اے میرے سردار! کیا اس زمانے میں ملائکہ اور جن انسانوں پر ظاہر ہو جائیں گے۔ فرمایا: ہاں۔ واللہ، اے مفضل! بلکہ ان سے گفتگو کرنے لگیں گے۔ جس طرح کوئی شخص پی اہل دھیال اور دوستوں سے گفتگو کرتا ہے۔ مفضل نے پوچھا: کیا ملائکہ اور جن امام علیہ السلام کے ساتھ ہوں گے؟ فرمایا: ہاں۔ واللہ، اے مفضل! آنحضرت ائمگرہوں کی ساتھ اتریں گے اور آپ کے لفکر میں بخف اور کوفہ کے افراد کے علاوہ آپ کے اصحاب اور چھیالیں ہزار ملائکہ اور چھ ہزار جن شامل ہوں گے اور ایک دوسری روایت میں چھیالیں ہزار جن شامل ہوں گے۔ خداوند تبارک و تعالیٰ اس شکر کی ساتھ آپ کو سارے عالم پر فتح و نصرت عطا فرمائیگا۔

مفضل نے پوچھا: آنحضرت اہل مکہ کی ساتھ کیا سلوک کریں گے؟ فرمایا: پہلے تو انہیں وعظ و نصیحت کے ذریعے حق کی طرف دعوت دیں گے۔ جملی وجہ سے یہ لوگ آپ کی اطاعت کریں گے اور آپ اپنے خاندان میں سے ایک شخص کو وہاں خلیفہ مقرر کریں گے اور وہاں سے نکل کر مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔

مفضل نے پوچھا: خانہ کعبہ کے ساتھ کیا کریں گے؟ فرمایا: کعبہ کو گردائیں گے اور جس طرح ابر ایتم اور اسماعیل نے اسکی بنیاد رکھی تھی۔ اس بنیاد پر اسے دوبارہ نئے سرے سے تعمیر کریں گے۔ آپ ظالموں اور غاصبوں کی تعمیر شدہ تمام عمارتوں کو مکہ، مدینہ، عراق اور دوسرے ممالک میں گردائیں گے اور اسی طرح مسجد کوفہ کو بھی گردائیں سے اس کی بنیاد رکھیں گے۔ کوفہ کے محل کو گردائیں گے کیونکہ جس کسی نے اسکی بنیاد رکھی ہوگی، ملعون ہوگا۔

مفضل نے پوچھا: کیا آپ مکہ معظمه میں قائم فرمائیں گے؟ فرمایا: نہیں۔ اے مفضل! بلکہ آپ اپنے اہل بیت میں سے کسی شخص کو وہاں اپنا جانشین مقرر کریں گے۔ لیکن جو نبی امام علیہ السلام مکہ سے باہر نکلیں گے مکہ والے آپ کے خلیفہ کو قتل کر دیں گے۔ امام علیہ السلام

سلام ہو آپ پر جب ذکر الہی کریں

ہیں۔ لڑکے غلاموں کی طرح ہوں گے اور روزی بے حد فراوان ہوگی۔ اس شہر میں خدا اور رسول پر تہمت باندھی جائے گی۔ نا حق حکم، نا حق گواہی جاری ہوگی۔ شراب پینا، زنا کرنا، مال حرام کھانا، نا حق خون بہانا، اس قدر عام ہو گا جتنا باتی دنیا میں نہ ہو گا۔ پھر خداوند تعالیٰ اسے فتوؤں میں بیٹلا کرے گا اور اشکروں کے ذریعے تباہ و بر باد کرے گا۔ پھر یہاں کھنڈرات ہی کھنڈرات ہوں گے۔ پھر اس کے بعد دلجم اور قزوین سے ایک حصہ جوان خروج کرے گا۔ اور نبایت فتح آواز میں ندادے گا۔ اے آل محمد! مجھ پھستر بیچارے کی مدد کرو۔ پس طالقان سے خداوند تعالیٰ کے خزانے اس کی جانب رخ کریں گے۔ یہ خزانے سونے اور چاندی کے نہ ہوں گے، بلکہ یہ ایسے اشخاص ہوں گے جو سیسے پلائی ہوئی دیوار کی مانند مضبوط، شجاع اور بلند عزم و ہمت والے ہوں گے۔ یہ لوگ ظالموں کے قتل عام کے لئے مسلح ہو کر نکل پڑیں گے۔ یہاں تک کہ کوفہ تک آپنچیں گے اور کوفہ کی زیادہ تر سرزین کو کفار سے پاک کر دیں گے اور پھر کوفہ میں سکونت اختیار کر لیں گے۔ ان کے سردار کو خبر ملے گی کہ محدثی آل محمد اور ان کے اصحاب کوفہ کے نزدیک پہنچ چکے ہیں تو وہ اپنے اصحاب سے کہیں گے۔ آئیے چل کر دیکھتے ہیں، یہ شخص کون ہے اور کیا چاہتا ہے؟ واللہ، خود اسے اچھی طرح علم ہو گا کہ وہ محدثی آل محمد ہیں لیکن وہ حضرت کی تلقینیت کو اپنے اصحاب پر غایہ کرنا چاہے گا پس حصہ حضرت کے سامنے کھڑا ہو گا اور کہے گا: اگر آپ ہی محدثی آل محمد ہیں تو مجھے اپنے جد نامدار جناب رسول خدا کا حصہ، انگلشتری، آپ کا عالمہ جسے حساب کہا جاتا تھا۔ زرہ جسے فاضل کا نام دیتے تھے۔ گھوڑا جس کا نام یربوع تھا۔ ناقہ جسے غضا کہتے تھے۔ گھوڑی جسے دلدل کہتے تھے۔ حماری جس کا نام یغفور تھا اور برائق اور مصحف امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب دکھائیے، کہاں ہے؟ پس حضرت محدثی ان ساری نشانوں کو حاضر فرمائیں گے۔ یہاں تک کہ آپ آدم و نوح کے عصا، صود و صالح کے ترکے، ابراہیم کی نشانی، یوسف کے صاع، شعیب کے ترازو اور کیل کائنے، موسیٰ کے عصا اور تابوت، داؤد کی زرہ اور سلیمان کی انگلشتری اور ان کے

اے مفضل! تحقیق زمین کے مختلف مکاروں نے ایک دوسرے پر فخر جاتا یا اور کعبہ معظمه نے کربلا معلیٰ پر اپنی برتری جتنا تی تو حق تعالیٰ نے کعبہ کو وحی کی کہ اے کعبہ کی سرزین! خاموش رہو اور کربلا پر برتری نہ جتنا وہ کیونکہ تحقیق وہ سرزین ایسی مبارک سرزین ہے کہ وہاں پر موسیٰ کو ایک مبارک درخت سے انسی انا اللہ کی آواز آئی اور یہ وہی بلند مقام ہے کہ جہاں میں نے مریم اور عیسیٰ کو خبریا اور یہ وہی جگہ ہے جہاں حضرت امام حسین کے سر مبارک کو آپکی شہادت کے بعد دھوپیا گیا اور اسی جگہ حضرت مریم نے حضرت عیسیٰ روح اللہ کو ولادت کے وقت غسل دیا اور خود بھی وہاں غسل کیا اور یہ وہی بہترین سرزین ہے جہاں سے جناب رسول خدا نے عروج فرمایا اور وہاں ہمارے شیعوں پر حضرت قائمؑ کے ظہور تک بے پایاں خیر و برکت نازل ہوتی رہے گی۔

مفضل نے کہا: اے میرے سردار! محمدی اور کہاں جائیں گے؟ فرمایا: میرے جبکہ نامدار جناب رسول خدا کے شہر مدینہ کی طرف روانہ ہوں گے اور جب آپ مدینہ میں وارد ہوں گے تو آپ کے باھوں ایک عجیب کام انجام پائے گا جو مومنین کی خوشی اور کافروں کی ذات کا موجب بنے گا۔ مفضل نے پوچھا: زوراء کلہ جو بقداد کا دوسرا نام ہے اسکی اس زمانے میں کیا حالات ہوگی؟ فرمایا: لعنت کا مقام اور خداوند تعالیٰ کے عذاب کی جگہ ہو گا اور اس پر افسوس جو وہاں سکونت اختیار کرے۔ زرد رنگ کے پرچم اور مغربی پرچم اور دور و نزدیک سے آئے ہوئے پرچم یہاں جمع ہوں گے۔ واللہ، اس شہر پر قسم قسم کے عذاب نازل ہوں گے جو گذشتہ امتوں پر نازل ہو چکے ہیں۔ اس شہر پر ایسے عذاب آئیں گے جن کو کسی نے آنکھوں سے دیکھا ہو گا نہ کافنوں سے نہ ہو گا۔ یہاں کے رہنے والوں پر تلواروں کا طوفان آئے گا۔ واللہ، ایک ایسا وقت آیا گا کہ بغداد کی آبادی جیسی کوئی آبادی نہ ہوگی اور کہیں گے کہ یہاں کے گھر اور محلات بہشت جیسے ہیں اور یہاں کی عورتیں حور اعین کی مانند

اور اپنی خواہش سے بات کرتا ہے۔ جس کسی نے آپ کی ساتھ لڑائی کی ہوگی، جھکرا کیا ہو گا ان سب کو آپ گیفر کردار تک پہنچائیں گے۔ اسی طرح ایک ایک امام حضرت صاحب الزمان تک دوبارہ ظہور فرمائیں گے اور جس کسی نے ان کی مدد کی ہوگی اسے انعام ملے گا اور جس کسی نے انہیں تکلیف پہنچائی ہوگی وہ عذاب میں بنتا ہو گا۔ اس طرح قیامت سے پہلے بھی عذاب کا مزہ چکھنا پڑے گا۔ اس وقت اس آیہ کریمہ کی تاویل ظاہر ہوگی جسکا ترجمہ اس سے پہلے کر دیا گیا ہے یعنی

وَرِزِّدُوا نَمِنْ عَلَى الدِّينِ اسْتَضْعُفُوهُ فِي الْأَرْضِ وَ
نَجْعَلُهُمْ أَنْتَهُ وَنَجْعَلُهُمُ الْوَارِثِينَ، وَنَمْكِنُ بِهِمْ فِي
الْأَرْضِ وَنُرِئُ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا مِنْهُمْ مَا
كَانُوا يَحْدُرُونَ ۝

مفقل نے پوچھا: اس آیت میں فرعون اور هامان سے کیا مراد ہے؟ حضرت نے فرمایا: اس سے مراد فلاں اور فلاں ہے۔ مفقل نے پوچھا: کیا رسول خدا اور امیر المؤمنین کی ساتھ حضرت صاحب الامر بھی ہوئے؟ فرمایا: ہاں! انکے لئے ضروری ہے کہ وہ ساری زمین کا چکر لگائیں۔ یہاں تک کہ کوہ قاف کے اس سرے تک اور ظلمات تک اور تمام سمندروں کو پھاڑیں گے یہاں تک کہ زمین پر کوئی ایسا خط نہیں رہیا جہاں یہ حضرات نہ پہنچیں اور دین خدا کو ہاں نافذ نہ کریں۔ پھر فرمایا: اے مفقل! گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ دن آیا گا کہ ہم آئندہ کے گروہ اپنے جدت ادار جناب رسول خدا کے پاس کھڑے ہوں گے اور اس جنाकار امت نے حضرت کی وفات کے بعد جو سلوک ہم سے کیا ہو گا اسکی شکایت کریں گے اور جو کچھ ہمارے ساتھ ہیتی ہوگی، ہم اسے بیان کریں گے۔ لوگوں نے ہمیں جھٹالا ہو گا، ہمیں گالیاں دیں ہوں گی، لعن طعن کیا ہو گا، ہمیں قتل کرنے کی دھمکیاں دیں ہوں گی، ہمیں شہروں سے بدر کیا ہو گا اور حرم خدا اور رسول سے نکلا ہو گا، ہمیں قید میں ڈالا ہو گا اور زہر

تاج، عیسیٰ کے اسباب اور دوسرے پیغمبروں کی میراث کو اپنی نشانی کے طور پر دکھائیں گے۔ اس کے بعد حضرت صاحب الزمان جعیل اللہ فرمادیں: جناب رسول خدا کے عصا کو پھر میں نصب فرمائیں گے، جو ایک گھنے کے اندر ایک بڑا درخت بن جائے گا۔ اس کے سامنے میں کمی لشکر آرام کر سکیں گے۔ پھر حسنی کہے گا: اللہ اکبر، اے فرزند رسول خدا! اپنے ہاتھ کو دراز بیجھ جاتا کہ میں آپ کی بیعت کروں۔ پھر حضرت اپنا ہاتھ دراز کریں گے جس پر حسنی سید، اس کا تمام لشکر بیعت کرے گا۔ لیکن ان میں شامل چالیس ہزار زیادہ یہ جنہوں نے لگلے میں مصحف حائل کے ہوں گے، کہیں گے۔ یہ بہت بڑا جادو ہے۔ پھر امام فرمائیں گے۔ ان سب کو تہہ تھی کرو یا جائے۔

مفقل نے پوچھا: پھر اور کیا کریں گے؟ فرمایا: سفیانی کی گرفتاری کے نئے دمشق کی طرف ایک لشکر روان کریں گے اور بیت المقدس کی مسجد اقصیٰ^{۱۸} کے پاس قربانی کریں گے۔ پھر امام حسین کا ظہور ہو گا اور آپ^{۱۹} بارہ ہزار صد یقین اور ان بہتر افراد کی ساتھ جو حضرت کے ساتھ کر بلائے معلیٰ میں شہید ہوئے تھے تشریف لا ہیں گے۔ اس واپسی سے شامدار واپسی کوئی نہ ہو گی۔ پھر صدیق اکبر امیر المؤمنین علی^{۲۰} اہن ابی طالب ظہور فرمائیں گے اور آپ^{۲۱} کیلئے نجف اشرف میں ایک گنبد تعمیر کیا جائیگا جکا ایک رکن نجف میں ایک بھرین میں اور ایک یمن کے دارالحکومت صنعاء^{۲۲} اور چوتھا مدینہ طیبہ میں ہو گا اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ ایسی قدمیں اور چراغ روشن ہوں گے جنکی روشنی آسمان و زمین کو سورج اور چاند سے زیادہ منور کر رہی ہو گی۔ پھر بڑے سردار حضرت محمد رسول اللہ کا ظہور ہو گا اور آپ^{۲۳} اپنے مہاجرین و انصار اور ان لوگوں کی ساتھ جو جگنوں میں حضرت^{۲۴} کے ساتھ شریک تھے اور شہادت پا گئے تھے تشریف لا ہیں گے۔ پھر حضرت^{۲۵} ان لوگوں کو زندہ کریں گے جو آپ^{۲۶} کو جھلاتے اور آپ^{۲۷} پر شک کرتے تھے۔ یہ لوگ کہتے تھے یہ تو جادوگر ہے، کاہن ہے اور دیوانہ ہے۔ (نحوہ بالش)

رحمت اللھا لئین ہیں۔ میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ سر سے رومال کو نہ اتاریں اور سر کو آسمان کے نیچے نہ کھولیں۔ واللہ! اگر آپ نے ایسا کیا تو زمین میں کوئی بھی متحرک چیز اور ہوا میں کوئی پرندہ نہ رہیگا۔ پس میں رک گئی اور اسی درود و تکلیف نے میری جان لے لی۔ پھر امیر المؤمنین شکایت کریں گے کہ میں حسینؑ کو لے کر راتوں کو ہر مہاجر و انصار کے گھر جاتا رہا اور ان سب کو وہ بیجت یاد دلاتا رہا جو آپ نے میری خلافت کے سلطے میں ان سے لی تھی۔ میں ان سے مدد طلب کرتا رہا۔ ان سب نے میرا ساتھ دینے کا وعدہ کیا لیکن جب صحیح ہوئی تو ان میں سے کوئی بھی میری نصرت کو نہ آیا میں نے ان سے بہت رنج اٹھائے اور میرا معاملہ بھی ہاروں کی طرح ہوا جنہوں نے مویٰ سے کہا: اے میرے ماں جائی! تحقیق آپ کی قوم نے مجھ پر ظلم ڈھانے اور قریب تھا۔ مجھے قتل کر دیتے لیکن میں نے خدا کے لئے صبر کیا اور اتنی تکلیفیں اٹھائیں کہ کسی پیغمبرؐ کے وصی نے نہ اٹھائی ہوں گی۔ یہاں تک کہ انہوں نے عبد الرحمن ابن ملجم لعنت اللہ علیہ کے ذریعے مجھے شہید کر کے دم لیا۔

پھر امام حسنؑ اٹھیں گے اور کہیں گے: اے میرے جد! جب میرے باپ کی خبر شہادت معاویہ کوٹی تو اس نے زیاد (ولد الزنا) کو ڈیڑھ لاکھ فوج کی ساتھ کوفہ کی طرف روانہ کیا تاکہ مجھے میرے بھائی حسینؑ، دوسرے بھائیوں اور رشتہ داروں کے ہمراہ بیعت کے لئے مجبور کریں، جو کوئی قبول نہ کرے اسکی گردان مار کر اس کا سر معاویہ کو بھیج دیں میں اس پر انھوں کر مسجد چلا گیا وہاں میں نے خطبہ پڑھا اور لوگوں کو تھیجت کی۔ انہیں معاویہ کے خلاف جنگ کی ترغیب دی تو میں افراد کے علاوہ کسی نے میری آواز پر لبیک نہ کہا۔ میں نے آسمان کی طرف رخ کر کے کہا: خداوند! تو گواہ رہنا کہ میں نے انہیں تیرنے عذاب سے ڈرایا اور اتمام جھٹ کر دی ہے۔ میں نے انہیں امر و نبی کر دی ہے لیکن انہوں نے میرا ساتھ نہیں دیا اور میرا فرمان بجانہیں لائے۔ خداوند! تو ان پر عذاب و مصیبت نازل فرم۔ پھر میں منبر سے نیچے اتر آیا۔ میں نے انہیں چھوڑ کر مدینے کا رخ کیا۔ یہ لوگ میرے قریب آئے اور کہنے لگے:

سے شہید کیا ہوگا۔ ان تمام واقعات کی شکایت کریں گے۔ پس حضرت رسالتہ ابؓ کے آنسو جاری ہوں گے اور فرمائیں گے اے میرے بیٹا! تم پر جو مصائب وارد ہوئے گویا وہ تمہارے جد پر تم سے پہلے وارد ہوئے۔ پس اسکے بعد حضرت فاطمہ الزہراء (س) باغ فدک چھینے جانے کی شکایت کریں گی اور فرمائیں گی میں نے ان لوگوں کو بہت دلائل دیے لیکن انہوں نے میری ایک نہ مانی۔ میں نے آپ کا دیا ہوا خط بھی انہیں دکھایا لیکن ان لوگوں نے مہاجرین و انصار کے سامنے اسے پارہ پارہ کر دیا اور اسے میرے والد گرامی! میں آپ کی قبر مبارک کی طرف آئی اور آپؓ سے میں نے ان کی شکایت کی۔ شیخین سقینہ بنی ساعدہ کی طرف چلے گئے اور دوسرے منافقین بھی ان سے مل گئے۔ انہوں نے میرے شوہر سے خلافت چھین لی۔ پھر جب بیعت لینے آئے تو میرے شوہر نے مراجحت کی تو ان لوگوں نے میرے گھر کے دروازے پر ہلکیت رسالت کو جلانے کیلئے ایندھن جمع کیا۔ میں نے احتجاج کیا کہ اے فلاں! تمہیں یہ جرات کیسے ہوئی؟ کیا تو پیغمبرؐ کی نسل کو زمین سے نابود کرنا چاہتا ہے؟ اس نے کہا: اے فاطمہ! محمدؐ تو اس وقت موجود نہیں ہیں کہ ملائکہ آسمیں گے اور آسمان سے امر و نبی لا کیں گے۔ علیؑ سے کہو کہ آجائے اور بیعت کر لے ورنہ اس گھر کو جلا کر راکھ کر دوں گا اور کسی کو نہیں چھوڑوں گا۔ پھر میں نے کہا خدا یا! میں صرف تجوہ سے شکایت کرتی ہوں کیونکہ تیرا پیغمبرؐ اس دنیا سے رخصت ہو چلا ہے اور اس کی امت نے کفر اختیار کر لیا ہے انہوں نے ہمارا حق غصب کیا ہے۔ اس پر اس نے آواز دی کہ حورتوں جیسی احتقادہ باقیوں کو چھوڑو۔ خداوند تعالیٰ نے آپ لوگوں کو پیغمبری اور امامت دونوں عطا نہیں کیں۔ پھر اس نے مجھے تازیانہ مارا اور میرا ہاتھ ٹوٹ گیا۔ اس نے میرے شکم پر دروازہ گرا یا اور میرا چچ ماہ کا پچ (محن) شہید ہوا۔ میں نے فریاد کی وَايَا، وَارسُولَ اللہِ! تیری بیٹی فاطمہؓ کو جھلاتے اور تازیانے لگاتے ہیں، اس کے بیٹے کو شہید کرتے ہیں۔ جو نبی میں نے اپنے بال کھولنے چاہے امیر المؤمنین دوڑ پڑے۔ انہوں نے مجھے روک دیا اور کہا کہ اے رسول خدا کی بیٹی! آپؓ کے والد گرامی تو

پھر حضرت صادق " بہت روئے اور فرمایا: وہ آنکھیں کبھی مختدی نہ ہوں جو اس قصہ کو سن کر آنسو نہ بھائیں۔ مفضل نے روتے ہوئے پوچھا: اے میرے مولا! ان کے لیے روئے کا کیا ثواب ہے؟ فرمایا! اگر شیعہ ہو تو اسکے ثواب کی کوئی امہما نہیں۔ مفضل نے پوچھا: اور کیا واقعہ ہو گا؟ فرمایا: حضرت قاطرہ (س) انھیں گی اور کہیں گی اے خدا! مجھ سے کیے گئے وعدے کو دفا کر۔ جنہوں نے مجھ پر ظلم کیا، میرا حق غصب کیا اور مجھے رلایا اور انہوں نے میرے تمام بیٹوں پر ظلم و تم روا رکھے ان سے میرا انتقام لے۔ پس آپ کی اس آواز پر سات آسمانوں کے ملائکہ عرش الہی کے حاملان اور جو کچھ دنیا اور تحت الارضی میں ہے گریہ وزاری شروع کر دیں گے اس طرح ہم پر ظلم کرنے والے اور ہمارے قاتل اور ہم پر کیے جانے والے ظلم پر راضی ہونے والے اس دن ہزار مرتبہ قتل کیے جائیں گے۔

مفضل نے عرض کی: اے میرے مولا! کچھ شیعہ آپ اور آپکے " دوستوں اور دشمنوں کے اس دن زندہ ہونے کے قائل نہیں ہیں۔ فرمایا: کیا انہوں نے ہمارے جد اجد جتاب رسول خدا اور ہم الہیت کی یہ احادیث نہیں سنیں جن میں ہم نے بار بار اپنی واپسی کی خبر دی ہے۔ کیا انہوں نے آیت قرآنی وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ إِذْنَى دُوْنَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ الْبَيْتُ ہم انہیں ایک بڑے عذاب سے پہلے چھوٹے عذاب کا مرا ضرور چکھائیں گے۔ فرمایا: چھوٹے عذاب سے مراد وہی کا زمانہ ہے اور بڑے عذاب سے مراد عذاب قیامت ہے۔

پھر حضرت نے فرمایا: ہمارے کچھ شیعہ جنہوں نے ہماری صحیح معنوں میں معرفت حاصل نہیں کی کہتے ہیں کہ واپسی کے معنی یہ ہیں کہ ہمیں بادشاہی لوٹا دی جائیگی اور ہمارا مہدی بادشاہ بنے گا۔ اس پر افسوس ہے جس نے یہ سمجھا کہ دین و دنیا کی بادشاہی ہم سے چھن گئی اور ہمیں لوٹ آیگی۔ نبوت، وصایت اور امامت کی بادشاہی تو ہمیشہ سے ہمارے پاس رہی ہے۔ اے مفضل! اگر ہمارے شیعہ قرآن میں تدریکریں تو کبھی بھی ہماری فضیلت میں شک

معاویہ نے کوفہ کی جانب لشکر بھیجا تھا جس نے مسلمانوں کے قتل و غارت سے ہاتھ رنگ لیے ہیں انہوں نے بچوں اور عورتوں کا بھی قتل عام کیا ہے۔ آئیے تاکہ اس سے جہاد کریں۔ میں نے ان سے کہا کہ تم لوگوں میں وفا نہیں ہے۔ میں تمہیں جانتا ہوں تم میری بیعت تو زکر معاویہ سے جاملو گے اور اس طرح میری پریشانی میں اضافہ کرو گے۔ لہذا وہی ہوا جکا مجھے ذرخوا اور آخر کار مجھے مجبوراً صلح کرتا پڑی۔

پھر امام مظلوم حسینؑ انھیں گے۔ آپؑ نے اپنے خون سے خضاب کیا ہو گا اور آپؑ کے ہمراہ میدان کربلا میں شہید ہونے والے تمام شہداء ہوں گے۔ جب نبی اکرمؐ کی نظر آپؑ پر پڑ گئی تو آپؑ گریہ کرنا شروع کریں گے۔ آپؑ کیا تھا تمام آسمانوں اور زمینوں کے رہنے والے بھی گریہ کرنے لگیں گے۔ اس وقت حضرت قاطرہ (س) ایک چیخ ماریں گی جس سے زمین لرزہ بہ اندام ہو گی۔ اس وقت حضرت امیر المؤمنینؑ اور حضرت امام حسنؑ رسول خدا کے دائیں جانب اور حضرت قاطرہ (س) آنحضرتؐ کی باکیں جانب کھڑی ہوں گی۔ امام شہید آنحضرتؐ کے نزدیک آئیں گے اور آنحضرتؐ انہیں سینے سے لگا کر کہیں گے: اے سینا! میں تجھ پر قربان جاؤں۔ تیری آنکھیں مختدی ہوں اور میری آنکھیں تیرے دیدار سے مختدی ہوں۔ پھر امامؑ کی دائیں جانب سے جناب حمزہ سید الشہداءؑ کھڑے ہوں گے اور ان کی باکیں طرف سے جعفر طیارؑ اور محمنؑ کو حضرت خدیجہؓ اور قاطرہؓ بنت اسد اٹھائی ہوں گی اور فریاد کر رہی ہوں گی۔ اس موقع پر حضرت قاطرہ (س) جس آیت کی تلاوت کر رہی ہوں گی اس کا ترجمہ یہ ہے: یہ وہ دن ہے جس کا تم سے وحدہ کیا گیا تھا آج ہر ایک کو اپنے کیے کا نتیجہ جھلتا پڑیگا۔ اگر کسی نے کوئی سکی کی ہے تو اس کو موجود پائیگا اور اگر بدی کی ہے تو اسے بھی موجود پائیگا اس دن وہ آزو کریکا کہ کاش میرے اور اس برے کام کے درمیان فاصلہ اور دوری ہوتی۔

ظہور کی اجازت مرحمت فرمائی۔ پھر رسول خدا فرمائیں گے:

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأُولَئِنَا الْأَرْضُ نَبَوَّءُ مِنْ
الْجِنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ فَتَعْمَلُ أَجْرُ الْعَالَمِينَ
او ر فرمائیں گے کہ خدا کی فتح و نصرت آگئی ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول پورا ہوا:
وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدًى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَ عَلَى
الَّذِينَ كُلَّهُمْ وَلُولُ كُلِّهِ الْمُشْرِكُونَ

پھر فرمائیں گے:

إِنَّ فَخْنَالَكَ فَتَحَاهُمْ بِنَا لِيُغَفِّرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنِبِكَ
وَمَا تَأْخُرَ وَيَتَمَّ بِنَفْعَتِهِ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا وَ
يُنْصِرَكَ اللَّهُ نَصْرًا عَزِيزًا

مفطل نے پوچھا: رسول خدا نے کون سا گناہ کیا تھا کہ خداوند تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تیرے گذشتہ اور آئندہ کے گناہوں کو بخش دیگا؟“ ”حضرت صادق“ نے فرمایا: اے مفطل! رسول خدا نے دعا فرمائی تھی۔ اے خدا! علی اور اسکے بیٹوں کے (جو میرے اوصیاء ہیں) شیعوں کے آئندہ اور گذشتہ کے گناہوں کا بار میرے پرد کر دے اور انکے گناہوں کے سبب مجھے پیغمبروں کے درمیان رسوانہ کرنا تو حق تعالیٰ نے تمام شیعوں کے گناہ ان کے پرد کیے اور بخش دیے۔ پھر مفطل بہت رویا اور کہنے لگا کہ اے میرے سردار! یہ خدا کافل ہے کہ اس نے آپ آئندہ کی برکت سے ہم پر فضل و کرم کیا۔ حضرت نے فرمایا: اے مفطل! یہ تجھے جیسے خالص شیعوں کیلئے ہے۔ اور اس حدیث کو ہرگز ایسے گروہ کے سامنے بیان نہ کرنا جو خدا کی معصیت کرنے کیلئے بہانہ جلاش کرتے ہوں۔ اس طرح اس فضیلت پر تکمیل کر کے عبادت ترک کریں۔ انہیں جان لینا چاہیئے کہ ہم انہیں پسخ فائدہ نہیں پہنچا سکتے کیونکہ خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ”کسی ایسے کی شفاعت نہ کرو جو نہ اہو اور شفاعت کرنے

نہ کریں گے۔ کیا انہوں نے یہ آئیہ کریں نہیں سنی؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَرُبِّنَا أَنَّ نَعْمَلْ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعَفُوا فِي
الْأَرْضِ وَنَجْعَلْهُمْ أَئْمَّةً وَنَجْعَلْهُمُ الْوَارِثِينَ، وَنُمْكِنْ بِهِمْ فِي الْأَرْضِ
وَنُرَى فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمْ مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ

والله! اس آیہ کی تجزیل تو نی اسرائیل میں ہے لیکن تاویل ہم الہمیت کی واپسی میں اور فرعون و حامان فلاں اور فلاں ہے پھر فرمایا: پھر میرے جد حضرت امام زین العابدین اور امام محمد باقرؑ اٹھیں گے اور ان پر تالمذوں نے جو تم کیا ہوگا اسکی جتاب رسول خدا سے شکایت کریں گے۔ پھر میں انہوں کا اور منصور دو اتنی نے جو سلوک میرے ساتھ کیا ہوگا میں جتاب رسول خدا سے اسکی شکایت کروں گا۔

پھر میرا بیٹا امام موی کاظم اٹھے گا اور اپنے جد سے ہارون رشید کی شکایت کریگا پھر علی ابن موسی الرضا اٹھے گا اور مامون ملعون کی شکایت کریگا۔ پھر امام محمد تقیؑ اٹھے گا اور مامون وغیرہ کی شکایت کریگا۔ پھر امام علی نقیؑ اٹھے گا اور متوكل کی شکایت کریگا پھر امام حسن عسکریؑ اٹھے گا اور مقتدی کی شکایت کریگا۔ پھر امام صاحب الزمانؑ (جو اپنے جد رسول خدا کے ہم نام ہوں گے) اٹھیں گے۔ اسکے پاس حضرت رسالتاً بؑ کا خون آسودہ لباس ہوگا جو جنگ احمد کے دن خون آسودہ ہوا تھا اور آپؑ کے دانت مبارک شہید ہوئے تھے۔ ملائکہ امام زمانؑ کے ارد گرد کھڑے ہوں گے اور آپؑ فرمائیں گے۔ اے رسول خدا! مجھے آپؑ نے لوگوں کے بارے میں امور تقویض فرمائے اور دلیل قرار دیا اور آپؑ نے میرا نام، نسب اور کنیت تک لوگوں سے بیان فرمائی لیکن اس امت نے میرا انکار کیا اور میری اطاعت سے گریز کیا اور اس طرح کہتے رہے: وہ تو پیدا ہی نہیں ہوا، اسکا وجہ جو ہی نہیں ہے اور ظہور نہیں کریگا۔ یا پھر اس طرح کہتے رہے وہ توفیت ہو چکا ہے اگر زندہ ہوتا تو اتنے طویل عرصے تک کیوں غائب ہوتا؟ میں نے انکی سب باتوں پر خدا کیلئے صبر کیا۔ یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے مجھے

دلے خدا سے ڈرتے ہیں۔

مفضل نے پوچھا: یہ آیہ جو رسول خدا تلاوت فرمائیں گے: لِيُظْهَرَ عَلَى الْدِينِ كُلِّهِ کا کیا مطلب ہے؟ کیا حضرت کادین یہود و نصاری، محبوبیوں اور صابیوں کے دین پر غالب آجائیگا؟ کیا ابھی یہ واقعہ ظہور پر نہیں ہوا؟ فرمایا: اگر دین اسلام یہود و نصاری، محبوبیوں، صابیوں اور دوسرے باطل ادیان پر غالب آیا ہوتا تو یہ ادیان صفحہ ہستی سے مٹ گئے ہوتے۔ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ مهدی اور جناب رسول خدا کی واپسی ہوگی اور اسوقت اس آیت پر عمل ہوگا۔

وَفَاتَلُوْهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونُوْنَ فِتْنَةً وَلَا كُنُونَ الدِّينِ كُلَّهُ لِلَّهِ
پھر امام نے فرمایا: حضرت محمدؐ کو فے کی طرف رجوع کریں گے اور حق بمحانہ و تعالیٰ انکے لئے ملخ کی صورت میں سونے کی بارش کریگا۔ جس طرح حضرت ایوب کے لئے ہوئی تھی اور آپ کے اصحاب کو زمین کے خزانوں سے سوتا چاندی اور جواہرات عطا فرمائیگا۔

مفضل نے پوچھا: اگر آپ کا کوئی شیعہ اس دنیا سے رخصت ہو گیا اور اس کے ذمے کسی برادر موسمن کا کوئی قرض ہوا تو اس کا کیا بنے گا؟ حضرت نے فرمایا: حضرت مهدی تمام عالم کو ندادیں گے کہ اگر ہمارے شیعہ پر کسی کا کوئی ذمین ہے تو وہ بتائے پھر آپ اس تمام قرض کو ادا فرمائیں گے چاہے وہ پہاڑ جتنا ہو یا رائی کے دانہ کے برابر۔

نویں حدیث

شیخ عظیم الشان محمد بن بابویہ قمیؑ نے معتبر سند کے ساتھ حضرت امام محمد تقیؑ سے روایت کی ہے اور آپ نے آباد اجداد سے روایت کی ہے: ایک دفعہ کا ذکر ہے امام حسینؑ اپنے جد سید الانبیاءؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے ائمہ بن کعبؑ۔ بھی آنحضرتؑ کی خدمت میں موجود تھے جب امام داخل ہوئے تو آپؑ نے ارشاد فرمایا: مر جبا! اے آسمانوں اور زمینوں کی زینت۔ ائمہ بن کعب نے کہا: یا رسول اللہ! آپؑ کے علاوہ کیسے کوئی آسمانوں اور زمینوں کی زینت ہو سکتا ہے۔ حضرت نے فرمایا، اے ائمہ! اس خدا کی قسم جس نے مجھے چنانی بنایا کہ بھیجا حسینؑ کا رتبہ آسمانوں میں زمین پر اسکے رتبے سے بلند ہے اور عرش کے دائیں جانب لکھا ہوا ہے کہ وہ چراغ ہدایت اور امت کی کشتنی نجات ہے اور جملوں کا پیشوں ہے اور اس میں کوئی کمزوری و سستی نہیں وہ فخر ہے، علم ہے اور دنیا والوں کے لئے نجات کا ذخیرہ ہے۔ تھیں حق تعالیٰ نے اس کے صلب میں پاک و پاکیزہ نطفہ ترتیب دیا اور اسے چند دعائیں تلقین فرمائیں کہ جملوں میں سے جو کوئی ان دعاوں کے ساتھ خدا کو یاد کرے تو خداوند تبارک و تعالیٰ قیامت کے دن اسے اس امام کے ساتھ مشور فرمائے گا اور یہ امام اسکی شفاعت کرے گا حق تعالیٰ اسکا غم رفع کرے گا اور قرض ادا کرے گا۔ اس کو دین و دنیا کی ہدایت دیگا اسے دشمنوں پر غالب کرے گا اور اسکے عیوب کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ ائمہ نے کہا: یا رسول اللہ! وہ دعائیں کون کی ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: جب نماز سے فارغ ہو جاؤ تو بیٹھنے کی حالت میں کہو:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِكَلِمَاتِكَ وَمَعَافِيدِ عَرْشِكَ وَسُكَّانِ
سَمَاوَاتِكَ وَأَنْبَانِكَ وَرُسُلِكَ أَنْ تَسْتَجِيبَ لِنِي فَقَدْ
رَهْقَبْنِي مِنْ أَمْرِنِي غَسْرٌ، فَاسْأَلْكَ أَنْ تُصْلِيَ عَلَى مُحَمَّدٍ
وَالْمُحَمَّدُ وَأَنْ تَجْعَلَ لِنِي مِنْ غَسْرِي يُسْرًا ۝

قضاۓ الٰی پر راضی بر رضا ہے اور خدا کو اس دعا کے ساتھ یاد کرتا ہے:
 ”بِإِذَانِ اللَّهِ أَعْلَمُ مُتَوَانٍ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ إِنِّي جَعَلْتُ لِشِيعَتِي مِنَ النَّارِ وَقَاءَ وَلَهُمْ عِنْدَكَ رِضَا، وَأَغْفِرْ ذُنُوبَهُمْ، وَيَسِّرْ أَمْوَالَهُمْ، وَأَفْصِحْ ذِيْوَنَهُمْ، وَاسْتُرْ عَوْرَاتَهُمْ، وَهُبْ لَهُمُ الْكَبَائِرُ الَّتِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُمْ يَا مَنْ لَا يَخَافُ الضَّيْمَ وَلَا تَأْخُذُهُ سَنَةً وَلَا نَوْمًا إِنِّي لَتَّيْ منْ كُلِّ غَمٍ فَرِجْجًا ۝

جو کوئی اس دعا کو تلاوت کرے گا خداوند بارک و تعالیٰ اسکو سفید چہرے کے ساتھ جعفر بن محمد کے ساتھ بہشت کی طرف روانہ فرمائے گا۔ اے ائمہ! پہ تحقیق خداوند تعالیٰ نے اس سے پاک و پاکیزہ نظر ترتیب دیا ہے جس پر خدا نے اپنی رحمت فرمائی اور اسکا نام اپنے ہاں موسیٰ رکھا۔ ائمہ نے کہا: یا رسول اللہ! یہ سب ایک دوسرے کی توصیف کرتے اور ایک دوسرے سے متولد ہوں گے ایک دوسرے کی میراث اور علم پائیں گے اور ہر ایک دوسرے کی فضیلت بیان کرے گا۔ فرمایا: مجھ تک یہ اوصاف خداوند بارک و تعالیٰ نے جبراہیل کے ذریعے پہنچائے ہیں۔ ائمہ نے پوچھا: کیا اسکی بھی کوئی دعا ہے؟ فرمایا: ہاں وہ اپنی دعائیں کہتا ہے

يَا خَالِقَ الْحَلْقَ وَيَا بَاسِطَ الرِّزْقِ وَيَا فَالِيقَ الْحَبِ وَالْنَّوَافِي وَ
 يَا بَارِيَ النَّسَمَ وَمُخْبِيَ الْمُؤْنَى وَمُمِيتَ الْأَحْيَاءِ وَذَانَمَ الْثَّبَاتِ
 افْعُلْ بِي مَا تَأْتَ أَهْلَهُ

جو کوئی اس دعا کو پڑھے گا خداوند تعالیٰ اسکی حاجت پوری فرمائے گا اور اسے قیامت کے روز موسیٰ بن جعفر کے ساتھ محسور کرے گا اور پہ تحقیق خداوند تعالیٰ نے اسکے صلب میں پاکیزہ اور پسندیدہ نظر قرار دیا جسکا نام انسن علی رکھا وہ علم و حکمت میں خداوند تعالیٰ کا پسندیدہ ہے اور اسکو شیعوں کے لئے جنت قرار دیا تاکہ اسکے ذریعے قیامت میں اعتماد جنت

جب آپ یہ دعا پڑھیں گے تو خدا آپ کے کاموں میں آسانی پیدا کرے گا اور آپ کا سینہ علم و معرفت کے لئے کھول دے گا اور موت کے وقت آپ کولا الہ الا اللہ کی شہادت نصیب ہوگی۔ ائمہ نے کہا: یا رسول اللہ! میرے حبیب! حسین کے صلب میں کیا نظر ہے؟ فرمایا: اس نظر کی مثال چاند کی ہے اور اس سے علوم و معارف الٰی کا ظہور ہو گا جو کوئی اسکی اجادع کرے گا اسکی اصلاح ہوگی۔ جو کوئی اس سے پہلو تھی کرے گا وہ جہالت کے گز ہے میں جا پڑیگا۔ پوچھا! اسکا نام کیا ہے اور اسکی دعا کوئی ہے؟ فرمایا: اسکا نام علی ہے اور اسکی دعا یہ ہے۔

يَا دَايِمٌ يَا دَيْمُومٌ يَا حَسْنٌ يَا قَيْوُمٌ يَا كَافِفَ الْفَمَ
 وَيَا فَارِجَ الْهَمَ وَيَا بَاعِثَ الرُّسْلَ وَيَا صَادِقَ الْوَعْدَ
 جو کوئی اس دعا کو پڑھے گا خداوند تعالیٰ اسے علی بن حسین کے ساتھ محسور کرے گا اور حضرت اسکی بہشت کی طرف راہنمائی فرمائیں گے۔ ائمہ نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا اسکا کوئی خلیفہ یا وصی ہے؟ فرمایا: ہاں اسکے لئے آسمان و زمین کی میراث ہے۔ پوچھا آسمان و زمین کی میراث سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: حق کے ساتھ لوگوں کے درمیان حکم کرنا اور احکام الٰی کی تفسیر و تاویل کرنا اور اسکے بعد قیامت تک جو کچھ واقع ہو گا اسکا بیان کرنا۔ ائمہ نے پوچھا: اسکا نام کیا ہے؟ فرمایا: اسکا نام محمد ہے پہ تحقیق آسمانوں میں فرشتے اسکے ساتھ انس رکھتے ہیں اور وہ اپنی دعائیں کہتا ہے:

اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ لِي عِنْدَكَ رِضْوَانٌ وَوُدٌ فَاغْفِرْ لِي وَلِمَنْ
 تَبْعَنِي مِنْ إِخْرَانِي وَشَيْعَتِي وَطَيْبَ مَا فِي صُلْبِي
 پس حق تعالیٰ نے اسکے صلب میں پاک و مبارک نظر ترتیب دیا ہے جو تمام برائیوں سے مبرأ مزہ ہے اور مجھے جبراہیل نے خردی کے خداوند بارک و تعالیٰ نے اس نظر کو پاک و پاکیزہ قرار دیا اور اسکا نام جعفر رکھا وہ حادی اور بدایت پانے والوں کا سردار ہے۔ اور

بہشت کی جانب لے جائیں گے خدا نے اس کی پشت میں جو نطفہ
قرار دیا ہے اسکا نام حسن رکھا اسے شہروں کا نور قرار دیا اور زمین میں
اپنا جانشین بنایا اور وہ اپنے جدکی امت کی عزت کا موجب بنا۔ اس
نے شیعوں کی رہنمائی کی اور پور دگار کے ہاں اسکی شفاعت کی اور
جس کسی نے اسکی مخالفت کی وہ اسکے لئے عذاب کا باعث بنا جس کسی
نے اسکی ولایت و محبت کو دل و جان سے قبول کیا اسکے لئے جنت قرار
پایا اور جس کسی نے اسے اپنا امام مانا اسکے لئے دلیل و برہان بنا۔

اپنی دعا میں کہتا ہے:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
بِعَزِيزٍ الْعَزْفِ فِي عَزَّهُ مَا أَعْزُ عَزِيزُ الْعَزْفِ فِي عَزَّهُ يَا عَزِيزُ أَعْزَنِي
بِعَزَّكَ وَأَيْذَنِي بِنَصْرَكَ وَابْعِدْ عَنِي هَمَزَاتُ الشَّيَاطِينِ وَ
ادْفِعْ عَنِي بِدَفْعَكَ وَامْنِعْ عَنِي بِمَنْعَكَ وَاجْعَلْنِي مِنْ خَيَارِ
خَلْقِكَ يَا وَاحِدْ يَا أَحَدْ يَا فَرْدْ يَا صَمَدْ

جو کوئی اس دعا کو پڑھے خداوند تعالیٰ اسے آنحضرت کے ساتھ مجشور کرے گا اور
آتش جہنم سے نجات دے گا اگرچہ جہنم کا مستحق ہی کیوں نہ ہو۔ خداوند تعالیٰ نے اسکی پیغام
میں مبارک، پاکیزہ اور طیب و طاہر و مطہر نطفہ ترتیب دیا ہے کہ اس سے ہر وہ موسوں راضی ہو گا
جس سے خداوند تعالیٰ نے روزِ الست آنحضرت کی ولایت کا اقرار لیا ہے اور انکا منکر جس
نے اس دن اسکی ولایت کو قبول نہیں کیا وہ کافر ہو گا پس وہ امام، پرہیزگار، پاکیزہ کروار، نیک
لوگوں کو خوش کرنے والا، پور دگار کا پسندیدہ ولایت شدہ اور ولایت کرنے والا لوگوں کو حق و
عدالت کی طرف بلانے والا خدا کی تصدیق کرنے والا۔ اور خدا اسکی تصدیق کرنے والا ہو گا۔
خدا اسکی ہربات کی تصدیق کریگا۔ جب اسکی علامات اور دلائل ظاہر ہو جائیں گے تو وہ مکہ
سے خروج کرے گا۔ اسکے خزانوں میں سونے اور چاندی کی بجائے نیس و تونمند گھوڑے اور

کرے۔ اسکی دعا یہ ہے:

اللَّهُمَّ اغْنِنِي الْهُدًى وَتَبْتَغِي عَلَيْهِ وَخُشْرُنِي عَلَيْهِ امْنًا امْنَ
مَنْ لَا حُرُوفَ عَلَيْهِ وَلَا حُزْنٌ وَلَا حَزَرٌ انْكَ أَهْلُ التَّقْوَى وَ
أَهْلُ الْمَغْفِرَةِ

اور تحقیق خداوند مبارک و تعالیٰ نے اسکے صلب میں مبارک، طیب، پاکیزہ اور
پسندیدہ نطفہ قرار دیا جس کا نام اس نے محمد بن علی رکھا اور وہ شیعوں کی شفاعت کرے گا وہ علم
اللہی کا دارث رہا ہدایت کی روشن علامت اور پور دگار کی ظاہرہ جنت ہے وہ ولادت کے
وقت کے کا ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“

اپنی دعا میں کہتا ہے:

يَا مَنْ لَا شَيْءَ لَهُ وَلَا مِثَالَ لَهُ إِنَّهُ لِلَّهِ إِلَّا إِنَّهُ وَلَا خَالِقٌ
إِلَّا إِنَّهُ تَفْيِي الْمُخْلُوقِينَ وَتَبْقَى إِنَّهُ حَلَمَتْ عَمَّنْ عَصَاكَ
وَفِي الْمَغْفِرَةِ رِضَاكَ

جو کوئی اس دعا کو پڑھے گا حضرت امام محمد تقیؑ اسکی شفاعت کریں گے اور اللہ تعالیٰ نے
آپ کے صلب میں ایک نطفہ قرار دیا ہے جو نو تسلیم کرنے والا ہے اور نہ فساد کرنے والا۔ وہ
نیک، مبارک، طیب اور ظاہر ہے اپنے ہاں اسکا نام علی بن محمد رکھا اور اسے تسکین و وقار کی
خلعت پہنانی، اپنے علوم کا وارث قرار دیا ہے اس پر ہر خیر راز ظاہر کیا ہے جو کوئی اسکو ملے گا
اگر اسکے سینے میں کوئی راز ہوا تو وہ اس راز کی خبر دیگا اور اسکو اسکے دشمن کی پیچان کرایگا۔

اپنی دعا میں یوں کہتا ہے:

يَا نَوْرُ يَا بُرْهَانُ يَا مُنْبِرُ يَا مِبْرُ يَا رَبِّ اَكْفَنِي شَرِّ الشُّرُورِ وَ
آفَاتِ الدُّهُورِ وَ اسْتَلِكَ النُّجَاهَ يَوْمَ يُفْخَعُ فِي الصُّورِ

جو کوئی اس دعا کو پڑھے اسکی شفاعت امام علی نقیؑ کریں گے اور اسے

سلام ہو آپ پر کہ آپ کے آنے کی آرزو ہے

دسویں حدیث

محمد بن یا بیوی اور شیخ طویلؒ نے امام علی بن موسیٰ الرضاؑ سے معتبر اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ آخرت نے فرمایا: ہمارے شیعوں کو ایک عظیم فتنے کا سامنا کرنا پڑے گا اسوقت میرے بیٹوں میں ایک عظیم الشان بیٹا شہادت پائے گا اور اسکے بعد انکا امام عاصب ہوگا اہل آسمان و زمین اپر ردمیں گے بہت سے مومنین اسکے لئے غم گین ہوں گے۔ وہ اپنے جلے ہوئے دلوں کے ساتھ اسکو یاد کریں گے امامت کا یہ صاف و شفاف چشمہ ان سے مخفی ہو جائے گا اور جب ماہ رب جب میں اسکے ظہور کا وقت قریب ہوگا۔ تو آسمان سے تین آوازیں آئیں گی جن کو دور و نزدیک والا نہ گا ایک آواز ہوگی ”الَاكْلَعْنَةُ اللَّهُ عَلَى الظَّالِمِينَ“ یعنی ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔ دوسری آواز ”ازْفَتِ الْأَرْضَةَ“ یعنی وہ امر قریب آگیا جس نے قریب آنا تھا۔ تیسرا آواز اس وقت ہوگی جب سورج کے قریب ایک بدن دکھائی دے گا۔ هذَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ قَدْ كَرْفَى هَلَاكَ الظَّالِمِينَ“ یعنی یہ امیر المؤمنینؑ ہیں اور ظالموں کو ہلاک کرنے کے لئے واپس آئے ہیں۔ پس اسوقت مومن خوش ہو جائیں گے اور مردے آرزو کریں گے کہ کاش ہم زندہ ہو جاتے خدا مومنوں کے سینوں کو منافقوں کے کینے اور غم سے نجات دے گا۔ معتبر روایات میں آیا ہے کہ حضرت قائم آل محمدؐ کے خود جن کے روز ایک فرشتہ آواز دے گا: بختین حق علی اور ائمۃ شیعوں کے ساتھ ہے اسی دن شام کو شیطان کی آواز آئے گی: حق فلاں اور فلاں اور اسکے شیعوں کے ساتھ ہے پس وہ لوگ جو صاحب یقین نہ ہوئے اور انکا دل شک و شبہ میں جتنا ہوگا، دوسری آواز سے گمراہ ہو جائیں گے اور وہ لوگ جو صاحب یقین ہوئے اور انہوں نے آئندہ کی احادیث کا مطالعہ کیا ہوگا۔ اور ان پر ایمان لائے ہوں گے وہ اپنے ایمان پر ثابت و استوار ہوں گے۔

نیز معتبر احادیث میں وارد ہوا ہے کہ آخرت پر ہفت محرم الحرام کو عاشورہ کے

شجاع مرد ہوں گے اسکے ساتھیوں کی تعداد بدر والوں کی طرح ۳۱۳ ہو گی اسکے پاس سر بمہر صحیفہ ہوگا جسیں اسکے اصحاب کے نام، نسب اور شہروں کا ذکر ہوگا۔ اسکے علاوہ ان لوگوں کی فطرت، صفات اور کنیت کا ذکر ہوگا۔ یہ لوگ اسکی اطاعت میں سر سے گزرنے والے ہوں گے۔ ائمۃؐ نے پوچھا: یار رسول اللہؐ! اسکے دلائل اور علمات کیا ہوں گی؟ فرمایا: اسکے پاس ایک ہے جو خروج کے وقت خود بخود محل جائے گا اور حکم خدا مخاطب ہو کہ حضرت سے کہے گا۔ کہ اے دوست خدا! اب ظہور فرم۔ اور خدا کے دشمنوں کو نیست و نابود کر دے۔ اسکی ایک اور نشانی ایک شمشیر ہو گی۔ جو خروج کے وقت خود بخود نیام سے باہر آ کر کے گی: اے ولی خدا! اب خدا کے دشمنوں سے جہاد کا وقت قریب آگیا ہے پس خروج کرو اور خدا کے دشمنوں کو جہاں پاؤ قتل کرو اور حدود اللہ کو نافذ کر دو۔ وہ خدا کے حکم کو جاری کریگا اور جب ظہور کریگا تو جبراً تسلیم اسکی دائیں جانب ہوگا اور میکا تسلیم بائیں جانب۔ وہ ایک نہ ایک دن ظہور کرے گا اگرچہ ایکیں طویل عرصہ کیوں نہ لگے۔ میں اپنے امور خدا کے پرورد کرتا ہوں۔ اے ائمۃؐ! خوش قسمت ہے وہ مخفی جو اس کا دیدار کرے۔ جو کوئی اس پر فریغت ہوگا جنت اسے ملے گی اور جو کوئی اسکی امامت کا قائل ہوگا سعادت مند ہوگا اور خدا کے ذریعے شیعوں کو ہلاکت سے نجات دے گا اور خدا رسولؐ اور تمام آئندہؐ کے اقرار کی بنا پر خداوند تعالیٰ ان کے لئے بہشت کے دروازے کھول دے گا۔ اماموں کی مثال زمین میں ایسی ہے جیسے ہمیشہ اپنی خوبیوں سے معطر کرنے والی مشک ہو اور اس میں کبھی کوئی تبدیلی نہ آئے اور آسمانوں میں اسکی مثال روشنی دینے والے چاند کی ہی ہے جسکی روشنی کبھی زائل نہیں ہوتی۔ ائمۃؐ نے کہا: یار رسول اللہؐ! خداوند تعالیٰ نے انکی کیا صفات بیان فرمائی ہیں؟ فرمایا: حق سجناء و تعالیٰ نے آسمان سے ہر امام کے لئے ایک صحید نازل فرمایا جو سر بمہر ہوگا اور اسکی مہر پر ان بارہ میں سے ہر ایک کا نام کندہ ہوگا۔ اس صحیدے میں اسکے اوصاف اور حکمات خداوندی کا اندرجہ ہوگا۔

سورج کا آسمان کے درمیان اڈلی زوال سے وقت عصر کے وسط تک رک جانا، مغرب سے آفتاب کا طلوع کرنا، دمدار ستارے کا مشرق میں ظاہر ہوتا اور چاند کی مانند روشنی دینا، اس ستارے کا اس طرح خم ہوتا کہ اس کے دونوں اطراف ایک دوسرے کے ساتھ مل جائیں، آسمان سے سرفی کا ظاہر ہوتا جو آسمان کے اطراف میں پھیل جائیگی، مشرق میں ایسی آگ کا لگنا جو تین یا سات یوم تک نہیں بیٹھے گی، تھے لوگ حاکم بنائے جائیں گے، اہل مصر اپنے بادشاہ کو قتل کر دیں گے، شام کی جاہی ہو گی اور شام میں خلافت و بادشاہی کے تین علم بلند ہونگے اور بنی قبس و عرب کے علم مصر میں داخل ہو جائیں گے، عربی قبیلے کندہ کے علم خراسان کا رخ کریں گے، نبوت کے ساتھ جھوٹے دعویدار سامنے آئیں گے، آل الی طالب سے بارہ جھوٹے علم بلند ہونگے جو سب کے سب امامت کا دعویٰ کریں گے، بغداد میں سیاہ آندھی آیے گی، زلزلے سے اکثر شہر زمین میں ڈھنس جائیں گے، عراق میں خوف و ہراس، قتل و غارت گری اور طاعون کا دور دورہ ہو گا۔ اس ملک کی زراعت، مال و متاع اور پھل وغیرہ برپا ہو جائیں گے۔ وقت بے وقت ملخ یہاں کی بھیتی باڑی کو برپا کرتے رہیں گے۔ وہ نجی قبائل کی آپس میں جنگ ہو گی جسکے نتیجے میں کافی خون بہہ جائیگا اور ایک بدعنی گروہ بندرو خزیر کی شکل میں منخ ہو جائیگا۔

دن ظہور فرمائیں گے اور آپ کی پشت جھر اسود کی طرف ہو گی۔ سب سے پہلے جرائیں سفید پرندے کی صورت میں نازل ہو گا اور آپ کی بیعت کرے گا۔ جرائیں کا ایک پاؤں کعبہ پر اور دوسرا پاؤں بیت المقدس پر ہو گا اور نہایت فضح آواز میں ندادے گا جسے تمام اہل عالم سین گے: کہہ گا ”أَتَى أَمْرُ اللَّهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ“ یعنی امر الہی پہنچ آیا۔ پس اس کے آنے کی جلدی نہ کرو۔ ایک دوسری روایت ہے کہ جرائیں حضرت قائم آل محمد کو نام و نسب سے ندا دیں گے۔ اہل عالم سے جو کوئی سویا ہو گا، بیدار ہو جائیگا، جو کوئی بیٹھا ہو گا، انھ کھڑا ہو گا اور جو کوئی کھڑا ہو گا، خوف سے نیچے بیٹھ جائیگا۔

حضرت کی من جملہ علامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ ایک جوان کی صورت میں ظہور فرمائیں گے جو کوئی آپ کو دیکھے گا خیال کریگا کہ آپ چالیس سالہ جوان یا اس سے کم عمر جوان ہیں، آپ رحلت فرمانے تک اسی حالت پر برقرار رہیں گے اور کبھی بوڑھے نہیں ہوں گے۔ متعدد احادیث میں آپ کے ظہور سے پیشتر کی علامات کا ذکر آیا ہے ان میں سے پانچ یہ ہیں: آسمانی آواز، سفیانی کا خروج اور اسکے لشکر کا زمین میں ڈھنس جانا، کعبۃ اللہ میں یا کوفہ کی پشت پر سخنی سادات سے نفس ذکیر کا قتل، یمن سے یمانی کا خروج، آپ کے خروج کے وقت تین سوتیرہ شیعہ دنیا کے کونے کونے اور مختلف شہروں سے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائیں گے، ان میں سے بعض ایسے ہوں گے جو رات کو سوئیں گے اور صح اپنے آپ کو مک میں پائیں گے اور بعض علی الاعلان سورا ہو کر وہاں پہنچیں گے۔ پھر حضرت ان لوگوں کے درمیان تین سوتیرہ آسمانی تکواریں تقسیم کریں گے جن پر ان افراد کے نام بعد ولدیت، حلیہ اور نسب کندہ ہو گا۔ معتبرہ احادیث کی روشنی میں آپ کے ظہور کی علامات میں سے یہ بھی ہیں کہ جب ماہ رمضان المبارک نصف گزر جائیگا تو سورج گرہ، من واقع ہو گا اور اسکے آخر میں چاند گرہن بھی واقع ہو گا۔ یہ دونوں واقعات علم نجوم کے قواعد کے برعکس وقوع پذیر ہونگے۔ ایک اور علامت وادی بیداء کی سرز میں کا لوگوں کو نگل جانا ہے،

جنگ کی اجازت نہیں دی تھی، یہ فرشتے آنحضرت کی قبر کے ارد گرد گریہ کنائیں اور ان کے بال بکھرے ہوئے اور گرد آلوہ ہیں وہ قیامت تک گریہ کرتے رہیں گے انکا سر برہ منصور ہے جو کوئی حضرت کی زیارت کیلئے جاتا ہے یہ ملائکہ اسکا استقبال کرتے ہیں اور جو کوئی آپ کی زیارت سے وداع کرتا ہے اسے الوداع کرتے ہیں اور حضرت کے زائرین میں سے جو کوئی بیمار ہوتا ہے اسکی عیادت کرتے ہیں اور جو کوئی فوت ہوتا ہے اسکی نماز جنازہ پڑھتے اور اسکے لئے استغفار کرتے ہیں یہ سب کے سب زمین میں ہیں اور حضرت قائمؐ کے ظہور کے منتظر ہیں اور آپ کی نصرت کریں گے۔

حضرت کے اوصاف کے بارے جو کچھ معتبر روایات کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے، اس کو منحصر صورت میں یہاں بیان کرتے ہیں: حق تعالیٰ نے ذوالقدر نین کو بادل کے صاف و شفاف نکلے (جو بغیر کسی آواز کے چلتا تھا) اور ابر صعب (یعنی بجلی، گہن و گرج اور کڑک والے بادل کے نکلے) کے درمیان اختیار دیا تھا کہ آپ جسے چاہیں اختیار کر لیں تو آپ ابڑا لول یعنی صاف و شفاف نکلے کو استعمال میں لائے اور بجلی، گہن و گرج اور کڑک والے بادل کے نکلے کو قائم آل محمد کیلئے رکھ دیا۔ حضرت اسی بادل کے نکلے پر سوار ہونگے اور سات آسمانوں اور زمینوں کا چکر لگائیں گے ہ مختلف انواع کی ہوائیں آپ کیلئے سحر ہوگی، آپ طویل عمر گذار چکے ہوئے لیکن آپ کی ظاہری صورت جوانوں جیسی ہوگی، آپ کی جسمانی قوت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ بڑے سے بڑے درخت کو بھی ہاتھ سے کھینچ کر جزوں سے اکھاڑ پھینکیں گے۔ اگر آپ پہاڑوں کے درمیان آواز لگائیں گے تو پتھر گر پڑیں گے۔ آپ مشرق و مغرب میں جائیں گے کوئی پہاڑ، سمندر اور صحراء نہیں پہنچے گا جہاں آپ کے قدم مبارک نہ پہنچیں گے اور وہاں دین حق کو برپا نہ کریں گے۔

آپ کیلئے زمین کے خزانے اور ہر قسم کی معدنیات ظاہر ہو جائیں گی۔ آپ جس طرف سے گذریں گے دنیا والوں پر آپ کا رعب و دبدبہ ہو گا، آپ لوگوں کو چہروں

گیارہویں حدیث

محمد بن بابویہ، عجزت بن قلویہ اور محمد بن ابراہیم نجاشی نے حضرت ابی عبد اللہ عجزت بن محمد الصادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا:

گویا میں حضرت قائمؐ کو کوفہ میں دیکھ رہا ہوں۔ آپ رسول خداؐ کی زردہ پینے ہوئے ایسے سیاہ رنگ گھوڑے پر سوار ہیں جسکے ماتھے پر سفید تاج ہے وہ گھوڑے کو یوں حرکت دیتے ہیں کہ گویا تمام دنیا کے لوگ انہیں اپنے شہروں میں پاتے ہیں، پھر وہ رسول اللہؐ کے جہنڈے کو کھو لتے اور لہراتے ہیں اور روشنی کا ایک ستون ان کے پاس ہے جو عرش تک بلند ہے اور حق تعالیٰ کی نصرت و مدد کے تمام اجزاء انہیں مہیا ہیں۔ آپ جس کسی جماعت کی طرف اپنے علم کو لہراتے ہیں، خدا انہیں ہلاک کرتا ہے لیکن مومنین آپؐ کی حرکت سے اپنے اندر سیسہ پلاٹی ہوئی دیوار کی طرح جذبہ شجاعت محسوس کرتے ہیں، ہر مومن چالیس مردوں کی قوت حاصل کر لیتا ہے، آپؐ کی آمد پر خداوند تبارک و تعالیٰ ہر مومن کی قبر میں سکون و قرار و سرست داخل کر لیکا اور قبروں میں مقیم مومنین ایک دوسرے کی زیارت کیلئے جائیں گے اور ایک دوسرے کو قائم آل محمدؐ کے ظہور کی بشارت دیں گے۔

پھر آنحضرتؐ پر تیک ہزار تین سو تیرہ فرشتے نازل ہوئے ان میں سے کچھ فرشتے وہ ہیں جو حضرت نوع کی کشتی میں تھے اور کچھ وہ ہیں جو حضرت ابراہیمؐ کے ساتھ تھے، جس وقت نمرود آپؐ کو آگ میں ڈال رہا تھا اور کچھ وہ ہیں جو اس وقت مویؐ کے ساتھ تھے، جس وقت دریا کو ان کے لیے بچاڑ دیا گیا، کچھ وہ ہیں جو اس وقت عیسیؐ کے ساتھ تھے جب خدا نے آپ کو آسمان پر اٹھالیا، چار ہزار نشان زدہ ملائکہ اور ہزار دوسرے ملائکہ جو صرف بصف نازل ہوئے یعنی تین سو تیرہ وہ فرشتے ہیں جو جنگ بدر میں آنحضرتؐ پر نازل ہوئے تھے اور چار ہزار فرشتے وہ ہیں جو حضرت امام حسینؐ کی مدد کیلئے آئے تھے لیکن حضرتؐ نے ان کو

سلام ہو آپ پر اے گذشت اوصیاء کے وصی

میں بینائی آگئی۔ جس وقت حضرت صاحب الامر ظہور فرمائیں گے تو اسے پہنے ہوئے ہوئے، آپ کے ہاتھ میں حضرت سلیمان کی انگشتری ہو گی، آپ کے پاس بنی اسرائیل کا تابوت ہو گا جس میں انبیاء علیهم السلام کے آثار و ساز و سامان رکھے ہوں گے، آپ کسی کافر کو معاف نہ کریں گے اور اگر کوئی کافر درخت یا پتھر کے پیچھے چینے کی کوشش کر لیگا تو وہ درخت آواز دیگا کہ یہ کافر میرے پاس ہے آئیے اور اسے داخل جنم کریں۔

آپ جب ظہور فرمائیں گے تو مونوں کے سر پر اپنا ہاتھ مبارک پھیریں گے جس سے ان کی عقول کمال حاصل کر لیں گی اور اس زمانے میں ہر شیعہ کی قوت چالیس مردوں کے برابر ہو جائیگی، ان کے دل آہن کی طرح مضبوط ہوئے، اگر کسی کام کو کرنا چاہیں گے تو اسے کر کے چھوڑیں گے، ہر چیز حقی کہ زمین کے درندے اور ہوا کے پرندے ایکی اطاعت کریں گے، اگر آپ کے اصحاب میں سے کوئی زمین پر پاؤں رکھے گا تو وہ زمین دوسرا زمینوں پر فخر کر لیگی کہ حضرت کے صحابی نے مجھ پر پاؤں رکھا۔ خداوند تعالیٰ ان کے دل سے خوف و نا امیدی کاں دیگا اور یہ کمزوریاں انکے دشمنوں کے دلوں میں ڈال دیگا۔ ان میں سے ہر ایک چاکب دست، نیزہ باز اور شیر سے زیادہ جرات مند ہو گا، وہ دشمنوں کو اپنے پاؤں کے نیچے رومند ہو لیں گے۔ خداوند تعالیٰ ان کے کانوں اور آنکھوں کو ایسی طاقت دیگا کہ وہ جہاں کہیں ہوئے حضرت کے جمال شریف کی زیارت کر سکیں گے بلکہ آپ سے ٹھنکو بھی کر سکیں گے اور آپ کا جواب بھی سن سکیں گے۔ ایکی تمام تکالیف و مصائب اور بیماریاں حضرت کی برکت سے برطرف ہو جائیں گی۔ آسمانوں کی برکات میں اضافہ ہو گا، آسمانی بارشیں جو امیر المؤمنین کی خلافت کے غصب ہونے کی بناء پر منقطع ہو گئی تھیں، جاری ہو گئی، لوگوں کے دلوں سے کینہ جو ہو جائیگا۔ درندے اور حیوانات ایک دوسرے سے آشی کر لیں گے اور کوئی کسی کو نقصان دینے کیلئے تیار نہ ہو گا۔ یہاں تک کہ ایک عورت اکیلی عراق سے شام تک کا سفر کر سکے گی۔ ہر جگہ سبزہ زار ہو گا۔ انسان کو کسی چوراچکے اور درندے کا خوف نہ ہو گا۔

سے پیچان لیں گے۔ آپ کو لوگوں کے درمیان انصاف کرنے کیلئے کسی گواہ کی ضرورت نہ ہو گی بلکہ آپ حضرت داؤد و سلمان کی طرح اپنے علم سے حکم جاری کریں گے۔ آپ جہاں جائیں گے بادل کا ایک مکار آپ کے سر پر سایہ قلن ہو گا، اس بادل سے فتح زبان میں آواز آرہی ہو گی جسے تمام مخلوق سنے گی کہ یہ مهدی آل محمد ہیں جو زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دیں گے جیسے وہ ظلم و جور سے نہ ہو چکی ہے۔ آنحضرت کا سایہ نہ ہو گا۔ آپ اور آپ کے شکر کے لئے زمین سہ جائیگی اور بڑے سے بڑے فاصلے کو نہایت مخفی مدت میں طے کر لیں گے۔

جب آپ نکلے سے باہر نکلیں گے تو حضرت کی طرف سے منادی یہ ندا دیگا: کسی کو آب و دانہ ساتھ اٹھانے کی ضرورت نہیں اور آپ کیسا تھے ایک اونٹ کے بار جتنا حضرت مولیٰ کا پتھر ہو گا جہاں کہیں آپ پراؤ ڈالیں گے اس پتھر کو نصب کریں گے، اس پتھر سے بارہ چشمے جاری ہوئے جو کوئی بیاسا اس سے پانی پیے گا سیر ہو جائیگا اور جو کوئی بھوکا اس سے کھا یہاں بھی سیر ہو جائیگا۔ جب آپ نجف اشرف پہنچیں گے تو وہاں ساکن ہو جائیں گے اس پتھر سے پانی اور دودھ جاری ہو گا، یہ دودھ اور پانی ہر پیاسے اور بھوکے کو سیر و سیراب کر تاہمیگا۔

ایک دوسری روایت ہے کہ اس پتھر سے پانی، کھانا اور گھاس لئے گا تا کہ لوگوں کے علاوہ ان کے حیوانات بھی اس سے استفادہ کریں۔ حضرت کے پاس مولیٰ کا عصا بھی ہو گا، جب کبھی اس عصا کو پہنچیں گے اڑدھا بن جائیگا۔ حضرت جمکا حکم دیں گے اسے اڑدھا نکل جائیگا وہ پیرا ہن جسے جبرائیل حضرت ابراہیم کے لئے جنت سے اس وقت لے کر آئے تھے جب آپ کو آگ میں ڈالا جا رہا تھا اور حضرت ابراہیم نے اسے پہننا تو آگ نے ان پر اڑنہ کیا، یہ وہی پیرا ہن تھی جسے حضرت یوسف نے مصر میں کھولا تھا تو اس کی یو حضرت یعقوب نے شام میں سوگھے لی تھی اور جب یہ پیرا ہن اکے چہرے پر ڈالی گئی تو ان کی آنکھوں

جسے فلاں نے جاہلیت کے تھسب کی بناء پر دوسرا مقام پر رکھ دیا تھا۔ آپ تمام بدعتوں کو منادیں گے اور تمام سنتوں کو جاری فرمائیں گے۔ لوگ اس قدر مستغثی ہو جائیں گے کہ فقیر ڈھونڈنے کو نہ ملتے گا۔ آپ اہل کتاب سے جزیہ نہیں لیں گے اور اسلام کے علاوہ کسی سے کوئی دین قبول نہیں کریں گے۔ آپ کے سر مبارک کے پچھے ایک شخص کھڑا رہا گا اسے آپ امر و نبی کریں گے۔ آپ اچاک فرمائیں گے اس شخص کو لے آؤ اور پھر فرمائیں گے کہ اس کی گردان مار دی جائے کیونکہ حضرت کو اس کی نیت کا علم ہو جائیگا۔

آپ اس قرآن کو ظاہر کریں گے جسے امیر المؤمنین نے جمع فرمایا تھا اور اشقاء نے قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا اور امیر المؤمنین نے فرمایا کہ گویا میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے شیخ مسجد کوفہ میں خیمه زن ہوئے ہیں اور لوگوں کو نئے قرآن کی تعلیم دے رہے ہیں۔ جب حضرت شہروں کیلئے والی و حاکم مقرر کریں گے تو فرمائیں گے کہ تمے ہاتھ کی ہتھیلی تیری کتاب ہے تجھے جس بات میں شک ہو تو اپنی ہتھیلی پر نظر کرنا تجھے اس میں حکم الہی لکھا ہوا نظر آیا گا۔ حضرت ایک لشکر اتنبول ۵۷ کی طرف روانہ کریں گے جب یہ لشکر خلیج اتنبول پہنچ گا تو یہ لوگ اپنے پاؤں پر کچھ لکھیں گے جس کی وجہ سے پانی پر چلنے لگیں گے جب روی ایکی یہ کیفیت مشاہدہ کریں گے تو کہیں گے کہ جس کا لشکر پانی پر چلتا ہو وہ خود کیسا ہو گا، لہذا شہر کے دروازے کو کھول دیا جائیگا اور لشکر بے دھڑک شہر میں داخل ہو جائیگا اور ہر وہ کام انجام دیا گا جس کا فرمان حضرت صاحب الامر نے دیا ہو گا۔ لوگ جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے تو اس طرح سلام کریں گے:

السلامُ عَلَيْكَ يَا بَقِيَةُ اللَّهِ

اس زمانے میں حضرت مسجد کوفہ میں کھانے کے تیل کا چشمہ اور دودھ کا ایک چشمہ، شراب طہور کا ایک چشمہ اور پینے کے پانی کا ایک چشمہ جاری فرمائیں گے۔ جب آپ

جب آپ ظہور فرمائیں گے تو کعبہ کے کلید برداروں یعنی بی شیبہ کے ہاتھ کاٹ دیں گے اور انہیں کعبہ پر آویزاں کر دیں گے پھر آواز لگائیں گے یہ خاتمة خدا کے چور ہیں۔ امام حسین کے قاتلوں کی اولاد کو اس نے قتل کر دیں گے کہ وہ اپنے آباؤ اجداد کے کٹے پر راضی تھے کیونکہ جو کوئی کسی بربی بات پر راضی ہو گویا ایسے ہے کہ اس نے خود وہ کام انجام دیا ہے۔ آپ ظالموں سے حضرت فاطمہ (س) اور ماریمؑ مادر ابراہیم کا انتقام لیں گے جو کوئی زکوٰۃ ادا نہیں کریگا اس کی گردان ماریں گے۔ زمین آپ کے نور سے روشن ہو گی اور تاریکی چھٹ جائیگی، لوگوں کو سورج اور چاند کی ضرورت نہ پڑے گی، شیعوں میں سے ہر ایک کی عمر اتنی بی ہو گی کہ ہر ایک سے ایک ہزار بیٹا پیدا ہو گا۔

آپ کوفہ میں ایک ایسی مسجد کی بنیاد رکھیں گے جسکے ہزار دروازے ہوں گے اور حضرت امام حسین کی قبر کی پشت سے نجف اشرف کی طرف ایک نہر جاری فرمائیں گے جس کا پانی دریائے نجف میں گرے گا اور اسکے درمیان پل تعمیر کیے جائیں گے۔

امام محمد باقرؑ نے فرمایا گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک شخص نے گندم کی بوری سر پر رکھی ہوتی ہے اور وہ نہر کر بلائی طرف جا رہا ہے تاکہ اسے پسوانے وہ بغیر کرایہ دیے اسے پسوانے گا اور آنحضرتؑ اپنے اہل و عیال سمیت مسجد سبلہ میں قیام فرمائیں گے، مساجد کی عمارت کی توڑ پھوڑ کریں گے اور ایک جگہ نئی مساجد تعمیر فرمائیں گے مسلمانوں کی شاہراویں کو کشادہ کریں گے، جو مسجد راستے میں بنائی گئی ہو گی اسے ہٹا دیں گے اور جو کھڑکی، روشنдан اور بیت الخلاء شاہراہ کی طرف کھلتا ہو گا اسے بند کر دیں گے۔ خداوند تعالیٰ آسمان کو حکم دیا گا کہ آہستہ حرکت کرے اس طرح ایک دن وہ دنوں کے برابر ہو گا۔ آپ خاتمة کعبہ کو گرا کر حضرت ابراہیمؑ کی بنیادوں پر دوبارہ تعمیر کریں گے اور اسی طرح مسجد نبویؐ کو گرا کر رسول خدا کے زمانے کی طرح دوبارہ تعمیر کریں گے۔ مقام ابراہیمؑ کو اس کے اصل مقام پر رکھیں گے

بارہویں حدیث

شیخ قطب الدین راوی ندی^{۲۶} وغیرہ نے حضرت امام باقر[ؑ] سے روایت کی ہے کہ امام حسین نے شہادت سے پہلے اپنے اصحاب کو خطبہ ارشاد فرمایا: میرے بعد رسول خدا نے ایک دن مجھے فرمایا: کہ اے میئے! ایک دن آیا کہ تجھے اس زمین کی طرف جانا پڑیگا جو عراق میں واقع ہے۔ تمام تبغروں اور اوصیاء نے وہاں پر ملاقات کی ہے اور وہ عمود را کھلانا ہے، تجھے اس زمین میں شہید کر دیا جائیگا اور تیرے ساتھ تیرے اصحاب بھی شہادت پائیں گے اور وہ لوہے کے درد سے محفوظ رہیں گے پھر حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

يَا نَارَ كُوْنِيْ بِرْدَا وَ سَلَامًا عَلَى إِبْرَاهِيمَ

خدا تھوڑے پر اور تیرے اصحاب پر جنگ کی آگ ٹھنڈی فرمائے۔ پھر امام حسین نے ارشاد فرمایا: تمہیں بشارت ہو، اللہ! اگر یہ لوگ ہمیں قتل کریں تو ہم اپنے پیغمبر کے پاس چلے جائیں گے، پھر اس جہان میں اس وقت تک رہیں گے جب تک خدا چاہے گا، پھر وہ پہلا شخص جو زمین کے پھٹنے کے بعد قیامت سے پہلے باہر آیا جا کا باہر آتا امیر المؤمنین علیٰ ابن ابی طالب اور حضرت قائم آل محمدؐ کے ظاہر ہونے کیساتھ ہو گا، وہ میں ہونگا، پس مجھ پر آسمان پر سے ایسے گروہ نازل ہو گئے جنہوں نے اس سے پہلے زمین کو نہ دیکھا ہو گا، ان سے بھی پہلے مجھ پر جبراًیل، میکائیل، اسرافیل اور ملائکہ کے کچھ لشکر نازل ہو گئے اور محمدؐ علیٰ نازل ہو گئے، میں اور میرا بھائی اور ہم سارے امام اہلیت رنگ تبغروں پر سوار ہو گئے جن پر ابھی تک سواری نہیں کی گئی ہو گی۔ پھر حضرت رسالتاً ب حرکت فرمائیں گے اور اپنی تکواں کو حضرت قائم آل محمدؐ کے باٹھ میں دیں گے پھر اس کے بعد ہم زمین میں اس وقت تک رہیں گے جب تک خدا چاہے، پھر خدا مسجد کو فوٹ میں لکھانے کے تبل کا ایک چشمہ، پانی کا ایک چشمہ اور دودھ کا ایک چشمہ جاری فرمائیگا، پھر حضرت امیر المؤمنین، حضرت پیغمبرؐ کی ششیر میرے

کوفہ میں مخبریں گے تو شام کی طرف ایک لشکر روانہ فرمائیں گے تاکہ بنی امیہ کا قتل عام کیا جائے۔ یہ لوگ مغرب کی طرف بھاگ جائیں گے مغرب والے انہیں کہیں گے کہ جب تک تم لوگ عیسائیت اختیار نہیں کر لیتے اور ہمارے دین میں داخل نہیں ہو جاتے ہم تمہیں اپنے شہروں میں نہیں چھوڑیں گے پس یہ لوگ عیسائی مذهب قبول کر لیں گے اور گردنوں میں صلیب ڈال کر شہروں میں داخل ہو جائیں گے جب حضرت کا لشکر ان علاقوں میں داخل ہو گا تو عیسائی ان سے امان و صلح کی درخواست کریں گے امام کے اصحاب فرمائیں گے ہم تمہیں اس وقت تک امان نہیں دیں گے جب تک تم ہمارے بھگوڑوں کو ہمارے حوالے نہیں کرتے پس نبی امیہ پڑے جائیں گے اور سب کی گروئیں ماری جائیں گی۔

حضرت جناب رسول خداؐ کی طرح کہ انہوں نے نبوت سے پہلے جامیت کے دور میں جو کچھ ہوا تھا اس کی باز پرس نہیں کی اسی طرح اپنے ظہور سے پہلے لوگوں کے کروتوں سے درگز فرمائیں گے اور اتنے لئے نئے احکامات جاری ہو گے۔

یہ تھا اس رفت و جلال کی کان کا مختصر احوال خیر مآل۔

سلام ہوا اپ پر اے چکتے ہوئے انوار کے فرزند

انہیں پکڑ لیا اور ان کے نہ رے اعمال کے سبب انہیں عذاب میں جتنا کیا۔ پھر فرمایا: تھیں اس زمانے میں خدا شیعوں کو ایسی کرامت عطا فرمائیگا کہ ان سے کوئی چیز زمین میں مخفی نہیں رہیگی لوگ گھروں میں جو کچھ کریں گے اسے حکم کھلا بیان کر دیں گے۔ معتبر احادیث میں وارد ہوا ہے کہ واپس آنے والوں میں سب سے پہلے حضرت امام حسین ہونگے۔ آپ زمین میں اتنی طویل حکومت کریں گے کہ آپ کے ابروؤں کے بال آپ کی آنکھوں کو ڈھانپ لے لے گے۔ دوسری معتبر روایت میں وارد ہوا ہے کہ اس آیہ کریمہ کہ **ثُمَّ زَدَهَا لَكُمُ الْكُرْتَةُ عَلَيْهِمْ** کی تفسیر یہ ہے کہ امام حسین اپنے ستر اصحاب کے ساتھ جو آپ کے ساتھ شہید ہوئے تھے ظہور فرمائیں گے جنہوں نے اپنے سروں پر سونے کی نوبیاں پہنی ہوں گی۔ ایک اور روایت ہے کہ آپ کیسا تھا ستر پیغمبر ظہور کریں گے۔ چنانچہ جس طرح وہ موسیٰ کے ساتھ تھے اور لوگوں کو بتایا جائیگا کہ یہ حسین بن علیٰ ہیں جنہوں نے خروج کیا ہے تاکہ لوگ آپ کے بارے میں نجک نہ کریں اور جان لیں کہ دجال اور شیطان نہیں، اس زمانے میں حضرت صاحب الامر لوگوں کے درمیان موجود ہوں گے۔ پھر جب لوگوں کے دل میں امام حسین کی معرفت قرار پائیگی تو حضرت قائمؑ دنیا سے رحلت فرماجائیں گے۔ امام حسین آپ کو غسل دیں گے، کفن پہننا نہیں گے، حنوط کریں گے، نماز جنازہ پڑھیں گے اور وہن کریں گے کیونکہ امام کو مامن قبول دیتا ہے اور کسی دوسرے کیلئے جائز نہیں کہ امام کو غسل دے اور اسکی نماز جنازہ پڑھائے۔

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ امام حسین حضرت صاحب الامر کے بعد تین سو نو سال تمام روئے زمین پر حکومت کریں گے جب آپ کی مدت کا خاتمہ ہو گا تو امیر المؤمنین ظہور فرمائیں گے اور آپ کی حکومت کے دور کا آغاز ہو گا۔

حضرت ابو عبد اللہ جعفر بن محمد الصادقؑ سے روایت ہے کہ بریلی نے آنحضرت سے پوچھا: کہ جس اسمعیلؑ کا ذکر خدا نے قرآن میں صادق الواحد کے طور پر کیا ہے آیا وہ اسمعیلؑ، ابراہیمؑ کا بیٹا ہے؟ تو حضرت نے فرمایا: نہیں بلکہ یہ اسمعیلؑ حزقلؑ کا فرزند ہے

باتھ میں دیں گے اور مجھے دنیا کے مشرق و مغرب میں بھیجنیں گے، میں خداوند تعالیٰ کے حکم سے ہر دشمن خدا کو صفحہ، ہستی سے منادوںگا اور روئے زمین سے ہربت کو جلا دوں گا، یہاں تک کہ میں ہندوستان جا پہنچوں گا اور ہندوستان کے تمام شہروں کو فتح کروں گا۔ حضرت دانیالؑ اور یوشعؑ دونوں زندہ ہوں گے اور امیر المؤمنینؑ کے پاس آ کر کہیں گے کہ خدا رسولؑ نے جو وعدہ کیا تھا اسے حج کر دکھایا، پھر حضرت امیر ستر افراد کیسا تھا بصرہ کی طرف روانہ کریں گے تاکہ بصرہ کی فوج کو قتل کروں، پھر ایک شکر مغرب کے شہروں کی طرف روانہ ہو گا۔ جو سب کو فتح کریگا۔ میں تمام حرام گوشت جانوروں کو قتل کروں گا تاکہ زمین پر پاک و پاکیزہ اور حلال گوشت باقی رہے اور میں یہود و نصاری اور دوسری قوموں کو اسلام لانے کی پیشکش کروں گا اور کہوں گا کہ وہ چاہیں تو اسلام قبول کر لیں اور چاہیں تو اپنی موت کو دعوت دیں، جو کوئی اسلام قبول کریگا اس پر احسان کرتے ہوئے معاف کر دوں گا اور جو کوئی اسلام لانے سے اجتناب کریگا میں خدا کے حکم سے اسے قتل کر دوں گا۔ کوئی شیعہ باقی نہیں رہیگا جسکے لئے آسمان سے فرشتہ نازل نہ ہوتا کہ اس کے چہرے پر باتھل کر اس کے چہرے کے غبار کو پاک کر دے اور اسکی عورتیں اور جنت میں اسکا مقام اسے دکھا دے۔ زمین پر کوئی ایسا نایبین، مفلوج اور یہاں نہیں رہیگا ہے میں خداوند تبارک و تعالیٰ ہم اہلبیتؑ کی برکت سے نمیک نہ کر دے، خداوند اپنی برکت کو آسمان سے زمین پر پہنچیجے گا جسکی بناء پر ہر درخت اس قدر پھل دیگا کہ اس کی شاخیں نوئے لگیں گی اور تم شیعہ سردی کے پھل گری میں کھاؤ گے اور گرمی کے پھل سردی میں کھاؤ گے جیسا کہ حق تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا:

وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرْبَىٰ أَهْنُوا وَأَنْقُوا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَا كُنْ كَذَّبُوا فَأَخْلَدْنَاهُمْ بِمَا كَانُوا يَغْسِلُونَ
اگر شہروں کے مکین ایمان ناہیں اور پریزگار ہو جائیں تو ہم ان پر ہر لمحے آسمان اور زمین سے برکت کے دروازے کھول دیں لیکن انہوں نے پیغمبروں کو جھلایا، لہذا ہم نے

تیر ہویں حدیث

شیخ حسن بن محمد بن جبھوری علیہ نے کتاب "واحدۃ" میں عاصم بن حمید سے روایت کی ہے کہ امام باقرؑ نے فرمایا: امیر المؤمنینؑ نے ایک دن اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا: حق سبحانہ و تعالیٰ یگان، تنہا، بے مثل و بے مثال اور اول آفرینش کے وقت اس نے کلر تکم کیا پھر وہ کلمہ ایک نور کی صورت اختیار کر گیا، اس نور سے نور مقدس پتوی، میں اور میری ذریت غلظ ہوئے، پھر ایک اور کلمہ تکم کیا اور اسے روح قرار دیا اور اس کے اندر نور کو ساکن کیا اور اس نور کو ہم اہلیتؑ کے جسموں میں اس روح کیستھ جگد دی۔ پس ہم خدا کی منتخب روح اور اللہ تعالیٰ کے کلماتِ تامہ ہیں اور خدا نے ہمارے ذریعے غلظ پر اتمام جنت کیا ہے، پس ہم ہمیشہ سے بزر نور میں تھے، جس وقت نہ سورج تھا اور نہ دن اور رات، زندگی کا وجود ہی تھا اور ہم خدا کی عبادت، تقدیس اور تسبیح کرتے تھے۔ ایسا اس وقت تھا جب خلائق میں سے کسی کو پیدا نہیں کیا گیا تھا پھر خدا نے تمام پیغمبروں کی ارواح سے عہدو پیمان لیا کہ ایمان لاائیں اور ہماری نصرت کریں، لہذا اس آیہ کریمہ کی وَإِذَا أَخْذَ اللَّهُ مِيقَاتَ الْبَيْتِ لِمَاءَ أَتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُضِيَّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَوْمَدُنَّ بِهِ وَ لَا تَنْصُرُنَّهُ اس کے ظاہری معنی یہ ہیں: اس وقت کو یاد کرو جب خداوند عالم نے اپنے پیغمبروں سے اقرار لیا تھا کہ جب کبھی میں تمہیں کتاب و حکمت دونگا تو پھر تمہاری طرف ایک پیغمبر بیسیوں گا جو تمہارے پاس موجود دین، کتاب اور حکمت کی تقدیم کریگا تو تمہارا فرض ہو گا کہ اس پر بھی فوراً ایمان لاو اور سب مل کر اس کی مدد کرو۔ حضرت امیرؑ نے فرمایا: یعنی محمدؐ پر ایمان لاو اور اسکے وصی کی مدد کرو اور ایسا جلد ہو گا کہ تمام وصی میری نصرت کرے گے۔ تحقیق خدا نے میرے اقرار کو پیغمبروں سے باندھا کہ وہ میری نصرت کریں اور تحقیق میں نے آنحضرتؑ کی نصرت کی اور ان کے ساتھ ملکر دشمنوں سے جہاد کیا اس طرح ان کے دشمنوں کو قتل کر کے وفا کی اور وہ اقرار

بھے حق تعالیٰ نے ایک گروہ پر معموٹ کیا تھا لیکن انہوں نے اس کو جھٹلایا اور اس کے سراور پھرے کی چجزی اتار دی تو خداوند تعالیٰ ان پر غصب ناک ہوا اور ان پر فرشتہ عذاب سلطاطائل کو بھجا، یہ فرشتہ پیغمبرؑ کے پاس آیا اور کہا کہ خدا نے مجھے اس لیے بھجا ہے کہ اگر تو چاہے تو میں تیری قوم کو اقسام و انواع کے عذابوں میں بٹلا کر دوں؟ اکمل نے کہا کہ مجھے کیا ضرورت ہے کہ ان کو عذاب میں بٹلا کروں؟ خدا نے وحی کی: اپنی حاجت بتاؤ؟ حضرت اکملؑ نے کہا: پروردگار! تو نے ہم پیغمبروں سے اپنے پروردگار ہونے کا اقرار لیا ہے اور حضرت محمدؐ کی پیغمبری کا اور اسکے اوصیاء کیلئے ولایت و امامت کا اقرار لیا ہے اور تجھے علم ہے کہ ظالم امت، حسین بن علیؑ جو پیغمبرؑ کے جگر گوشہ ہیں کیستھ کیسا سلوک کریگی؟ تو نے حسین بن علیؑ کیستھ و عده کیا ہے کہ اسے اسکا اپنا انتقام لینے کیلئے دنیا میں پلانے گا، جس کسی نے اس پر ظلم کیا ہو گا اور اسے شہید کیا ہو گا وہ اس سے اپنا انتقام لے گا، میری تیری بارگاہ میں حاجت یہ ہے کہ مجھے بھی دنیا میں لوٹانا تاکہ اپنی قوم سے اپنا انتقام خود لوں۔ لہذا چونکہ خداوند تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی وہ امام حسینؑ کیستھ واپس آئیں گے اور ایک دوسری روایت میں وارد ہوا ہے کہ امام حسینؑ پیغمبر ہزار مردوں کیستھ لوئیں گے۔

سلام ہو آپ پر اے پاک عترت کے فرزند

میں بندہ خدا اور رسول خدا کا بھائی ہوں، میں امین خدا ہوں میں علم خدا کا خراچی ہوں، میں اسرار خدا کا صندوق ہوں، حجاب خدا، صراط خدا، میزان خدا، کلم خدا ہوں، میں اسماعیل صنی ہوں، میں امثال علیا اور آیات کبری ہوں، میں دوزخ و جنت کا مالک ہوں کہ اہل جنت کو جنت میں پھراؤ نگا اور اہل جہنم کو جہنم میں ڈالوں گا، اہل بہشت مجھ سے عقد پاندھیں گے اور میں ہی تخلوق کو قیامت کے دن واپس لوٹاؤ نگا اور انکا حساب اونگا، اعراف کامۃ ذلن میں ہوں، میں ہوں جو آفتاب کے چشمے کے قریب آخری زمانے میں ظاہر ہونگا اور میں وہ ہوں جسے خدا نے قرآن میں دایبِ الارض قرار دیا ہے اور آخری زمانہ میں ظاہر ہونگا، میں مویٰ کے عصاء اور سیلمان کی انگشتی کو کافر اور مسلمان کی پیشانی پر لگاؤں گا جس سے لکھا جائیگا موسمن حفا و کافر حقا میں مومنوں کا بادشاہ، مقتیوں کا پیشووا، باش کرنے والوں کی زبان، پیغمبروں کے اوصیاء کا خاتم، انکا وارث اور پروردگار عالم کے علم کا خازن ہوں، میں وہ ہوں کہ جسے خدا نے لوگوں کی موت کا علم دیا ہے اور لوگوں پر نازل ہونے والی مصیبوں کا علم دیا ہے اور میں ہی خلافت کے درمیان انصاف کر سکتا ہوں، خداوند تعالیٰ نے میرے لئے بادل، بخلی، تاریکی، گھن گرج، چک، روشنی، ہواں، پیہاڑوں، سمندروں، سورج، چاند اور ستاروں کو محظی کر دیا ہے۔ اے لوگو! جو چاہتے ہو مجھ سے پوچھو۔ ایک دوسری روایت میں امام الصادقؑ سے متفق ہے کہ جب شیطان نے کہا کہ مجھے لوگوں کے مبouth ہونے تک مہلت دے تو خداوند تعالیٰ نے قبول نہ کیا اور فرمایا کہ میں تجھے وقت معلوم کے دن تک مہلت دیتا ہوں پس جب وہ دن ہو گا تو شیطان اپنے تمام لشکر اور بیروکاروں کی ساتھ جو روز اول سے وقت معلوم تک اس کی اتباع کرتے رہے ظاہر ہو گا اور یہ امیر المؤمنینؑ کی آخری واپسی ہو گی۔ راوی نے کہا کہ کیا امیر المؤمنینؑ کی کتنی واپسیاں ہیں؟ فرمایا: ہاں! حضرت نے بار بار لوٹا اور واپس آتا ہے، امام ہر امام کی ساتھ واپس آئیں گے اور اسکے ساتھ اس زمانے کے نیک و بد لوگ بھی جو گذشت زمانے میں موجود تھے بھی واپس آئیں گے تاکہ خدا مومنوں کو کافر و پر

پورا کیا جو خدا نے مجھ سے لیا تھا یعنی اس کے پیغمبر کی نصرت، لیکن پیغمبروں اور رسولوں میں سے کسی نے میری نصرت نہیں کی کیونکہ وہ میرے دنیا میں ظاہر ہونے سے پہلے کوچ کر گئے تھے۔ البتہ وہ اس کے بعد میری نصرت و مدد کریں گے۔

اس وقت مشرق و مغرب میرے تسلط ہوں گے اور خداوند جاری و تعالیٰ آدم سے لے کر خاتم نبی تمام پیغمبروں کو زندہ کر دیا گا وہ میرے سامنے کفار سے جہاد کریں گے اور کفار کے خلاف شمشیر چالائیں گے خدا ان کفار کو بھی زندہ کر دیا گا وہ سب زندہ ہو کر تلبیہ پڑھیں گے اور فوج در فوج یہ آواز لگائیں گے، لیکن لیک یا داعی اللہ۔ اے خدا کی طرف بالا نے والے! ہم حاضر ہیں ہم حاضر ہیں۔ پھر میری نصرت کرنے والے کو قے کو چڑھا بازار میں شا توں پر شکوائر میں رکھے ہوئے گھوم رہے ہوں گے اور اذل و آخر کے تمام کفار اور ظالموں پر حملہ اور ہوئے، اس طرح ہم الہیت کے ساتھ یہ دعہ و فا ہو گا کہ

وَعَدَ اللَّهُ الدِّينَ اَمْنُوا وَعَمِلُوا الصَّلِحَاتِ لِيُسْتَخْلِفُنَّهُمْ فِي

الْأَرْضِ كم أستخلفُ الْدِّينِ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَا يُمْكِنُ لَهُمْ

دِيْهِمُ الَّذِي الرَّاضِي لَهُمْ وَلَا يَدْلِيْهِمْ مِنْ بَعْدِ حَوْفِهِمْ

أَهْنَا يَعْبُدُونَنِي وَلَا يُنْشِرُ كُوْنُ بِيْ شَيْئًا

تم میں سے جو کوئی ایمان لائے اور نیک کام کرے تو خدا اس سے وعدہ کرتا ہے کہ اسے زمین میں اپنا خلیفہ اور جانشین قرار دیا، جس طرح ان سے پہلے نیک لوگ تھے اور انہیں زمین نیل معمبوط کیا اور ازان کے دین کو ان کیلئے پسند کیا اور انہیں خوف و ہراس سے امن دیا تاکہ میری عبادت کریں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ حضرت نے فرمایا: کہ من و سکون سے میرے دین پر چلیں اور میرے بندوں میں سے کسی سے نہ ڈریں اور تقبیہ نہ کریں۔ تقبیہ میں واپس آؤ نکا اور میری کئی واپسیاں ہو گی، میں زندہ ہونے کے بعد پھر زندہ ہوں گا، میں نے کل کی انعام لینے میں اور عجیب حکومتوں کا مالک ہوں، میں امن کا حصار ہوں،

کے باب میں نازل ہوتی ہے کیونکہ قیامت میں تو سب کو محشور کیا جائیگا۔

چنانچہ ایک دوسری جگہ ارشاد ہوا ”بہم سب کو مشور کریں گے اور کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑیں گے“، آئیہ کریمہ فیان لَهُ مَعْنِيَةٌ ضَنْكًا کے ضمن میں امام حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ اس آیت کے مصدق ناصیب ہیں کہ واپسی میں جن کی خوارک تینی آدم کا فضلہ ہوگی۔

امیر المؤمنینؑ کے دلیل الارض ہونے کے بارے کئی احادیث موجود ہیں۔ مراجع سے متعلق بعض احادیث میں منقول ہے کہ خداوند تعالیٰ نے رسول خداؐ کو ارشاد کرتے ہوئے فرمایا:

اے محمد! علیٰ وہ ہے جو آنہ تک روں قبض کریگا اور وہ دلیل الارض ہے جو لوگوں سے گنتگو کریگا اور بعض معتر احادیث میں آیا ہے کہ جو کوئی واپسی میں زندہ ہو گا اسکے بعد اسکی عمر اسکی پہلی والی عمر سے دو گناہوگی۔ ایک اور حدیث امام صادقؑ سے مردی ہے کہ حضرت امیرؑ اور حضرت امام حسینؑ کی واپسی ایک ساتھ ہوگی اور آپ تمام بنی اہمیہ، معادیہ آل معادیہ اور جس نے آپ کیساتھ جگ کی ہوگی، سے انتقام لیں گے، پس خداوند تعالیٰ آپ کے دوستوں سے تین ہزار افراد کو زندہ کریگا اور تمام لوگوں سے ستر ہزار افراد کو اور معادیہ اور اسکے ساتھی زندہ ہو کر اسی مقام پر ملاقات کریں گے جہاں انہوں نے پہلی زندگی میں ملاقات کی اسکے بعد آپ معادیہ اور اسکے تمام ساتھیوں کو قتل کر دیں گے۔ پھر فرعون اور آل فرعون زندہ ہوں گے اور بدترین عذاب کا مزہ چکیں گے اور پھر حضرت امیرؑ دوسری یا ر حضرت پیغمبرؐ کے ساتھ واپس آئیں گے اور تمام پیغمبر نبیوں کریں گے، حضرت رسول خداؐ اپنا علم اٹکے جوائے کریں گے اور انہیاء اس علم کے زیر سایہ ہوئے اور انہیں زمین میں خلیفہ قرار دیا جائیگا اور تمام آئمہؑ ان کے گورنر اور نواب ہوئے اور تمام خطوط زمین میں تیقہ کے پیغمبر کھلکھلا جمادات کریں گے اور حق تعالیٰ پیغمبرؐ کو تمام اہل دنیا یعنی اول دنیا سے آخر دنیا تک کئی گناہ زیادہ حکومت عطا فرمائے گا، اس طرح قرآن میں دیا گیا وعدہ پورا ہو گا کہ ”اسکے دین کو تمام ادیان پر غالب کریگا“ اور ایک دوسری روایت میں منقول ہے کہ جب قائم آل محمدؐ کا ظہور قریب ہو گا تو جمادی الآخر

برتری دے اور وہ اپنا انتقام خود لیں، جب وقت معلوم کا دن آئیگا تو حضرت امیرؑ اپنے اصحاب کیساتھ واپس پلشیں گے اور شیطان بھی اپنے اصحاب کیساتھ واپس آئیگا اور یہ دونوں ایک دوسرے سے شطوفرات کے کنارے ملاقات کریں گے جس جگہ کا نام ”روحاء“ ہو گا اور کوفہ کے نزدیک ہوگی۔ یہاں ان کے درمیان گھسان کا زرن پڑیگا جو اول دنیا سے آخر دنیا تک نہ پڑا ہو گا۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ امیر المؤمنینؑ کے اصحاب نے شکست کھائی اور سو قدم تک پسپائی اختیار کی اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ بعض نے فرات میں اپنے پاؤں داخل کر لئے پھر اس صورت میں خداوند تعالیٰ ایک بادل کو بھیجے گا جس میں ملائکہ ہوں گے اور اس بادل کے آگے رسالتمناب ہوں گے، اسکے ہاتھ میں نور کا ایک ٹکڑا ہو گا جب شیطان کی نظر آنحضرتؑ پر پڑی گی تو وہ عقب نشینی اختیار کریگا، پس اصحاب اس سے کہیں گے کہ کہاں جا رہے ہو ابھی تو ہم نے فتح پائی ہے! شیطان کے گاک میں وہ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے، میں خدا کے عذاب سے ڈرتا ہوں، پھر جناب رسول خدا تشریف لائیں گے اور ایک نیزہ پھینکیں گے جس سے ایک ہی وار میں شیطان اور اسکے تمام ساتھی ہلاک ہو جائیں گے اسکے بعد زمین میں خالص عبادت کا دور دورہ ہو گا، زمین سے شرک و کفر ختم ہو جائیگا، امیر المؤمنین زمین میں چوالیں ہزار سال حکومت کریں گے اور ہر شیعہ کے صلب سے ایک ہزار بینا ہو گا۔ ہر سال ایک بینا پیدا ہو گا اور اس زمانے میں دو بزرگ باع جن کے بارے میں سورہ رحمٰن میں خداوند تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: مُذْهَمَتَانْ يَمْسِحُ كُوفَہ اور کوفہ کے مضائقات میں ہوں گے، انکی وسعت کا خدا کو علم ہے۔ معتر احادیث میں وارد ہوا ہے کہ آئیہ کریمہ وَلَبِنْ مُتَّمْ اور فَحْلَمْ لَالِي اللَّهُ تَحْشِرُونْ کہ ہر ایک کو مرنا یا قتل ہونا ہے اگر وہ واپسی سے پہلے مر گیا تو واپسی میں قتل ہو گا اور اگر قتل ہوا تو واپسی میں طبی موت کا ذائقہ چکھے گا۔ معتر احادیث میں آئیہ کریمہ یَوْمَ نَحْشِرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مَمْنَى يُنْكَذِبُ بِالْيَقِنِ ہم ایک دن ہرامت سے اس گروہ کو جو ہماری نشانیوں کو جھلاتے ہیں محشور کریں گے۔ یہ آیت واپسی

لوگوں کی اور اسی ہزار سال آل محمد کی حکومت ہو گی۔ امام جعفر الصادق[ؑ] سے مقول ہے کہ فرمایا: گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ نور کا ایک تخت لگایا ہے جس پر سرخ یاقوت کا گنبد بھی ہے جسے انواع و اقسام کے جواہرات سے مزین کیا گیا ہے اور امام صینیق اس تخت پر جلوہ افروز ہوئے ہیں اسکے اطراف میں ہزار سبز گنبد ہیں اور مومنین فوج ور فوج حضرت[ؐ] کے دیدار اور سلام کیلئے آ رہے ہیں اور حق تعالیٰ کی جانب سے ندا آ رہی ہے۔ اے میرے دوستو! جو کچھ چاہتے ہو مجھ سے مانگ لا کیونکہ تم نے بہت تکالیف انجھائیں، ذلت برداشت کی اور ظلم و ستم کا نشانہ بنے، لہذا آج میں تمہاری تمام حاجات پوری کر دے گا۔ ان لوگوں کیلئے کھانا اور پانی جنت سے آیا گا۔ شیعہ کا اس پر اجماع ہے کہ قیامت سے پہلے حضرت قائم[ؑ] کے زمانہ میں بہت زیادہ نیک اور بہت زیادہ بے رے لوگوں کو دنیا میں و اپس لوٹا یا جایا گا تاکہ جو لوگ نیک ہوں گے وہ اپنے آخرت کی حکومت کا نظارہ کریں اور باغ باغ ہو جائیں ان میں سے بعض کو ان کی نیکیوں کی جزا اس دنیا میں وی جائیگی۔ ان لوگوں نے اہل بیت[ؑ] کے قیام کیلئے تکالیف برداشت کیں تھیں لیکن زمانے کی حکومتوں نے ایسا نہیں ہونے دیا، یہ نیک لوگ ان سے انتقام لیں گے اور دوسرے تمام لوگ روزی قیامت اور محشر پا ہونے تک قبروں میں رینگے کیونکہ احادیث میں آیا ہے کہ واپسی اسکی ہو گی جس کا ایمان خالص ہو گایا خالص کفر کا حامل ہو گا دوسری مخلوق کو اسی حال میں رہنے دیا جائیگا اور یہ آیہ کریمہ واپسی پر بھی دلالت کرتی ہے۔ جیسا کہ آپ نے جان لیا اور اکثر علماء نے واپسی کی حقیقت پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے مثلاً محمد بن باہر[ؓ] فرمایا: "اعتقادات"[ؓ] میں اور شیخ مفید و سید مرتضی و شیخ طبری[ؓ] اور دوسرے اکابر علماء نے اپنی کتب میں اس کا ذکر کیا ہے۔ واپسی کا موضوع ہمیشہ شیعہ اور ائمۃ الشافعیین کے درمیان نزاع کا باعث رہا ہے کیونکہ اہل سنت نے اسکی بڑھ چڑھ کر مخالفت کی ہے جبکہ انہیں اس ضمن میں اچھے خاصے جوابات دیے گئے اور اس سلسلے میں

کے مبنیے میں جب ماہ رجب کو دس دن رہیں گے تو ایسی بارش ہو گی کہ جیسی اس سے پہلے کسی نے مشاہدہ نہیں کی ہو گی، اس بارش سے قبور میں مومنوں کے گوشت اور بدن پر ورث پائیں گے اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ قبروں سے انھر رہے ہیں اور ان کے سردوں سے خاک گر رہی ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جب حضرت قائم[ؑ] کوفہ کی پشت سے باہر آئیں گے تو ان کے ساتھ ستائیں وہ افراد ہوں گے جو فوت ہو چکے تھے اور قوم موی[ؓ] سے پندرہ افراد جو لوگوں کو حق کی طرف دعوت دیتے تھے اور سات افراد اصحاب کہف ہوئے گے، یوسف بن نون جو موسیٰ[ؑ] کے وصی ہیں، سلمان فارسی[ؓ]، ابوذر غفاری[ؓ]، ابو دجانہ انصاری[ؓ]، مقداد[ؓ] اور مالک اشتر[ؓ] ہوئے گے۔ یوگ حضرت کے ساتھی اور حضرت کی طرف سے شفیق شہروں میں حاکم ہوئے نیز یہ بھی مقول ہے کہ جب حضرت ظاہر ہوئے تو ہر مومن کی قبر پر ایک فرشتہ آ کرے کہے گا۔ تمہارے امام نے ظہور کیا ہے اگر اسکے پاس جانا چاہتے ہو تو میں تمہاری مرضی ہے۔ امام صادق[ؑ] سے مقول ہے جب رسول خدا[ؓ] واپس لوئیں گے تو اپنی واپسی میں پچاس ہزار سال حکومت کریں گے اور حضرت علی[ؑ] چوالیں ہزار سال اور معتبر احادیث میں آیا ہے کہ آنحضرت[ؑ] آیہ ان اللہ[ؑ] فرض علیک القرآن لِرَادِكَ إِلَى مَعَادٍ یعنی جس نے قرآن کو آپ[ؑ] پر واجب کیا، آپ[ؑ] کو اپنے لوئے والی جگہ میں واپس کریا۔ حضرت[ؑ] نے فرمایا: وَاللَّهُ أَسْمَى كا اس وقت تک خاتمه ہو گا جب تک جتاب رسول خدا[ؓ] اور حضرت امیر[ؓ] دفوں اس دنیا میں پلٹ نہ آئیں اور وہ بحفل اشرف میں ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے۔ وہاں پر ایک ایسی مسجد کی بنیاد رکھیں گے جس کے بارہ ہزار دروازے ہوں گے، این طاووس علیہ رحمۃ[ؒ] نے بعض عام معتبر کتب سے روایت کی ہے کہ دنیا کی عمر ایک لاکھ سال ہے، بیس ہزار سال تمام

سلام ہو آپ پر اے را و خدا کہ جو اسے چھوڑ کے چلے تباہ ہو جاتا ہے

دوسری روایت زرارہ بن اعین اس نے نقل کی۔ کہا کہ میں نے امام صادقؑ سے سنا کہ حضرت قائم آل محمدؑ قال اور جہاد کے حکم سے پہلے عابد ہو جائیں گے۔ میں نے کہا کہ کیوں؟ فرمایا: قتل ہو جانے کے ڈر سے۔ پھر فرمایا: اے زرارہ! یہ وہ ہستی ہے لوگ جس کے ظہور کا انتظار کریں گے، یہ وہ ہستی ہے لوگ جسکی ولادت کے بارے شک کریں گے۔ بعض کہیں گے کہ ابھی مہبدی حکم مادر میں ہے، بعض کہیں گے کہ ابھی پیدا نہیں ہوا، بعض کہیں گے کہ وہ عابد ہے، بعض کہیں گے کہ والد کی وفات سے دوسال پہلے متولد ہوا تھا خداوند تعالیٰ نے آپؑ کی غیبت سے شیعوں کا امتحان لیا ہے، صرف گمراہ لوگ آپؑ کی غیبت میں شک کریں گے۔ زرارہ نے کہا: میں آپؑ پر قربان جاؤں، اگر میں وہ زمانہ پالوں تو کیا کروں؟ فرمایا اگر وہ زمانہ پالو تو ہمیشہ اس دعا کی تلاوت کرو:

اللَّهُمَّ عَرِفْنِي نَفْسَكَ فَإِنَّكَ إِن لَمْ تُعْرِفْنِي نَفْسَكَ لَمْ
أَغْرِفْ رَسُولَكَ اللَّهُمَّ عَرِفْنِي رَسُولَكَ فَإِنَّكَ إِن لَمْ
تُعْرِفْنِي رَسُولَكَ لَمْ أَغْرِفْ حُجَّتَكَ اللَّهُمَّ عَرِفْنِي حُجَّتَكَ
فَإِنَّكَ إِن لَمْ تُعْرِفْنِي حُجَّتَكَ ضَلَّلْتَ عَنِ دِينِي

ایک دوسری معتبر حدیث میں حضرت علیؓ بن الحسنؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: بارہویں امامؑ کی غیبت بہت طولانی ہو گی۔ یہ آنحضرتؐ کے اوصیاء سے ہو گے۔ جو لوگ آپؑ کی امامت کے قائل ہو گئے اور آپؑ کے ظہور کا انتظار کریں گے وہ ہر زمانے کے لوگوں سے بہتر ہوں گے کیونکہ حق تعالیٰ نے انہیں عقول، افہام اور معرفت اس قدر عطا کی ہو گی کہ ان کیلئے غیبت مشاہدے کی مانند ہو گی اور انہیں اس زمانے میں عظیم ثواب ملتے گا۔ انکا اجر و ثواب جتاب رسول خداؐ کے زمانے کے اجر و ثواب کی مانند ہو گا۔ یہ لوگ ایسے ہو گے جیسے آنحضرتؐ کے سامنے دشمن سے توار سے جہاد کرنے والے، یعنی لوگ حقیقت کیسا تھی مخلص ہو گئے اور درحقیقت یہی ہمارے شیخ ہو گئے۔ لوگوں کو ظاہر و باطن دونوں طریقوں

بہت سی کتب بھی معرض تحریر میں لائی گئیں۔ شیخ نجاشیؑ نے اپنی کتاب ”رجال“ میں نقل کیا ہے کہ ابو عینہ ایک مرتبہ مومن الطاق جن کا شمار اکابر محدثین میں ہوتا ہے کے پاس آئے اور بر سبیل استہزا کہا: چونکہ تو وہ اپسی پر یقین رکھتا ہے تو مجھے پانچ سورہ هم قرض دے دے تا کہ میں واپسی کے وقت تجھے لوٹا دوں۔ اس نے جواب میں کہا: مجھے تیرے سلسلے میں ایک ایسے ضامن کی ضرورت ہے جو تیری انسانی صورت میں واپسی کی ضمانت دے کیونکہ میرا خیال ہے تم بندر یا خزری کی صورت میں واپس آؤ گے اور شیخ ابن بابویہؓ نے کتاب مَنْ لَا يَخْضُرُ الْفَقِيْهَ میں امام صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ”جو کوئی واپسی پر یقین نہیں رکھتا اور متعہ کو حال نہیں سمجھتا وہ ہم میں سے نہیں۔“

چودھویں حدیث

شیخ صدق محمد بن بابویہ نے معتبر سند کیسا تھا حضرت ابی عبداللہ جعفر بن محمد صادقؑ سے روایت کی ہے کہ لوگوں پر ایک زمانہ آیا گا جب ان کا امام عابد ہو جائیگا۔ خوش قسمت ہو گے وہ لوگ جو اس زمانے میں ہم الہدیۃ کی ولادت پر ایمان لائیں گے اور اس پر باقی رہیں گے۔ تحقیق ان کیلئے کم سے کم ثواب یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ انہیں ندادیگا کہ اے میرے بندو! جو میرے پوشیدہ راز پر ایمان لائے ہو اور میرے غیب کی تصدیق کی ہے تمہیں میری طرف سے بہت زیادہ ثواب کی بشارت ہو۔ تحقیق تم میرے بندے اور میری کنیزیں ہوئیں تھہاری عبادت قبول کرو گا اور بس۔ تمہیں بخشونگا اور بس۔ تمہیں معاف کرو گا اور بس۔ تمہارے سبب سے لوگوں پر بارش برساؤں گا اور لوگوں سے تمہارے سبب بلا کیں دور کرو گا۔ اگر تم نہ ہوتے تو میں ہر لمحہ ان پر عذاب بھیجنگا۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کی: یا بن رسول اللہ! اس زمانے میں کوئی عمل سارے اعمال سے بہتر ہو گا؟ فرمایا: زبان کو کنٹرول کرنا اور گھروں میں مقیم ہو جانا۔ ایک

حوالہ جات

- ۱۔ ابو خالد وردان کابل کا رہنے والا تھا۔ اس کا نام وردان اور لقب سکنر تھا۔ وہ کیمانیہ مذہب کا ماننے والا تھا لیکن جب امام زین العابدینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ کے خصوصی اصحاب کا درجہ پا گیا۔ ابو خالد نے امام باقرؑ اور امام صادقؑ کا دور بھی دیکھا اور آپؑ کے ادوار کے بزرگ اصحاب میں سے تھا۔ بعض علمائے رجال ابو خالد کا لی کو آئندہ علیم السلام کے دو صحابی خیال کرتے ہیں اور ان دونوں کو اکبر اور اصغر کا نام دے کر ان میں امتیاز پیدا کرتے ہیں۔ اس طرح ابو خالد کا لی اکبر کا نام سکنر جو امام جعفر صادقؑ کے صحابہ میں سے تھا۔ یہاں پر علامہ مجلسی ابو خالد کا لی اصغر کا ذکر کرتے ہیں۔ بحوالہ کتاب ”رسحانۃ الادب“ مولف: میرزا محمد علی مدرس تبریزی جلدے صفحہ ۸۲۶ اور اعیان الشیعہ از علامہ استاد سید محسن امین چاپ بیروت جلد دوم صفحہ ۳۷۲ سے ۱۳۰۳ھ قمری
- ۲۔ ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم ملقب بـ کاتب نعمانی اور معروف بـ ابن ابی زینب مؤلف کتاب غیبت، آپ امامیہ کے بزرگ محدثین میں سے ہیں۔ آپ چوتھی صدی ہجری میں گزرے ہیں۔ آپ کاشم رجال حدیث اور روایات کی شاخت کرنے والے ماہرین میں ہوتا ہے۔ آپ نے ثفت الاسلام محمد بن یعقوب کلینیؓ سے احادیث نقل کیں اور چونکہ کتاب کافی کو کلینیؓ کے پاس کتابت کیا، اس لئے آپ کو کلینیؓ کا کاتب کہا جاتا ہے۔ آپ نے تحصیل علم اور تشریح احادیث اہل بیتؓ میں ایک زمانہ صرف کیا اور اسی لئے آپ کے استاد کے نزدیک آپ کا بڑا مقام تھا۔ آپ شیخؓ کے دروس میں حاضر ہوتے تھے اور یہ شیخؓ کا فیضان تھا کہ آپ نے اس میدان میں عظیم الشان مقام حاصل کیا۔ آپ درایت الحدیث اور شاخت رجال کے ماہرین میں سے تھے اور اپنی تحقیق کے نتیجے میں مرحلہ کمال تک پہنچ چکے تھے۔ پہلی بار آپ نے شیراز کا سفر کیا اور وہاں ۲۱۳ھ میں عالم حلیل ابو القاسم موسیٰ بن محمد اشعری سے احادیث نقل کیں اور پھر بغداد کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہاں احمد بن محمد بن سعید (ابن عقدہ کوفی) سے احادیث

سے دین کیطرف بلا کیں گے۔ پھر فرمایا: اس زمانے میں حضرتؐ کے ظہور کا انتظار بہترین عبادت ہوگی۔ معتبر احادیث میں وارد ہوا ہے کہ جو کوئی حضرت صاحب الامرؐ کی امامت کا معتقد ہو اور آپؑ کے ظہور کا انتظار کرے تو وہ ایسا ہے کہ جیسے آپؑ کے زیر علم ہو۔ بلکہ گویا وہ جہاد فی سبیل اللہ میں اپنے خون میں لٹ پت ہے۔ معتبر روایت میں امام صادقؑ سے منقول ہے کہ بہت جلد تمہیں شکوک و شبہات پیش آئیں گے اور تمہارا امام عاصی ہو گا، اس زمانے میں جو کوئی دعاۓ غریب پڑھے گا نجات پایا گا جو یہ ہے

یا اللہ یا رَحْمَنْ یا رَحِیْمْ یا مَقْلِبَ الْقُلُوبَ یَثْ قَلْبِیْ عَلَیْ دِینِکْ
سید علی بن طاؤسؓ نے کتاب مصباح الزائرین امام صادقؑ سے روایت کی ہے
کہ جو کوئی چالیس صبح دعاۓ عہد کو پڑھے گا۔ قائم آل محمدؐ کے ساقیوں اور انصار سے قرار پایا گا اور اگر آپؑ کے ظہور سے پہلے فوت ہو جائے تو خداوند تعالیٰ اسے آنحضرتؐ کے ظہور کے زمانے میں زندہ کر کے قبر سے باہر نکالے گا تا کہ آنحضرتؐ کی مد کرے۔ حق تعالیٰ اس دعا کے ہر حرف کے بدله اسے ہزار نیکیاں عطا فرمائیگا، اسکے نامہ اعمال سے ہزار گناہ محروم فرمائیگا۔

لکھ کیس۔

۳۔ ابو فخر محمد بن مسعود بن محمد بن عیاش تھی کوئی شرقی جنکا شمار اکابر شیعہ علماء میں اور رجال احادیث اور مفسران قرآن کریم میں ہوتا ہے۔ آپ علم رجال اور دوسرے اسلامی علوم میں اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ آپ اوائل جوانی میں سنی المذهب تھے اسکے بعد شیعہ مذہب اختیار کیا اور آپ کا شمار امامیہ کے بزرگ علماء میں ہونے لگا۔ آپ فتنہ، حدیث، طب، نجوم اور قیافہ شناسی میں وسیع معلومات کے حامل تھے۔ آپ کا گھر علماء طباء اور طالبان علم و فضل کیلئے ایک مرے کا درجہ رکھتا تھا۔ آپ نے اپنے والد سے جو میراث حاصل کی تھی اسکی قیمت تین لاکھ دینار تھی، جن کو آپ نے اسلامی علوم کی تشریفاً شاعت میں صرف کیا۔ آپ کے آثار اور مؤلفات کی تعداد دو سو سے کچھ زیادہ ہے جن میں نسیں تفسیر جو تفسیر عیاشی کے نام سے مشہور ہے، شامل ہے اور اس تفسیر کو مستند مانا جاتا ہے اور علامہ مجلسی نے بخار الانوار میں اور اپنے دوسری تاییفات میں اس تفسیر کے حوالے دیے ہیں۔ تفسیر عیاشی دو جلدیں پر مشتمل ہے۔ اس کا مقدمہ استاد علامہ سید محمد حسین طباطبائی تبریزی مولف تفسیر المیزان نے لکھا اور تحقیق و تصحیح جمیع الاسلام سید ہاشم رسولی نے ۱۳۸۰ھ قمری میں فرمائی اور یہ تفسیر قم میں چھانپی گئی ہے۔

۵۔ ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن موسی بن بابویہ تھی جوابن بابویہ کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کا شمار مذہب شیعہ کے بڑے علماء اور فقهاء میں ہوتا ہے۔ آپ نے کافی تعداد میں آئندہ طاہرین کی احادیث جمع کیں ہیں۔ شیخ مفید اور ابن شاذان و عصہاری اور دوسرے علمی محدثین نے آپ سے روایت کی ہے۔ یہ جلیل القدر عالم شیخ مفید کے استاد تھے۔ اور شیخ حر عاطلی کے بعد اسلامی تعلیمات میں آپ کو جتنی معلومات اتنی شایدی ہی کی دوسرے شخص کو ہوں۔ بلکہ اگر آپ کا وجود پر برکت نہ ہوتا تو اہل بیت رسالت کے آثار مت جاتے۔ لہذا یہ جلیل القدر عالم اہل بیت کے آثار و اخبار کو حفظ و محفوظ کرنے کا سبب ہنا۔ علامہ حلی کے مطابق آپ کی تاییفات اور قلمی آثار ۳۰۰ سے زیادہ جلدیں پر مشتمل ہیں اور رجال میں نجاشی نے ان کی تعداد ۱۹۰ یا اس سے کچھ زیادہ بتائی ہے۔ سید صن موسوی نے من لا یحضره الفقيه کی جلد اول کے مقدمہ میں شیخ کی تاییفات ۱۹۹ جلد ذکر کی ہیں۔ آپ کے مشہور آثار میں سے ایک من لا یحضره الفقيه ہے جس کا شمار حدیث کی اہم ترین کتب اور

آپ نے محمد بن حام بن سہیل سے ۳۲۷ھ میں اور ابو علی احمد بن محمد بن یعقوب بن عمار کوئی اور سلامہ بن محمد بن اسماعیل ارزنی سے بھی احادیث حاصل کیں۔ پھر شمامات کی طرف سفر کیا اور طبریہ (اردن) میں محمد بن عبد اللہ بن محمر طبرانی سے ۳۲۳ھ میں اور ابوالغارث عبد اللہ بن عبد الملک سے احادیث سیں۔ پھر وہاں سے دمشق چلے گئے اور وہاں سے محمد بن عثمان بن علان و حنفی بغدادی سے کچھ احادیث نقل کیں۔ کچھ عرصہ بعد دمشق کو چھوڑ دیا اور حلب کی طرف روانہ ہو گئے اور یہاں سکونت اختیار کری اور یہاں ہی سے علم و معارف اسلامی کی تشریفاً شاعت کا فریضہ انجام دیا۔ یہاں سے آپ کی شناخت اور شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ آپ نے کتاب غیبت کو علامہ مجلسی سے شہر حلب میں روایت کیا اور ابو الحسن محمد بن علی شجاعی کے سامنے پڑھا اور ان سے اس کتاب کے مطالب کو دوسروں کے لئے بیان کرنے کی اجازت لی۔ آپ ظاہراً ۳۲۲ھ قمری میں شام میں اس داروفانی کو وداع کہہ گئے۔ آپ کے آثار اور کتب میں مندرجہ ذیل مشہور ہیں:

۱۔ کتاب فرانض ۲۔ کتاب البر علی الاسلام علیہ ۳۔ کتاب التفسیر

۴۔ کتاب التسلی ۵۔ کتاب غیبت

آپ کی آخری کتاب کی تحقیق اور صحیح کا سہرماشہر محقق اور داشتندہ علی اکبر غفاری کے سر ہے۔ آپ کے بارے میں مزید تحقیقات اور احوال کے سلسلے میں ”طبقات اعلام الشیعہ“ سے رجوع کیا جاسکتا ہے۔

۳۔ اسٹر آباد (گرگان یا جرجان): یہ علاقہ ترکمنستان تک پھیلا ہوا ہے اور گرگان، دشت گرگان نامی شہروں پر مشتمل ہے۔ اسے سلسلہ جبال شاہ کوہ، شاہرود سے جدا کرتا ہے۔ دریائے گرگان اتر ک اور قره سواس میں بہتے ہیں۔ گرگان کا موجودہ علاقہ اسٹر آباد کی سابقہ ضلع ترکمان کے مختلف قبائلی مناطق پر مشتمل ہے، اس میں ایک آب سکون نامی قدیم بندرگاہ بھی ہے اسکی تاریخی عمارات میں امام زادہ نور (۷۶۷ھ) اور امام زادہ روش تک (۸۶۵ھ) سے ۸۷۹ھ قمری) کے مقابر شامل ہیں۔

نقیٰ و امام حسن عسکری کے شیعوں میں سے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ امام علی نقیٰ نے آپ کو حضرت قائم "آل محمد" کی والدہ ماجدہ کی خریداری پر مامور فرمایا اور آپ کے حق میں ارشاد فرمایا۔ "تم ہمارے خاص لوگوں میں سے ہو اور ہم تجھے ایسا شرف اور مقام دینا چاہتے ہیں جسکی وجہ سے تم دوسرے تمام شیعوں پر برتری اور سبقت کے حامل قرار پاؤ گے۔" کتاب "اعیان الشیعہ" جلد ۳ صفحہ ۵۷۵ دوسری اشاعت، پیروت

ابو جعفر محمد بن یعقوب اصحاب کلینی رازی جن کا شمار امامیہ کے معتبر سلسلہ محمد میں ہوتا ہے، آپ اپنے زمانے میں مقبول خاص و عام تھے اور لوگ فتاویٰ کے سلسلے میں عام طور پر آپ سے رجوع کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ مفتی الاسلام کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ وہ پہلی شخصیت ہیں جن کو اس لقب سے ملقب کیا گیا۔ ابن تاثیر مبارک بن ابی الکرم نے جامع الاصول میں آپ کے بارے لکھا ہے: "یہ عالم رباني تیسری صدی مجری میں مذهب اثناعشری کا مجدد تھا۔ چنانچہ امام محمد باقر" پہلی صدی کے مجدد، امام رضا دوسری صدی کے مجدد اور سید مرتضی علم الحدی چوتھی صدی کے مجدد ہیں۔ کلینی کا شمار ان اصحاب میں ہوتا ہے جنہوں نے شیعیت کی کتب اربعہ تحریر کی ہیں۔ آپ کی کتاب "کافی" مستند کتب میں شمار کی جاتی ہے۔ یہی آپ نے ۲۰ سال کی محنت شادق سے تحریر فرمایا ہے۔ روایت ہے کہ جب کتاب "کافی" حضرت صاحب الزمان (ع) کی نظر شریف سے گزری تو آپ نے اس کی تعریف کی اور فرمایا۔ الگافی کافی لشیعیتاً۔ یعنی کافی ہمارے شیعوں کے لئے کافی ہے۔ کلینی امامیہ کے محمد میں میں سے وہ پہلا محدث ہے جس نے احادیث کو جمع کرنے اور اگلی تنظیم و ترتیب کی طرف توجہ دی۔ اس سے قبل آپ نے "أصول اربععما" لکھی اور شیعہ اس کی طرف رجوع کرتے تھے۔ آپ نے سعد بن عبد اللہ الشعرا، حمید بن زیاد نبوی، عبد اللہ بن جعفر حیری، علی بن ابراہیم نقیٰ، سے احادیث روایت کی ہیں۔ کافی کے علاوہ آپ کی اہم کتب تفسیر الرویاء، رد قرامطہ، رسائل الائمه، کتاب الرجال اور مـ فیل فی الانـعـمـ من الشـعـرـ ہیں۔ آپ کا انقلاب بغداد میں ہوا اور اسی شہر میں آپ کو دفن کیا گیا۔ آپ کی قبر کا شمار بغداد کی مشہور مقابر میں ہوتا ہے۔ آپ کی قبر کے متعلق کئی کرامات نقل

نمہب شیعہ کی کتب اربعہ میں ہوتا ہے۔ آپ کے دوسرے آثار میں سے امالی کا نام لیا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ یعنی اخبار الرضا جو امام علی بن موسیٰ رضا کی سیرت کے بارے میں ایک مستند یادگار ہے اور اسے آپ نے صاحب ابن عباد سے منسوب کیا ہے۔ ابو جعفر نے خراسان اور بغداد کی طرف سفر کیا اور آخری عمر میں میں گزاری اور وہیں سے ملکوت اعلیٰ کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ کا مقبرہ رے میں مشہور ہے۔ آپ کو دیالہ بادشاہوں کے ہاں نہایت عزت و احترام کی لگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ آپ ایک دن رکن الدولہ جو عزت الدولہ کا والد تھا، کی درخواست پر سلطان کے حضور میں پیش ہوئے تو سلطان نے آپ کو انعام و اکرام سے نوازا۔ کسی نے آپ کے جانے کے بعد سلطان سے عرض کیا کہ شیخ کا عقیدہ ہے کہ امام حسین کا سر مبارک نیزہ پر سورہ کہف کی تلاوت کر رہا تھا۔ یہ موضوع رکن الدولہ پر گراں گزرا تو اس نے شیخ کی خدمت میں خط لکھ کر اس بارے میں استفسار کیا۔ صدوق نے جواب میں لکھا۔ "مجی ہاں۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ آپ کا سر مبارک سورہ کہف کی چند آیات کی تلاوت فرمائہ تھا اگرچہ یہ حدیث آئندہ اطباء سے منسوب نہیں لیکن میں اس امر کے امکان کا منکر بھی نہیں کیونکہ قرآن میں آیا ہے کہ گناہ گاروں کے اعضاء و جوارج قیامت کے دن باتیں کرنے لگیں گے۔ جب کہ آنحضرت جوانان جنت کے سردار اور جگر گوشہ رسالت میں ہیں۔ تو اگر آپ سے اس کرامت کا ظہور ہوا ہے تو اس پر تعجب کس بات کا؟ اور درحقیقت جو کوئی اس سے انکار کرے، وہ قادرت الہی اور فضیلت رسالت مآب کا انکار کرتا ہے۔ یہ انکار قیامت کے دن اعضاء و جوارج کی گواہی سے انکار ہے۔ مجھے تعجب ہے اس پر جو آسمانی فرشتوں کی امام مظلوم پر گریہ وزاری کا تو معتقد ہے لیکن وہ اس کرامت کا منکر ہے۔ اس موضوع کے بارے میں سوال و جواب کی تفصیل کے ضمن میں کتاب "روضات الجات" تالیف سید محمد باقر خوانساری سے جو قاجاریہ دور کے مشہور علماء میں سے ہیں، رجوع کیا جاسکتا ہے۔ علامہ مجلسی نے اپنی کتاب "بحار الانوار" میں اکثر احادیث کو اس عظیم الشان عالم سے نقل کیا اور ان کی تحریر کو مستند مانا ہے۔

۶۔ پسر بن سلیمان النخاس (برده فروش)، حضرت ابو ایوب انصاری کی اولاد اور امام علی

میں اسی لقب کی ساتھ ایک خط لکھا۔ سید نے خط کے جواب میں اس لقب کو قبول کرنے سے احتراز کیا، وزیر نے دوبارہ عرض کیا، واللہ! میں نے آپ کو اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھا بلکہ مجھے اسکا حکم امیر المؤمنین نے دیا ہے، آپ عالم جیل القدر دینی اور دنیاوی علوم و شرافت کے حامل تھے۔ آپ کی ولادت غیبتِ کبریٰ کے اوائل میں ماہ رب جمادی ۲۵۵ھ میں ہوئی اور وفات اتوار کے دن ۲۵ ربیع الاول ۷۳۶ھ قمری میں بغداد میں واقع ہوئی، آپ کو بغداد میں آپ کے گھر میں دفن کیا گیا۔

۹۔ ابو القاسم سعد بن عبد اللہ بن ابی خلف اخیری الشاعری الحنفی (متوفی ۲۹۹ھ یا ۳۰۱ھ) کا شمار امامیہ کے بڑے محدثین میں ہوتا ہے آپ سنگھر مشہور کتاب "بصائر الدرجات" قمری) کا شمار امامیہ کے بڑے محدثین میں ہوتا ہے آپ سنگھر مشہور کتاب "بصائر الدرجات" تایف کی۔ آپ ابو محمد حسن عسکری کے جلیل القدر صحابی ہیں۔ سعد بن عبد اللہ الشاعری جس نے چند مشہور شیعہ روایات کو نقل کیا ہے اور کئی معروف کتابوں کا مؤلف ہے نے شیعوں کے مختلف فرقوں کی تاریخ کے بارے ایک کتاب تحریر کی جس میں آپ کے مقالات بھی شامل ہیں۔

شیخ طویلی کی مقالات امامیہ کی فہرست میں بھی یہ مقالات آئے ہیں اور علامہ مجلسی جن کی درس میں یہ کتاب تھی، انہوں نے اپنی کتاب الغیبت میں اور سجاشی نے رجال میں اسکے مندرجات نقل کیے ہیں اور بخار الانوار کے مآخذ میں اسکو مفصل طور پر لکھا گیا ہے۔ آپ کی ملاقات کا امام حسن عسکری سے قصہ کمال الدین کی کتاب اور شیخ صدوق کی "تمام النعمة" میں تفصیل سے آیا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ سعد بن عبد اللہ دینی مسائل کے حل کیلئے احمد بن الحنف کے ساتھ جب سامری گیا تو اسے نہ صرف امام حسن عسکری کی زیارت کا شرف حاصل ہوا بلکہ حضرت قائم آل محمد کی زیارت بھی نصیب ہوئی جسکی تشریح کتاب کے متن میں موجود ہے۔ بعض مولیین نے اس کی حضرت کی ساتھ ملاقات پر تک شک کیا ہے اور اسکی روایت حدیث کو ضعیف شمار کیا ہے لیکن اکثر شیعہ علماء جن میں مرحوم سید حسن امین بھی شامل ہیں نے اپنی کتاب "اعیان الشیعہ" میں اس کو مستقل مزاج اور راست گفتار شخص کے طور پر ذکر کیا ہے اور اس بارے دوسروں کے اقوال کو روکیا ہے۔ آپ کے بارے میں نقی الدین حسن بن علی بن داؤد حنفی رقطراز ہے کہ سعد بن عبد اللہ بن ابی خلف اخیری فی عظیم شیعوں اور فقہاء سے تھا اور

کی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ بغداد کے ایک حاکم نے کلینی کی قبر کھودی تاکہ آپ کا حال معلوم کرے تو دیکھا کہ آپ کے کفن میں آپ کے ساتھ ایک بچہ بھی دفن ہے اور آپ کے جسد کی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ اس پر اس نے قبر کو دوبارہ اسی طرح بند کیا اور اس پر ایک گنبد تعمیر کیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس حاکم نے اس قبر کو اس لئے کھولا تھا کہ اسے پہنے چلا تھا کہ یہ کسی شیعہ عالم کی قبر ہے اور اس نے سنی ہونے کی بناء پر نہیں تھبہ کی وجہ سے یہ قدم اٹھایا اور بعض کا کہنا ہے کہ اس نے جب دیکھا کہ لوگ جو حق درحق امام موسیٰ کاظمؑ کے حرم مطہرہ کی زیارت کے لئے آتے ہیں اور وہ چاہتا تھا کہ آپ کی قبر کو اکھاڑ کر شیعوں کے اعتقاد کو نہیں پہنچائے۔ اس پر اس کے وزیر نے اسے منع کیا اور کہا کہ اگر تو امتحان لینا چاہتا ہے تو ان کے کسی عالم دین کی قبر کو اکھاڑ کر لے لے۔ لہذا اس نے علامہ کلینی کی قبر اکھاڑی۔ اس بارے مزید تفصیل کے لئے "زیجلۃ الادب" جلد ۵ صفحات ۸۲۷-۸۲۸ مولف مرزاز محمد علی مدرس اور فارسی دائرة المعارف از غلام حسین مصاحب سے رجوع فرمائیں۔

۸۔ سید مرتضی: آپ کا نام ابو القاسم علی بن حسین لقب علم الحمد ہی آپ سادات کے ایک گھرانے کے چشم و چراغ ہیں اور آپ کا نسب شریف ۵ واسطوں سے امام موسیٰؑ سے جاتا ہے۔ آپ کا شمار عظیم علماء اور مصنفوں میں ہوتا ہے۔ آپ نے بغداد میں آنکھ کھوئی اور وہیں پر اس دنیاۓ فانی سے آنکھیں بند کر کے کوچ کر گئے۔ آپ کے آثار میں دیوان اشعار کے علاوہ امامی، کتاب الشافی در امامت، جسکو آپ نے قاضی ابو الحسن عبد الجبار معتزلی (متوفی ۳۱۵ھ قمری) کی کتاب مغنى کی رو میں لکھا، تنزیہ الانجیاء، الانفار، المسائل، الناصرات، الشیب و الشیاب اور دوسری تالیفات جنکی تعداد مجموعاً ۸۹ سے زیادہ بنتی ہے شامل ہیں۔ آپ کو علم الحمد کا لقب اس طرح ملا کہ ابو سعید محمد بن حسین بن عبد الصمد جو قادر عباسی (۳۸۱-۳۲۲ھ) کا وزیر تھا چار سو میں ھجری میں یہاں پر گیا، ایک رات خواب میں حضرت امیر المؤمنین کی زیارت ہوئی تو انہوں نے فرمایا: علم الحمد ہی سے کہو کہ تمہارے افاقت کیلئے دعا کرے۔ وزیر نے کہا: کہ میں نے خواب میں پوچھا: علم الحمد ہی کون ہے؟ فرمایا: علی بن حسین موسوی۔ اس نے خواب سے بیدار ہو کر دعا کی التراس کیلئے سید مرتضی کی خدمت

سلام ہو آپ پر اے زمین و آسمان میں موجود ہر شے پر جلت

نے امراء اور رؤسائے کے خلاف ۵۰ سال بھگ لڑی اور اس دوران خلیفہ کے سپاہیوں کے دانت کھٹکے کئے اس نے مسلمانوں کا قتل عام کیا اور انکا مال لوٹا اور آخر کار معتمد (خلیفہ) کے بھائی موفق نے اهواز کے نزدیک اسے تختست دی، صاحب الزنج نے عقب تشنی اختیار کی اور مارا گیا، اسکا سر بغداد لایا گیا اور اس طرح ایک طویل قتل عام اور خوزہ زیری کے بعد زنگیوں کی بغاوت فرو ہوئی۔ اگرچہ یہ شخص اپنے آپ کو آل علی سے منسوب کرتا تھا اور اس پر فخر بھی کرتا تھا لیکن خوارج کا بیرون کار تھا، بعض علمائے انساب نے اسکی تائید کی ہے اور بعض نے اسے جھٹکایا ہے اور اسکے علاوہ بعض نے اسے عرب اور ابو القیس کے گروہ سے بتایا ہے اور بعض دوسروں نے اسے ایرانی اور ورزین جو تہران کے قریب واقع ہے کا باسی بتایا ہے۔
مکوالہ: دائرة المعارف فارسی از غلام حسین مصاحب۔ الموسوعۃ العربیۃ الامیریۃ: محمد شفیق غربال، جو تاہرہ سے چھپی۔

۱۲۔ سامرہ: عراق کا مشہور شہر و جلد کے مشرقی ساحل پر بغداد کے شمال میں ۱۲۰ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہاں حضرت امام علی نقی اور امام حسن عسکری کے مزارات، شیعوں و دوستانہ الہمیت کی زیارت گاہیں نیز یہاں وہ مشہور "سرداب" ہے جہاں سے حضرت امام قائم نے غیبت اختیار فرمائی تھی، یہ شہر قدیم سامرہ کے کھنڈرات کے قریب ہی وجود میں آیا۔ اسے خلفائے عبادی کے دور میں "سرمن رائے" کا نام دیا گیا تھا اور ۲۲۱ھق سے ۲۲۶ھق تک سات عبادی خلفاء کا دار الحکومت رہا۔ متکل کے زمانے میں اسے بہت عروج ملا لیکن اسکے بعد روپ زوال ہوا، یہاں کے اکثر محلات اور عمارت کے نام مورخین اور جغرافی دانوں کے دیلے سے باقی ہیں مثلاً "جوس و بلکواری" جنہیں متکل نے تعمیر کیا۔ اگرچہ کئی صدیاں اور زمانے لد چکے، لیکن اس شہر کے کھنڈرات کو عمارتوں کے تعمیراتی مصالحے بنانے کیلئے استعمال میں لایا جاتا ہے اور جدید کھدائی سے پتہ چلا ہے کہ اس شہر کے زیر زمین کھنڈرات تعمیرات کے لحاظ سے اسلامی فن تعمیر کا نادر تر نمونہ ہیں، یہاں متکل کی یادگار کے طور پر ایک جامع مسجد موجود ہے جو اس شہر کے قدیمی حصے کے جنوب میں واقع ہے اسکے میانہ کی بلندی ۵۳ میٹر ہے اور یہ مسجد فن تعمیر کا نادر نمونہ ہے۔ اس میانہ کے اندر بیرونی گلی ہوئی

اسے شیعوں کے درمیان وجہت حاصل تھی، اسے احادیث کے موضوع پر مکمل عبور تھا اور اس ہمین میں اہل سنت سے بھی مکمل آگاہی رکھتے تھے۔ اس نے ہمارے آقا و مولا امام حسن عسکری سے ملاقات کی، علامہ مجلسی نے اپنی کتب میں اس کے اقوال کو سند کے طور پر درج کیا ہے۔

۱۰۔ ابوالاودیان علی بصری کا شمار صوفیہ کے مشاہیر میں ہوتا ہے، آپ جنید بغدادی اور ابو سعید خراز کے معاصر تھے، آپ نے دویں عباسی خلیفہ متکل (۲۳۲-۲۳۷ھق) کا زمانہ اور انہاروں میں عباسی خلیفہ مقتدر (۲۹۵-۳۲۰ھق) کا زمانہ پایا تھا۔ آپ کی کنیت پہلے تو ابو الحسن تھی لیکن آپ کے علمی و دینی مناظروں کی بنیار آپ کا نام ابوالاودیان مشہور ہو گیا۔

۱۱۔ جعفر بن امام علی الحادی اور امام حسن عسکری کا بھائی کذاب اور جھوٹے کے لقب سے پکارا جانے لگا کیونکہ اس نے اپنے بھائی امام حسن عسکری کی وفات کے بعد امامت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا اسکی کنیت ابو عبد اللہ اور لقب کریں تھا کیونکہ اسکے ۱۲۰ بیٹے تھے۔ انہیں اپنے جد امام علی رضا کی نسبت سے "رضویون" کہا جاتا تھا، اسکی وفات ۲۷۱ھق (پینتالیس سال کی عمر) میں ہوئی اور اسکی قبر سامرہ میں اسکے پدر بزرگ امام حادی کے گھر میں واقع ہے۔
مکوالہ: مقالات الامامیہ والفرق واسماؤ حما وصنوفها والقابها جو سعد بن عبد اللہ بن ابی خلف الاشتری تھی کی تصنیف ہے۔

۱۲۔ علی بن ابی الشوارب محمد جو ۲۶۲ھق میں قاضی القضاۃ کے عہدے پر فائز تھا۔

۱۳۔ علی بن محمد صاحب الزنج (متوفی ۲۷۰ھق) نے ۲۷۰ میں ۲۵۵ھق کے دوران ایک بغاوت کی قیادت کی اور اس دوران عباسی خلیفہ معتمد کی سرکاری مشینی کو ہلا کر رکھ دیا۔ صاحب الزنج زید بن علی سے نسبت کا دعویٰ برداشت کا اس نے اپنے فتح و بلیغ خطبوں سے بصرہ اور اس کے گرد و نواح کے زنگیوں کو اپنا ہم نوا بنا لیا تھا اور ۲۵۵ھق میں خلیفہ کے خلاف خروج کیا اسکی آواز پر بصرہ میں مقیم زنگیوں نے اپنے آقاوں کیخلاف بغاوت کی اور ان کا قتل عام کیا اور اسکے علاوہ ان کا مال و متعار غارت کیا اس طرح صاحب الزنج نے بصرے پر اپنا سلطنت بحالیا۔ آہستہ آہستہ اس شخص کا اثر و رسوخ پڑھتا گیا اور لوگ اس سے ملتے گئے، اس

آپ پر اسکا سلام ہو جس نے آپ کو ایسے پہچانا کہ جیسے خدا نے آپ کی پیچان کرائی

کے ظہور کے بعد خالد بن ولید نے چودہ ہجری قمری میں دمشق کو فتح کیا اور مغرب کے ہزار سالہ تسلط کا خاتمہ کیا، معاویہ نے ۳۶ھق میں اسے اپنا مختار بنا لیا اور اس زمانے سے لے کر ۱۲۷ھق تک یہ مردان بن محمد حران کا دارالحکومت رہا، دمشق امویوں کا دارالحکومت اور ان کے زیر تسلط رہا۔ دمشق کی جامع امیة کی بنیاد ولید بن عبد الملک کے زمانے میں رکھی گئی اسکے بعد عباسیوں کا دور آیا تو انہوں نے اموی دور کی تاریخی عمارت کو منہدم کیا اور اس دوران شہر کی تاریخی عمارت منہدم ہوئیں۔ اسکے بعد دمشق مختلف فاتحان کے ہاتھوں میں گیا جن میں مصر کے فاطمی، قرامطی اور سلوتوی شامل ہیں۔ ملک شاہ سلوتوی نے اسے اپنے بھائی ترش کے پس پرد کیا، اسکے بعد دو قاق ابین ترش کے ہاتھوں میں گیا جس نے دمشق کے امور کو اتنا بک ظہیر الدین تغلیکین (متوفی ۵۲۲ھق) کے حوالے کیا۔ صلیبی جنگوں کے دوران عیسائیوں نے بہت کوشش کی کہ دمشق کا تسلط اتنے ہاتھ آجائے لیکن انکا کوئی بس نہ چلا اور دمشق اسی طرح مسلمانوں کے پاس رہا، نور الدین محمود زنگی (۵۲۹ھق) کے زوال کے وقت وسیع اسلامی حکومت کا دارالخلافہ، آزاد اور مالی لحاظ سے پر رونق شہر تھا۔ ۴۷۵ھق سے دو سال بعد تک جب بغداد کا سقوط ہوا تو دمشق امویوں کے زیر تسلط تھا اور اسکے بعد مغلکوں کے زیر تسلط چلا گیا۔ ۶۵۸ھق میں عین الجاولت کے واقعہ کے بعد دمشق بادشاہوں کے زیر تسلط رہا، پھر نویں صدی ہجری میں امیر تمور نے اسے تاراج کیا یہ جب ۸۰۳ھق میں اس شہر سے کوچ کرنے لگا تو یہاں کے ماہرین، صناع اور معماروں کو اپنے ساتھ منتقل ہو گیا اس طرح اس نے اس شہر کو ناقابل حلائی نقصان پہنچایا۔ ۹۲۲ھق کے بعد مختصر مدت کیلئے یہ مصریوں کے زیر قبضہ رہا اور اسکے علاوہ ۱۹۱۸ء تک عثمانیوں کے زیر تسلط رہا۔ دمشق کی تاریخ نشیب و فراز سے بھری ہے اور یہ شہر ہمیشہ حملہ آوروں کی ہوس کا نشانہ بنتا رہا۔ ابوالقاسم علی بن حسن جو ابن عساکر کے نام سے مشہور ہے جیسے مؤرخین نے دمشق شہر کے بارے میں تفصیل سے لکھا ہے۔

۷۔ زوراء بغداد کا دوسرا نام ہے، اس شہر کے اور نام بھی ہیں مثلاً مدینۃ المنصور، مدینہ الی جعفر، مدینۃ الخلفاء اور مدینۃ السلام اسکی بنیاد ابو جعفر منصور خلیفہ نے رکھی اور اس خلیفہ کی حکومت کے دوران اسناڈ اور سکون پر بھی نام درج ہوتا رہا، البتہ بعض مؤرخین نے اس بارے

ہیں جنکے ذریعے مینار کے اوپر پڑھا جاسکتا ہے۔

۱۵۔ ابو عبد اللہ مفضل بن عمر جعفی امام صادقؑ کے خاص صحابہ میں سے اور مشہور محقق تھے، شیخ طویؑ نے اپنی کتاب ”غیبت“ میں خصوصیت سے ان کا ذکر کیا ہے، مرحوم سید محسن امین نے اعیان الشیعہ میں اس کے حالات کا تذکرہ کرتے ہوئے اسے عظیم الشان اور جلیل القدر شخصیت کے عنوان سے یاد کیا ہے، جس میں اسرار و لطائف کیلئے مخاطب قرار دیا تھا اور امامؑ کی توحید برہانی کی بحث کے سلسلے میں گفتگو کا مخاطب آپؑ کی ذات تھی ہے توحید مفضل کا نام دیا گیا اس صحن میں مزید تفصیلات کیلئے سفیہ التجار مولف حاج شیخ عباس تھی، جلد دوئم، صفحہ ۳۷۶ و بخار الانوار صفحہ ۱۹۶، جلد ۱۱، و نامہ دانشور ان ناصری، صفحہ ۳۳۶ سے رجوع کیا جا سکتا ہے۔

۱۶۔ دمشق یا دمشق الشام، شام کا دارالحکومت ہے، بھیڑہ مدینہ انہ سے اس کا فاصلہ سو کلومیٹر اور یہ کوہ تاپسیوں کے دامن میں اور جبل لبنان (جبل الغربی) و جبل الشرقي کی پشت اور شام کے جنوب میں واقع ہے۔ یہ شہر کشادہ اور سر زبرد ہے اور اسے دنیا کی چوچی جنت کہا گیا ہے، یہاں انواع و اقسام کے پھل اور سبزیاں کاشت ہوتی ہیں۔ یہاں کی زندگی کی چھلپاں اور سبزہ زار کا بڑا موجب ہے اس شہر میں بڑے بڑے مینار ہیں، دمشق شہر میں دو سو مساجد پائی جاتی ہیں اور اموی دور کی مساجد یہاں کی مشہور ترین مساجد کہلاتی ہیں، ان میں سے ایک مسجد وہ ہے جس میں امام زین العابدینؑ نے تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ اسکے علاوہ یہاں کے قابل دید مقامات میں صلاح الدین کا مقبرہ مشہور ہے۔

حضرت زینب کبریؓ (لہ جل جم) اور حضرت رقیؓ (لہ جل جم) (جو امام حسینؑ کی بیٹی ہیں) کے حرم یہاں کی تاریخی شان و شوکت کو دو بالا کرتے ہیں، دنیا کے بلند پایہ محقق اور دانشور یہاں کی یونیورسٹی میوزیم اور کتب خانوں کو خاصی اہمیت دیتے ہیں۔ دمشق کی تاریخ واضح نہیں کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسیؑ کی ولادت سے ہزاروں سال پہلے یہاں ایک شہر آباد تھا، لہذا اسی حوالے سے دمشق کو انسانی تہذیب کے اہم مرکز میں شمار کیا جاتا ہے۔ اسلام آباد تھا، لہذا اسی حوالے سے دمشق کو انسانی تہذیب کے اہم مرکز میں شمار کیا جاتا ہے۔

سلام ہوا پر جو حق ہے زندہ اور ایسا عالم ہے جس کا علم ختم نہیں ہوتا

مشہور مقامات میں محاب سیمان، مقام خضر اور مقام داؤ غیر معمولی شہرت کے حامل ہیں۔ مروان کے بعد مامون نے اسکی دوبارہ تعمیر کی اور اس میں کچھ تبدیلیاں لایا۔ اس نے ۸ ضلعی دیوار بنائی اور ۹۰۹ھ میں جب صلیبی یہاں وارد ہوئے تو انہوں نے اسے گرجے میں تبدیل کر دیا اور اسکے اندر باہر ہر جگہ تصاویر آؤئیں اس کیں اور گنجید کے اور پرسونے کی صلیب نصب کی، پھر ۵۸۲ھ ق میں صلاح الدین ایوبی نے بیت المقدس کو فتح کیا تو دوبارہ اسے مسجد کی صورت میں تبدیل کر دیا۔ سیمان قانونی نے اسکو نئے سرے سے تعمیر کیا اور پھر ۱۹۶۳ھ میں دوبارہ اسکی نئے سرے سے تعمیر ہوئی، اسلامی دنیا اس انتظار میں ہے کہ کب بیت المقدس مسلمانوں کو واپس ملے گا اور یہاں سے صیونیوں کا تسلط ختم ہو گا۔ بحوالہ: دائرة المعارف فارسی، احسن التقاضیم فی معزقة الاقالیم، الموسوعة العربية الشیرۃ

۱۹۔ صنعاء، یمن کا دارالحکومت اور جنوبی عرب کا مشہور و معروف شہر ہے اسکا بندر ہدیہ سے فاصلہ ۳۵ کلومیٹر ہے، یہاں ۲۸ مساجد واقع ہیں، جن میں سے جامع مسجد جو چھٹی صدی عیسوی میں تعمیر کی گئی تھی یہاں کی خوبصورت ترین مساجد میں سے ہے، اس شہر کو حاصل کرنے کیلئے کئی جنگجوں نے ہاتھ پاؤں مارے، جن میں جیشیوں، رومیوں و ایرانیوں کے محلے شامل ہیں۔ ۳۵ھ میں یہ ابرہہ کا دارالحکومت تھا اور اس نے یہاں پر جامع قلبیس کے نام ہٹلے شال ہیں۔ ۴۵ھ میں یہ ابرہہ کا دارالحکومت تھا اور اس نے یہاں پر جامع قلبیس کے نام ہٹلے شال ہیں۔ گرجا تعمیر کیا اسکے بعد خسرو اور شیر و مروان کے زمانے میں یمن ایران کے زیر تسلط آگیا اور دوسری بھری میں جب ایرانی حاکم مسلمان ہوا تو یہ شہر اسلامی حکومت میں شامل ہو گیا۔ ۶۲۶ھ ق میں اموی کے بعد یہاں زیادی تسلط قائم ہوا اور سلوہیں صدی عیسوی میں دوبارہ عثمانی تکوں کے زیر تسلط چلا گیا۔ بحوالہ: دائرة المعارف فارسی

۲۰۔ ابو عمرہ جزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم رسول اکرمؐ کے بچا اور قریش کے سرداروں میں سے تھے، آپ کی ولادت مکہ میں ہوئی، آپ شروع میں اسلام قبول کرنے میں پس و پیش سے کام لے رہے تھے لیکن جب دیکھا کہ ابو جہل آپ کو تکلیف دینے پر تلا ہوا ہے تو حضرت جزہ برہم ہو گئے، آپؐ نے ابو جہل کو مارا بیٹھا اور اپنا اسلام ظاہر کر دیا، آپؐ کے اسلام قبول کرنے سے مسلمانوں کو کافی تقویت ملی، جزہؐ نے مکہ سے مدینہ بھرت کی اور غزوہ بدرا میں

لکھا ہے کہ یہ لفظ فارسی سے لیا گیا ہے لیخ، اور داؤ لیخی عطیہ خداوندی، حمورابی عہد کے ایک مآخذ (۱۸۰۰ ق م) میں اس شہر کا قدیم نام بخداوندی لکھا ہوا ہے۔ منصور نے اپنا پہلا دارالحکومت کوفہ کو قرار دیا تھا، لیکن چونکہ وہاں بہبیت کے مانے والوں کی اکثریت تھی لہذا اس نے اس شہر کو ترک کر کے بغداد کو اپنا دارالحکومت بنایا، اس زمانے میں یہ شہر تجارتی نقطہ نگاہ سے نہایت اہمیت کا حامل اور زرخیز تھا، یہاں سے تجارتی قافلے ایران اور وہاں سے جنوب مشرقی اشیاء جاتے تھے۔ شہر میں نہروں کا جاں بچنا ہوا تھا، اس شہر کا نقشہ بادی انظر میں ۱۳۱ھ ق میں ڈیڑائیں کیا گیا لیکن اسکی تعمیر کا آغاز ۱۳۵ھ ق میں ہوا۔ کہا جاتا ہے منصور نے ایک لاکھ مددوروں اور معماروں کو اس کی تعمیر پر لگایا اور جب ۱۳۶ھ ق میں باقاعدہ طور پر بغداد کی طرف نقل مکانی کی تو شہر کو مزید تو سبب دی، اس شہر کی شان و شوکت مامون کے زمانے تک محفوظ رہی، مامون نے بیت الحکومت کے نام سے ایک سانسی اوارے کی بنیاد رکھی۔

مامونی رصد گاہیں اور دوسرے سانسی آلات اس دور کی یادگار ہیں۔ ۳۳۶ھ ق میں تغلیب یونانی ریاست کیا اور آپؐ بیوی کی حکومت کو تھس کر دیا اس نے وہاں کی شیعہ آبادی پر قلم و تم ڈھانے میں کوئی کسر اٹھانے رکھی اسکے بعد ۳۵۰ھ ق میں بسیری نے بغداد فتح کیا کیا لیکن سلاسلہ نے اسکی حکومت کا خاتمه کر دیا۔ ۴۵۶ھ ق میں ہلاکو خان نے بغداد فتح کیا اور ایک بھت سے زیادہ وہاں خون کی ہوئی کھیلتا رہا۔ بغداد ۴۷۰ھ ق تک ایلخانی مغلوں کے ہاتھ رہا۔ اس طرح یہ شہر تاریخی نسب و فراز سے گزرتا رہا۔ اسکی موجودہ صورت حال امام الصادقؑ کے فرمان کی روشنی میں آپؐ کے سامنے ہے اور امامؑ نے جو کچھ اسکے بارے ارشاد فرمایا تھا، آج ہم اسے کس قدر صحیح پا رہے ہیں۔

۱۸۔ بیت المقدس کی مسجد اقصیٰ ۷۲-۷۴ھ ق میں عبدالملک بن مروان، اموی خلیفہ کے دور میں تعمیر ہوئی، اسی مقام سے نبی کریمؐ ایک رات معراج پر تشریف لے گئے تھے، یہ مسجد تاریخی اور مذہبی اہمیت کی حامل ہے لیکن افسوس کا مقام ہے کہ مسلمانوں کی غفلت کی وجہ سے یہود کے زیر تسلط ہے اور وہ اسکی اسلامی اہمیت کو مٹانے کے درپے ہیں۔ احادیث میں ملتا ہے کہ یہ مقام دو ہزار سال آدمؐ کی خلقت سے پہلے مانکہ کی زیارت گاہ تھا۔ یہاں کے

سلام ہو مومتوں کو زندہ کرنے والے اور کافروں کو نابود کرنے والے پر

ایک کتاب کو آپ سے نسبت دی ہے۔

۲۳۔ شیخ ابو جعفر محمد بن حسن لقب شیخ الطاائف (۳۸۵ھ ق) جید فقہا، محمد شیخ و عظیم امامیہ علماء سے تھے۔ آپ نے اپنے پیدائشی شہر طوس میں متداول مقدامات کی تحریک کے بعد ۴۰۸ھ ق میں بغداد پلے گئے اور وہاں شیخ مفید محمد بن محمد بن نعیمان بغدادی سے جو اس زمانے کے عظیم اشان شیعہ عالم دین تھے کب فیض کیا۔ شیخ صدوق کی وفات کے بعد شیخ مفید کا شمار بلند پایا شیعہ عالم دین کے طور پر ہوتا ہے۔ آپ کی وفات کے بعد یہ علی مقام سید مرتفعی کو ملا اور آپ نے ۲۳ سال سید مرتفعی کے حضور زانوئے تکمذہ کیا۔ آپ نے فقہ، اصول اور علم کلام میں کمال مہارت حاصل کی۔ اس سلسلے میں آپ کی کتب آپ کی بلند مائیگی کی شاہد ہیں ان میں آپ نے اپنے جلیل القدر استار سید مرتفعی کے اقوال کے حوالے دیئے ہیں۔ آپ کی کتب میں تبیان، بسط، عدة الاصول، غیبت اور تخلیص اشافی مشور ہیں۔

شیخ نے بارہ سال بغداد میں قیام کیا اور اس دوران مذہب حق کی تبلیغ و ترویج میں کوئی سر اخناہ رکھی آپ کے دشمنوں نے خلیفہ القائم باحرالثغیر عجائبی سے آپ کی چھلی کی اور آپ کو خلفاء کو بر اجلا کہنے کا الزام دیا اور اس ثبوت میں کتاب مصباح الحجج و ملاح الحجج پیش کی تھیں جب آپ خلیفہ کے پاس گئے تو آپ نے اس طرح وضاحت کی کہ خلیفہ نے آپ کی بات تسلیم کر لی تھیں لوگ آپ سے سخت نالاں تھے انہوں نے ۳۸۸ھ ق میں تحصیب اور کیدہ کی آگ میں آپ کا گھر جلا دیا۔ شیخ طوی اس واقعہ کے بعد مجف اشرف کی طرف پھرست کر گئے اور زندگی کا باقی حصہ امام عالی مقام کے آستانے پر گزار دیا۔ شیخ طوی وہ ہمیں ہستی میں جنہوں نے مجف اشرف کو علیٰ مرکز کا مقام دیا۔ آپ کے آثار میں ۳۸ تصنیف ملی ہیں جن میں سے مشہور ہیں

الاستصار فیما اختلف من الاخبار، تحدیب الاحکام، جکا شمار کب احمد میں ہوتا ہے۔
البسط، التحلیل فی مجرد الفتن والتقاوی، امامی، المحدث، دعاء الجوش الکبیر، دعاء الجوش الصغير، حدیث المسخر شد، التبیان، الغیری و مصباح الحجج و ملاح الحجج۔

ابن عمار حلیل نے شدرات الذهب میں آپ کے بارے لکھا ہے مذہب امامیہ میں

آنحضرتؐ کے ساتھ رہے، آپ ۵۷ سال کی عمر میں غزوہ بدر میں ایک وجہی کے ہاتھوں درجہ شہادت پر فائز ہوئے اور سید الشہداء کا لقب پایا۔ مشہور ہے کہ معاویہ کی ماں بہمنہ نے آپؐ کا لکھجہ چبیا۔ جناب زین العابدین علیہ السلام نے اپنے خطبے میں جوانہوں نے یزید کے دربار میں دیا تھا اسی جانب اشارہ کیا ہے: وَكَفَ يَرْجِحُ مَرَاقِبَةَ مَنْ لَفْظَ قُوَّةَ إِكْبَادِ الْأَزْكِيَاءِ وَتَبَثَّ لَحْمَهُ مِنْ دَمَاءِ الشُّهَدَاءِ۔

۲۱۔ جعفر بن ابی طالبؑ جن کا لقب ذوالجماں ہے، حضرت علیؓ کے بڑے بھائی اور مشاہیر صحابہ سے تھے، آپ نے پیغمبر اسلامؐ کے حکم پر جب شہرت کی اور جب آنحضرتؐ مدینہ تشریف لے گئے تو آپؑ جب شہری میں تھے اور اسکے کچھ عرصہ بعد آپ مدینہ تشریف لائے۔ آپ نے غزوہ مودہ میں بھادری کے جو ہر دکھلائے (آٹھویں صدی ہجری) اور جام شہادت نوش کیا۔ اس جنگ میں آپ کے دونوں بازوں بازو قلم ہوئے تو پیغمبر اسلام سے ذوالجماں (دو پروں والا) کا لقب پایا۔ حدیث میں آیا ہے کہ آپ کو خداوند تعالیٰ نے دو بازوں کے کٹے جانے پر جنت میں دو بڑے عطا کیے ہیں جن سے آپ پر وازا کرتے ہیں اسی لیے آپ کو جعفر طیار بھی کہا جاتا ہے، آپ کی زیارت مودہ کے مقام پر مسلمان اور عیسائی زائرین کی نظر میں نہایت قابل احترام اور مردی ہے۔

۲۲۔ ابی بن کعب بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن التجار الانصاری التجاری کنیت ابوالمذر راور ابوالطفیل تھی۔ آپ سید القراء کے لقب کے حال اور کاتب وحی تھے آپ نے بدر اور دوسرا جنگوں میں شرکت کی، واقدی کہتا ہے وہ پہلا شخص تھا جس نے رسول اللہ ﷺ کی اور وہ پہلا شخص ہے جس نے فلاں ابن فلاں کے لئے کتب لکھیں۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ابوالیوب، عبادہ ابن الصامت، سہل ابن سعد، ابوالموی، ابن عباس، ابوهریرہ، انس، سليمان ابن صد وغیرہ نے آپ سے روایت کی ہے بعض نے آپ کی وفات ۲۲، ۲۰، ۱۹ھ سال میں لکھی ہے بعض مورخین کے بقول آپ کی وفات ۳۰ھ قمری میں عثمان کے دور میں واقع ہوئی۔ ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب الاصابة فی تیز الصوابۃ میں آخری قول کو زیادہ درست تسلیم کیا ہے۔ حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں تفسیر کی

سلام ہو تو مous کے رہبر اور تمام کلامات الہی کے عالم پر

۲۶۔ قطب الدین سعید بن ہبۃ اللہ بن حسن راویہ کنیت ابو الحسن یا ابو الحسین عالمی ہے۔ آپ کا شمار جید علماء، محدثین، متكلّمین، مفسرین اور شعراء میں ہوتا ہے، آپ کا تعلق علی خاندان سے ہے، آپ نے صاحب تفسیر مجتبی البیان ابو علی طبری، عما الدین طبری، مرتضی رازی اور خواجه نصیر الدین طوی کے والد ماجد جیسے مشاہیر سے روایات صحیح کیں، اسکے علاوہ شیخ عبدالرحیم بغدادی کے ذریعے مرتضی علم الحدی کی فاضل جلیلہ بیٹی اور انکے چچا سید رضی سے بھی روایات نقل کی ہیں۔ آپ شیخ منجب الدین اور ابن شہر آشوب کے مشاہق سے ہیں، آپ کی تالیفات کی تعداد ۵۶ بتائی جاتی ہے جن میں مشہور یہ ہیں: آیات الاحکام، احکام الاحکام، الاختلافات الواقعۃ بین الشیخ المفید و سید مرتضی فی بعض المسائل الکلامیة، خلاصۃ القافیس، جود جملوں پر مشتمل اور اسکا دخیل نسخہ استنبول کے علی پاشا کتب خانے میں موجود ہے، منہاج البراءۃ فی شرح فیض البلاغ النازخ والمنسوخ من القرآن ونفحۃ المصور۔ قطب راویہ کے نام میں قلم میں وفات پائی اور آپ کی قبر حضرت مصوصہ مسلم (الله ہدیہ) کے مکن میں واقع ہے۔ بحوالہ کتاب اعيان الشیعہ سید محمد بن امین اشاعت دوہم یروت۔

۲۷۔ ابو محمد حسن بن محمد بن جہور علی، نجاشی کی رجال کے مطابق اہل بصرہ سے تھے اور آپ کو علی اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ بنو اعام کے قبیلہ تمیم سے تھے۔ آپ نے اپنے والد کی کتاب "واحدۃ" کی تصحیح کی۔ بحوالہ اعيان الشیعہ اشاعت دوہم جلد پنجم اور جامع الزوہۃ، محمد علی بن علی اردبیلی اشاعت یروت ۱۴۰۳ھ تھی۔

۲۸۔ رضی الدین سید علی بن موسی بن جعفر جوابن طاؤس کے نام سے مشہور ہیں، آپ کا تعلق شیخ طوی اور ابن ادریس کے خاندان سے ہے، آپ کے بھائی سید احمد ابن طاؤس کا شمار امامیہ کے فقیہ علماء میں ہوتا ہے، آپ نے فقہ، ادب اور اپنے دور کے دوسرے متداول علم کو اپنے زمانے کے جید علماء سے سیکھا۔ آپ زہد و پرہیزگاری میں بے مثال تھے۔ علامہ حنفی نے آپ سے بہت سی کرامات منسوب کی ہیں ان میں سے کچھ مرحوم نوری نے متدرک الوسائل میں نقل کی ہیں۔ آپ کی بعض تالیفات سے استفادہ کر کے اس بات کا عنده یہ ملتا ہے کہ آپ پر حضرت صاحب احصروا زمان کی ملاقات کا درکھلا تھا اور آپ اپنا درود دل آنحضرت سے

ٹوی نے نہایت ہی پرہیزگار عالم دین کے طور پر شہرت پائی تھی اور عراق کے کونے کونے سے شیعہ آپ سے استفادہ کرنے کے لئے حاضر ہوتے تھے۔ اسی طرح سمعانی نے الانساب میں آپ کو نہایت اچھے الفاظ سے یاد کیا اور عما الدین طبری تو یہاں تک لکھتا ہے کہ اگر انہیا کے علاوہ کسی پر درود جائز ہوتا تو وہ آپ پر درود پڑھتا۔

۲۹۔ ماریہ قبطیہ رسول اکرمؐ کی زوجہ اور ابراہیم جو بچپن ہی سے اس دارفانی سے کوچ کر گئے تھے کی والدہ محترم تھیں۔ جن کی وفات پر آنحضرت شدید غمگین ہوئے۔ اس خاتون کو اسکندریہ کے بادشاہ موقوس نے انکی بہن سیرین کے ہمراہ تھے کے طور پر بھیجا تھا۔ حضرت نے سیرین کو حسان بن ثابت کو بخشنا اور ان سے عبد الرحمن بن حسان کی ولادت ہوئی۔ ماریہ نے خلیفہ دوہم کے دور میں وفات پائی اور آپ کو قبرستان بیفعی میں دفن کیا گیا۔ مشربہ ابراہیم کے نام سے مدینہ میں آپ کی یادگار ہے جہاں آپنے مصر سے آتے ہی قیام کیا تھا۔

۳۰۔ استنبول یا اسلامبول ترکی کا مشہور تاریخی شہر ہے جو آبائے باسفورس کے دو کناروں پر بیکرہ اسود اور بیکرہ مرمر کے درمیان واقع ہے۔ اسکا سابق نام قسطنطینیہ ہے۔ ۱۹۳۳ء میں اسے استنبول کا نام دیا گیا۔ یہ شہر ۱۹۲۲ء تک ترکی کا دارالحکومت رہا۔ یہاں کی یونیورسٹی کی بنیاد ۱۳۵۳ء میں رکھی گئی۔ جسکی ۱۹۳۳ء میں تجدید کی گئی۔ اس شہر کا تاریخی اور قدیم حصہ پورپ میں واقع ہے۔ ایاصوفیہ کے نام سے قدیم مشرقی روم کی تاریخی عمارت اس دور کے فن تعمیر کی یادداشتی ہے۔ ۱۵۰۹ء میں زلزلے نے اس شہر کا ستیا ہاں کر دھپتھا لار سلطان پاہنیز دوہم نے اسے تھے سرے سے تعمیر کیا۔ یہاں کی اکثر مساجد اسی دور کی یادگار ہیں جن کے گنبدوں اور میثاروں کی خوبصورتی دیکھنے والوں کے دل میں گھر کر جاتی ہے۔

توبہ کالی کے نام سے اس بنی الاقوای شہر کا میوزیم سیاحوں کے لئے زبردست کشش کا حامل ہے۔ مسلمان چار دائگر عالم سے جناب رسول خدا کے جلیل القدر صحابی حضرت ابوالایوب انصاری کے ہزار اور مسجد کی زیارت کے لئے آتے ہیں۔ یہاں پر سینکڑوں ایسے قدیم فنی آثار موجود ہیں جو مسلمان ماہرین اور کارگروں کے عالیشان ہنر کی یادداشتے ہیں۔

بیان فرماتے تھے۔ آپ کی زیادہ تر تالیفات کا تعلق دعاؤں، عبادات، تزکیہ نفس اور دینی وظائف کے موضوعات سے ہے۔ ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں: ادعیۃ الساعات، الاسرار المودعۃ فی ساعات اللیل والنهار، الاصطفاء فی تواریخ الملوك والخلفاء، اعائش الداعی، الاقبال لصالح الاعمال، جمال الایسوع بکمال اتمال المشروع، شرح فتح البیان، المکحوف علی قلمی الطفقوف، محاسبۃ الانفس واصلاح الزائر وغیرہ۔ آپ کی تالیفات کی تعداد ۳۵ سے زیادہ ہے۔ آپ کی ولادت ۵۸۹ھ ق اور وفات ۶۶۳ھ ق بخداد میں ہوئی۔ آپ کا جنازہ نجف اشرف لے جا کر وہاں دفن کیا گیا۔ بحوالہ: ریحلۃ الادب والذریعۃ الی تصانیف الشیعہ۔

۲۹۔ ابوعلی فضل بن حسن، فضل طبری کا شمار بلند پایہ علماء، فقہاء، مفسرین اور محمد شین میں ہوتا ہے۔ شیخ ابوعلی نے شیخ الطائف طوی کے بیٹے ابوعلی اور عبد الجبار رازی سے روایات نقل کی ہیں اور آپ کی روایات کے مجموعے میں صحیفۃ الرضا مشہور ہے۔ آپ نے شیخ عبد اللہ دوریستی اور اپنے بیٹے شیخ حسن بن فضل مؤلف مکارم الاعلاف، ابن شهر آشوب مؤلف مناقب و معالم العلماء، شیخ مفتح الدین مؤلف فہرست، شاذان بن جبراۓل صاحب المناقب، قطب راوندی شارح فتح البیان اور دیگر معاصر علماء سے روایات نقل کی ہیں۔ آپ آپ کا بیٹا اور تواسہ مؤلف مکملۃ الانوار اور دوسرا عزیز تمام کے تمام مشہور علماء میں سے تھے۔ طبری کی تفاسیر درج ذیل ہیں: جواہر الجامع، مجمع البیان لعلوم القرآن، الکافی الشافی جبکہ علامہ طبری نے الوائی اور الوجیر کو بھی آپ کی تفاسیر میں شمار کیا ہے۔

آپ کی دوسری تالیفات میں الاداب المدینیۃ للحرۃ المعیدۃ در اخلاق، حقائق الامور در اخبار، العمدۃ فی اصول الدین والفرائض والنواقف، کنوز النجاح در دادعیہ، اعلام الورثی باعلام الحمد فی فضائل الانعامۃ الحداۃ واحوال حکم علیم السلام۔

طبری ۵۳۸ھ ق میں بیزار میں اس جہان قافی کو وداع کہہ کر طاع اعلیٰ کی طرف کوچ کر گئے۔ آپ زیادہ تر اسی شہر میں مقیم رہے۔ آپ کی میت مشہد مقدس لے جا کر آپ کو حضرت ثامن الحجج کے ہرم مقدس کی قربت میں دفن کیا گیا۔

۳۰۔ ابوالثیر احمد بن علی بن احمد بن عباس بن محمد بن عبد اللہ بن ابراهیم بن محمد بن عبد اللہ

نجاشی ابن الکوفی اور نجاشی کے نام سے مشہور تھے۔ شیخ نجاشی مؤلف "رجال" پانچویں ہجری قمری کے سلطی دور کے معروف علماء سے تھے۔ آپ کی کتاب "رجال" سے شہید عالی اور سید ابن طاؤس جیسے جيد علماء و فضلاء نے استفادہ کیا۔ آپ کا علمی مقام اس قدر بلند ہے کہ علماء آپ کے اقوال کو دوسروں کے اقوال پر ترجیح دیتے تھے۔ آپ سید مرتضی علم احمدی کے صاحب مقام شاگردوں میں سے ہیں۔ آپ نے شیخ مفید، ہارون بن موسیٰ، محمد بن ہارون، احمد بن نوح سیرانی اور اپنے والد علی بن احمد، ابن الغھائزی، احمد بن حسین اور چند دوسرے معاصر مشائخ سے روایات نقل کی ہیں اور بعض معاصر علماء نے آپ سے بھی روایات نقل کی ہیں۔ آپ کی تالیفات میں کتاب "رجال"، اخبار بنی سنن، اخبار الولکاء الاربیع، اعمال الجمہ، تحقیب، تفسیر القرآن، الحدیثان الخلافان، فضل الکوفہ، مواضع النجوم وغیرہ شامل ہیں۔ آپ کی وفات ۴۵۰ھ ق میں ہوئی۔ بحوالہ: ریحلۃ الادب والذریعۃ الی تصانیف الشیعہ۔

۳۱۔ ابوعلی زرارة بن امین بن سنسن الغیانی الکوفی امام محمد باقرؑ اور امام صادقؑ کے معترض صحابیوں میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ تحقیق امام باقرؑ کے حواری اور امام صادقؑ کے قریبی دوست تھے۔ آپ کا شمار ان افراد میں ہوتا ہے جن کے بارے کہا گیا کہ اگر یہ چار اشخاص نہ ہوتے تو نبوت کی باقیات کا خاتمه ہو جاتا۔ تین دوسرے مجہد بن مسلم، ابو بصیر لیث اور برید بن معاویہ ہیں۔ آپ کی تالیف الایستقناۃ والجبر خاصی شہرت کی حامل ہے۔ آپ کی وفات ۱۵۰ھ ق میں ہوئی۔ خدا آپ پر رحمت کرے۔ بحوالہ: اعيان الشیعہ جلد هفتم۔

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
-1	مقدمہ	4
-2	کتاب کی وجہ تسلیہ امام زمانہؑ کا جدید خطاب	6
-2	صاحب الامرؐ کی خصوصیات	12
-4	عصر غیبیت کے بہترین اعمال	15
-5	امام زمانہؑ کی غیبت	16
-6	حضرت صاحب الامرؐ کا خط شیخ مفیدؒ کے نام	17
-7	معصومینؐ کی احادیث کی روشنی میں حضرت صاحب الامرؐ کے ظہور کی روشن علامات حدیث نمبر ۱	19
-8	حدیث نمبر ۲	20
-9	حدیث نمبر ۳	22
-10	حدیث نمبر ۴	24
-11	حدیث نمبر ۵	32
-12	حدیث نمبر ۶	39
-13	حدیث نمبر ۷	48
-14	حدیث نمبر ۸	53
-15	حدیث نمبر ۹	71
-16	حدیث نمبر ۱۰	77
-16	حدیث نمبر ۱۱	80
-17	حدیث نمبر ۱۲	87
-18	حدیث نمبر ۱۳	91
-19	حدیث نمبر ۱۴	98
-20	حوالہ جات	101

اے کاش بیٹیں جانتا کہ اس دوری نے آپکو کہاں جا ڈھرایا اور کس زمین اور کس خاک نے آپکو اخراج کھا بے
 آپ خوبی میں پیں والوں طوئی میں یا کسی اور پہاڑ پر یہ مجھ پر گراں ہے کہ خلوق کو تو دیکھوں اور آپ کو نہ
 دیکھو پاگاں نہ آپکی آہت سنوں اور نہ سرگوشی، مجھے رنج ہے کہ آپ تمباختی میں پڑے ہیں میں آپ کے ساتھ
 نہیں ہوں اور میری آہ دوزاری آپ تک نہیں پہنچ پاتی، میری جان آپ پر قربان! آپ غائب ہیں مگر ہم سے
 دور نہیں، میں آپ پر قربان! آپ وطن سے دور ہیں لیکن ہم سے دور نہیں، میں آپ پر قربان! آپ پر ہر محبت
 کی آرزو اور ہر مومن و مہمند کی تمنا ہیں جسکے لئے وہ گریہ دوزاری کرتے ہیں، میں آپ پر قربان! آپ وہ
 عزت دار ہیں جن کا کوئی تانی نہیں، میں قربان! آپ وہ قدیمی نعمت ہیں جس کی مش نہیں،

اے احمد بنبی کے فرزند! آپ کے پاس آنے کا کوئی راستہ ہے؟

اے یوسف زہرا (س) و جگر گوشہ نوجس (س)!

کب وہ وقت آئے گا جب آپ کی فتح کا پرچم لمبر اتا ہوگا اور آپ سب کے امام ہوں گے؟

اور ہر زبان پر جاری ہوگا "الحمد لله رب العالمين"



ایک جگر سوختہ کی درد بھری فریاد!